پنجاب یونیورسٹی لاہور

جَوَاہِرُ البُحُور

یعنی

عربی زبان کا نصاب

جس کو

پرنسپل محمد شفیع ایم۔اے

نے پنجاب یونیورسٹی کے لئے مرتب کیا

اور سینٹ پنجاب یونیورسٹی نے امیدواران امتحان بی اے

کے لئے مقرر فرمایا

اور ۱۹۳۶ء میں
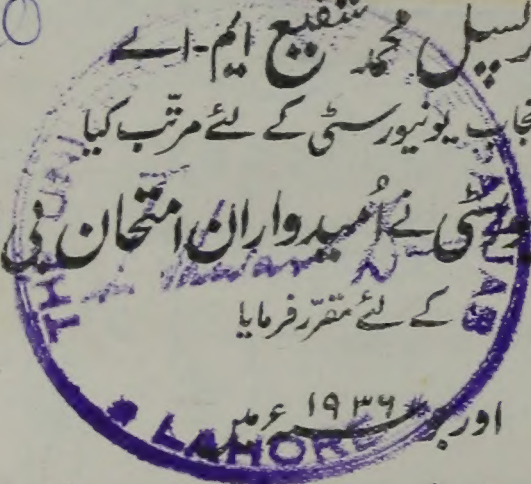
لالہ موتی رام مینجر کے اہتمام سے مفید عام پریس واقع چیٹر جی روڈ لاہور میں چھپا

اور جس کو

لالہ ایشور داس ایم اے رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی کچہری روڈ لاہور

نے شائع کیا

طبع اوّل

تعداد ۲۰۰۰

قیمت عہ

فہرست مطالب

مِن کِتاب

فُتُوح البلدان

تالیف الامام ابی الحسن احمد
بن یحیٰی بن جابر البلاذریؒ

(م. ۲۷۹ھ)

ترجمہ

امام احمد[۱] بن یحییٰ بن جابر بن داؤد البلاذری

بلاذری تیسری صدی کے نامور عرب مورخوں میں سے تھے، عالم[۱]، فاضل، شاعر، جید راوی اور ماہر نساب اور مترجم تھے۔ فارسی سے بعض کتابیں اُنہوں نے عربی میں ترجمہ کیں، اور متعدد جید کتابیں خود تصنیف کیں، دوسری صدی ہجری کے آخر میں پیدا ہوئے اور بغداد میں نشو و نما پایا۔ ان کا دادا جابر خصیب صاحبِ مصر کا کاتب تھا، بلاذری نے دمشق، حمص، انطاکیہ اور عراق میں حدیث سُنی۔ عراق میں اُن کے اساتذہ میں مصعب زبیری، ابو عبید قاسم بن سلام اور ابن سعد کاتب الواقدی جیسے فضلا شامل تھے، بالآخر یہ خلیفہ متوکل اور مستعین کے مقربین میں سے ہو گئے اور عبداللہ بن المعتز نے اُن کی شاگردی کا شرف پایا، کہتے ہیں کہ اُنہوں نے آخری عمر میں بلاذر[۲] کا رس لاعلمی میں پی لیا، اس سے ان کا دماغ مختل ہو گیا اور اُن کو بیمارستان میں لے گئے اور وہاں اُسی حالت میں وہ ۲۷۹ھ / ۸۹۲ء میں فوت ہوئے۔ مگر یاقوت نے لکھا ہے کہ یہ بات واضح نہیں ہے کہ بلاذر والا قصہ اِن کے متعلق ہے یا اِن کے دادا کے متعلق، معجم الادبا میں ہے۔ "ولا ادری ایّھما شرب البلاذر احمد بن یحیی او جابر بن داؤد

---

[۱] معجم الادباء میں ہے: کان احمد بن یحیی بن جابر عالمًا فاضلًا شاعرًا راویۃ نسابۃ متقنًا وکان مع ذلک کثیر الھجاء بذیّ اللسان اخذ الاعراض،

[۲] Anacardia

الا ان ما ذکرہ الجھشیاری یدل علیٰ ان الذی شرب البلاذر
ھو جدہ"۔ بہرحال اُن کی نسبت البلاذری اسی قصہ سے ماخوذ ہے"۔

ان کی تصانیف میں سے ذیل کی دو نہایت اہم کتابیں ہم تک پہنچی ہیں:-

(۱) **فتوح البلدان** - اس میں فتوح اسلامیہ کے حالات مفصل اور صحیح طور پر درج ہوئے ہیں، مصنف کی اصل کتاب اس سے بھی زیادہ مفصل تھی مگر وہ ناتمام رہی - اور یہ اُس کا خلاصہ ہے، رسول اللہ صلعم کے فتوحات سے کتاب شروع ہوئی ہے، پھر ردہ اور فتوحاتِ شام وجزیرہ و ارمینیہ ومصر ومغرب کے ذکر کے بعد عراق اور ایران وسند کے فتوحات پر ختم ہوئی ہے، کتاب میں ضمناً بہت سی عمرانی اور سیاسی باتیں بیان ہوئی ہیں مثلاً احکام خراج، مصطلحات، دواوین، عطا، امر خاتم ونقود وخط وغیرہ، عربوں کے فتوحات کے متعلق اطلاعات کیلئے یہ کتاب نہایت قیمتی ماخذ ہے۔

(۲) **انساب الاشراف** - اس میں عربوں کے انساب بیان ہوئے ہیں - مگر نسب کے ساتھ ساتھ تاریخی باتیں بھی مصنف نے دی ہیں - مثلاً جہاں بادشاہوں کا ذکر ہوا ہے وہاں اُن کے عہد کی تاریخ بھی دے دی گئی ہے - اسی طرح خوارج کے متعلق یہ کتاب نہایت اہم معلومات بہم پہنچاتی ہے - قسطنطنیہ میں اس کا ایک مکمل نسخہ ہے جس کو پروفیسر بیکر (Becker) شائع کرنے کیلئے مرتب کر رہے ہیں"۔

حوالے

فہرست ابن ندیم ۱: ۱۱۳، معجم البلدان ۲: ۱۲۷، زیدان ۲: ۱۹۲، انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ۱: ۶۱۱۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فتوح السّندؔ[1]

[باب ـ ۱]

اخبرنا علیؒ بن محمّد بن عبد اللہ بن ابی سیف قال ولّی عمر بن الخطّاب عثمان بن ابی العاصی الثقفیؓ البحرین و عُمان سنۃ ۱۵ فوجّہ اخاہ الحکم الی البحرین ومضی الی عُمان فاقطع جیشاً الی تانہ فلمّا رجع الجیش کتب الی عمر یعلمہ ذلک فکتب الیہ عمر یا اخا ثقیف حملت دوداً علیٰ عود و انّی احلف باللہ اِلّو اُصیبوا الاخذتُ

---

[1] معجم البلدان ج ۳ ص ۱۶۶ پر ہے: السند ..... بلاد بین بلاد الھند وکرمان و سجستان ...... و بعض یجعل مُکران منہا ویقول ھو ھی خمس کُوَر، فاوّلہا من قبل کرمان مُکران ثمّ طوران ثم السند ثم الھند ثم الملتان، بلادِ سندکا عربی نقشہ ایلیٹ نے اپنی تاریخ کی جلد اول صفحہ ۳۲ پر ابن حوقل سے لیکر درج کیا ہے - اور ہم نے اُس کو اس کتاب کے صفحہ ۲۸ پر نقل کیا ہے - نیز دیکھو (The Lands of the Eastern Caliphate ص ۳۲۳ اور Holdich : Gates of India ص ۲۸۴ ۔

من قومك مثلهم، ووجّه الحكم ایضًا الی بَرُوص[۱] و وجّه اخاه المغیرة بن ابی العاصی الی[۲] خَوْر الدَّیْبُل فلقی العدوّ فظفر +

فلمّا ولی عثمان بن عفّان رض و ولّی عبد الله بن عامر ابن کُرَیز العراق کتب الیه یامره ان یوجّه الی ثغر الهند من یعلم علمه وینصرف الیه بخبره فوجّه حکیم بن جَبَلة العَبْدِیّ فلمّا رجع اوفده الی عثمان فسأله عن حال البلاد فقال: یا امیر المُؤمنین قد عرفتُها وتنحّرتُها، قال: فصِفْها لی قال: ماؤها وَشَل، و تمرها دَقَل، ولصّها بطل، ان قلّ الجیش فیها ضاعوا، و ان کثروا جاعوا، فقال له عثمان: أخابِرٌ ام ساجِعٌ قال بل خابِرٌ، فلم یُغْزِها احدًا +

فلمّا کان آخر سنة ۳۸ واوّل سنة ۳۹ فی خلافة علیّ بن أبی طالب رض توجّه الی ذلک الثغر الحُرث بن مُرّة العَبْدِیّ مُتطوّعًا باذنِ علیّ فظفر واصاب مغنمًا وسَبْیًا وقسم فی یوم واحد الف راس، ثمّ انّه قُتِل ومن معه بارض[۳] القِیقان اِلّا قلیلاً وکان مقتله فی سنة ۴۲ والقِیقان من بلاد السند ممّا یلی خُراسان +

---

۱ بهروچ + ۲ Gulf + ۳ قلات +

ثم غزا ذلك الثغر المُهَلَّب بن ابی صُفرَة فی ایّام مغویة سنة ۴۴ فاتی بَنَّة والاهواز وهما بین الملتان وکابل فلقیه العدوّ فقاتله ومن معه ولقی المهلّب ببلاد القیقان ثمانیة عشر فارسًا من الترک علی خیل محذوفة فقاتلوه فقُتلوا جمیعًا فقال المهلّب: ما جعل هاؤلاء الاعاجم اولی بالتشمیر منّا فحذف الخیل فکان اوّل من حذفها من المسلمین وفی بَنَّة یقول الازدی :

أَلَمْ تَرَ اَنَّ الاَزْدَ لَیلَةَ بُیِّتُوا بِبَنَّةَ کَانُوا خَیْرَ جَیْشِ المُهَلَّبِ

ثُمّ ولّی عبدُ الله بن عامر فی زمن مغویة بن ابی سفیٰن عبدَ الله بن سَوّار العَبْدِیَّ ویقال ولّاه مغویة من قِبَلِهِ ثغرَ الهند فغزا القِیقان فاصاب مغنمًا ثم وفد الی مغویة واهدی الیه خیلًا قیقانیّةً واقام عنده ثم رجع الی القیقان فاستجاشوا الترک فقتلوه وفیه یقول الشاعر:

وابْنُ سَوّارٍ عَلٰی عِلَّاتِهِ مُوقِدُ النَّارِ وَقَتّالُ السَّغَبْ

وکان سخیًّا لم یوقد احد نارًا غیر ناره فی عسکره فرأی ذات لیلةٍ نارًا فقال ما هٰذه فقالوا امرأة نفساء یُعمل لها خبیص فامر ان یطعم النّاس الخبیص ثلاثًا ٭

وولّی زیاد بن ابی سفیان فی ایّام مغویة سنان بن سَلَمَةَ

---

in every case ; in all his circumstances. عَلٰی عِلَّاتِهِ

ابن المُحبّق الهُذَلِیّ وکان فاضلاً متالّهًا وهو اوّل من احْلف الجند بالطلاق فاتی الثغر ففتح مکران عنوة ومَصّرَها واقام بها وضبط البلاد وفیه یقول الشاعر:

رَأیتُ هُذَیْلاً اَحْدَثت فِی یمِیْنِهَا ۔۔۔ طَلاَقَ نِسَآءٍ ماتَسُوقُ لَهَا مَهْرَا

لَهَانَ عَلَیَّ حِلْفَةُ ابْنِ مُحَبّقٍ ۔۔۔ اِذَا رَفَعَتْ اَعْنَاقُهَا حَلَقًا صُفْرَا

وقال ابن الکلبی کان الّذی فتح مُکْران حکیم بن جَبَلة العَبْدیّ.

ثُمّ استعمل زیاد علی الثغر راشد بن عمرو الجُدَیدیّ من الازد فاتی مکران ثمّ غزا القیقان فظفر ثمّ غزا المید فقُتل وقام بامر النّاس سنانُ بن سَلَمَةَ فولّاهُ زیاد الثغر فاقام به سنتین وقال اعشی هَمْدان فی مکران:

وَاَنْتَ تَسِیْرُ اِلٰی مُکْرَانَ ۔۔۔ فَقَدْ شَحَطَ الْوِرْدُ وَالْمَصْدَرُ

وَلَمْ تَكُ مِن حاجتی مُکْرَانَ ۔۔۔ وَلَا الْغَزْوُ فِیهَا وَلَا الْمَتْجَرُ

وَحُدِّثْتُ عَنْهَا وَلَمْ آتِهَا ۔۔۔ فَمَا زِلتُ مِن ذِکرِهَا اُوجَرُ[1]

بِاَنَّ الْکَثِیْرَ بِهَا جَائِعٌ ۔۔۔ وَاَنَّ الْقَلِیْلَ بِهَا مُعْوِرُ[2]

وغزا عبّاد بن زیاد ثغر الهند[3] من سجستان فاتی سَنارُوذ ثمّ اخذ علی حَوی کهز[4] (؟) الی الروذبار من ارض سجستان الی الهند مند فنزل

---

[1] دیوان: اُذعَرُ + [2] دیوان: مُقْتِرُ + [3] معجم البلدان ۳: ۱۸۴: السند د [4] معجم: حوی کهن؛

کِشّ[1] وقطع المفازة حتّٰی اتی قُنْدُ ھار فقاتل اھلھا فھزمھم وقتلھم وفتحھا بعد ان اُصیب رجالٌ من المسلمین ورأی قلانس اھلھا طوالاً فعمل علیھا فسمّیت العبّادیّة وقال ابن مُفرّغ:

کَمْ بِالْجُرُومِ وَاَرْضِ الْھِنْدِ مِنْ قَدَمٍ

وَمِنْ سَرَابِیْل قَتْلَی لیتھُمْ قُبِرُوْا

بِقُنْدُھَارَ وَمَنْ تُکْتَبْ مَنِیَّتُہٗ

بِقُنْدُھَارَ یُرَجَّمْ دُوْنَہُ الْخَبَرُ

ثمّ ولّی زیاد المنذر بن الجارود العبدیّ ویکنّی ابا الاشعث ثغر الھند فغزا البوقان والقیقان فظفر المسلمون وغنموا وبثّ السرایا فی بلادھم وفتح قُصْدار وسبی بھا وکان سِنان قد فتحھا الّا انّ اھلھا انتقضوا وبھا مات فقال الشاعر:

حَلَّ بِقُصْدَارَ فَاَضْحٰی بِھَا فِی الْقَبْرِ لَمْ یَقْفُلْ مَعَ الْقَافِلِیْنْ

لِلّٰہِ قُصْدَارَ وَاَعْنَابُھَا اَیَّ فَتَی دُنْیَا اَجَنَّتْ وَدِیْنْ

ثمّ ولّی عبید اللہ بن زیاد ابن حَرِّیّ الباھلیّ ففتح اللہ تلک البلاد علی یدہ وقاتل بھا قتالاً شدیدًا فظفر وغنم وقال قوم انّ عبید اللہ بن زیاد ولّی سِنان بن سَلَمَة وکان حَرِّیّ علی سرایاہ وفی حَرِّیّ بن حَرِّیّ یقول الشاعر:

لَوْلَا طِعَانِی بالبوقان مَا رَجَعَتْ مِنْہُ سَرَایَا ابْنِ حَرِّیٍّ بِاَسْلَابِ

---

[1] کچھ بلوچستان میں ایک بستی ہے جو آج کل ریلوے سٹیشن ہے +

واهل البوقان الیوم مسلمون وقد بنی عمران بن موسیٰ بن یحییٰ بن خلد البرمکیؒ بها مدینة سمّاها البیضاء و ذلك فی خلافة المعتصم بالله +

[باب-۲]

ولمّا وَلِیَ الحجّاج بن یوسف بن الحکم بن ابی عقیل الثقفیؒ العراق ولّی سعید بن اسلم بن زرعة الکلابیؒ مُکران وذلك الثغر فخرج علیه معٰویه و محمّد ابنا الحُرث العلافیان فقُتل و غلب العلافیان علی الثغر واسم علاف هو رَبّان بن حُلوان بن عمران بن الحاف بن قُضاعة وهو ابو جَرم +

فولّی الحجّاج مُجّاعة بن سِعر التمیمیّ ذلك الثغر فغزا مجّاعة فغنم وفتح طوائف من قندابیلؒ ثمّ اتمّ فتحها محمّد بن القاسم ومات مجاعة بعد سنة بمکران قال الشاعر:

مَا مِنْ مَشَاهِدِكَ الّتی شَاهَدْتهَا
اِلّا یَزِیْنُك ذِکْرُهَا مُجَّاعَا

لہ یعنی Gandava جو سبی کے جنوب اور قلات کے مشرق میں ہے، یہ علاقہ بُدھ کا مرکز تھا +

ثمّ استعمل الحجّاج بعد مُجّاعة محمّد بن هٰرون ابن ذراع النمریّ فاهدی الی الحجّاج فی ولایته ملک جزیرة الیاقوت[1] نسوة ولدن فی بلاده مسلمات ومات آباؤهنّ وکانوا تجارًا فاراد التقرّب بهن فعرض للسفینة التی کنّ فیها قوم من مید الدَّیبُل فی بوارج فاخذوا السفینة بما فیها فنادت امراة منهُنّ وکانت من بنی یربوع یاحجّاج وبلغ الحجّاج ذٰلک فقالَ یا لبّیک فارسل الی داهر یسأله تخلیة النسوة فقالَ انّما اخذ هنّ لصوص لااقدر علیهم فاغزی الحجّاجُ عبیدَ الله بن نبهان الدیبل فقُتل فکتب الی بُدَیل بن طهفة البَجلی وهو بعُمان یامرهٗ ان یسیر الی الدَّیبُل فلمّا لقیهم نفربه فرسه فاطاف به العدوُّ فقتلوهٗ وقال بعضهم قتله زطُّ البُدهة[2] قال وانّما سُمّیتْ هٰذه الجزیرة جزیرة الیاقوت لحسن وجوه نسائها ۔

ثمّ ولّی الحجّاجُ محمّد بن القاسم بن محمّد بن الحکم بن ابی عَقیل فی ایّام الولید بن عبد الملک فغزا السند وکان محمّد بفارس وقد امره[3] ان یسیر الی الرّیّ وعلیٰ

---

[1] سیلون ۔ [2] دیکھو Lands of Eastern Caliphates نقشہ ۷ ۔

[3] اَمَرَ اور ؟ کا فاعل حجاج ہے اور مفعول محمّد بن القاسم ۔

مقدّمتہ ابو الاسود جہم بن زحر الجعفی فردّہ الیہ وعقد لہٗ علی ثغر السند وضمّ الیہ ستّۃ الف من جند اھل الشام وخلقا من غیرھم وجھّزہ بکلّ ما احتاج الیہ حتّی الخیوط والمسالّ وامرہٗ ان یقیم بشیراز حتّی یتتام الیہ اصحابہ ویوافیہ ما اُعِدّ لہٗ +

وعمد الحجاج الی القطن المحلوج فنُقع فی الخلّ الخمر الحاذق ثمّ جُفّف فی الظلّ فقال اذا صرتم الی السند فانّ الخلّ بہا ضیق فانقعوا ھذا القطن فی الماء ثمّ اطبخوا بہ واصطبغوا[1] ویقال انّ محمّدا لمّا صار الی الثغر کتب یشکوا ضیق الخلّ علیھم فبعث الیہ بالقطن المنقوع فی الخلّ +

فسار محمّد بن القاسم الی مُکران فاقام بہا ایّاما ثمّ اتی قَنَّزْبُوْر ففتحہا ثمّ أتی ارمّائیل[2] ففتحہا وکان محمّد بن ھٰرون بن ذراع قد لقیہ فانضمّ الیہ وسار معہ فتوفّی بالقرب منہا فدفن بقنبل، ثمّ سار محمّد بن القاسم من ارمائیل ومعہ جَہْم بن زحر الجعفیّ فقدم الدَّیْبُل یوم جمعۃ ووافتہ سفن کان حمل فیہا الرجال

[1] season dishes [2] یا ارمابیل، غالباً لس بیلہ میں اس کے کھنڈر موجود ہیں اور قنبل کے Kayrokot میں +

والسلاح والاداة فخندق حين نزل الدّيبُل ورکزت
الرماح علی الخندق ونشرت الاعلام وانزل النّاس علی
راياتهم ونصب منجنيقاً تعرف بالعرُوس كان يمدّ فيها
خمسمائة رجل وكان بالدّيبُل بُدّ[1] عظيم عليه دَقل طويل
وعلى الدقل راية حمراء اذا هبت الريح اطافت بالمدينة وكانت
تدور، والبُدّ فيما ذكر وا منارة عظيمة يتّخذ فى بناء لهم
فيه صنم لهم او اصنام يشهر بها وقد يكون الصنم فى داخل
المنارة ايضًا وكلّ شیٔ اعظموه من طريق العبادة فهو عندهم
بُدّ والصّنم بُدّ ايضًا، +

وكانت كتبُ الحجاج ترد على محمّد وكتبُ محمّد ترد
عليه بصفة ماقبَله واستطلاع رايه فيما يعمل به فى
كلّ ثلٰثة ايّامٍ فورد على محمدٍ من الحجّاج كتاب ان
انصب العروس واقصر منها قائمة ولتكن ممّا يلى المشرق
ثمّ ادع صاحبها فمُرهُ ان يقصد برميته للدقل
الّذى وصفت لى فرمى الدقل فكسر فاشتدّ طِيرَةَ الكُفر
مِن ذٰلك، ثمّ انّ محمّدًا ناهضهم وقد خرجوا اليه
فهزمهم حتّى ردّهم وامر بالسلاليم فوضعت وصعد
عليها الرّجال وكان اوّلهم صعودًا رجل من مراد من اهل

[1] مندر - بت +

الکوفة ففتحت عنوةً ومکث محمّد یقتل من فیها ثلٰثة ایّامٍ وهرب عامل داهرعنها وقتل سادنا بیت الهتهم واختطّ محمّد للمسلمین بها وبنی مسجدًا وانزلها اربعة آلاف +

قال محمّد بن یحیٰی نحدّثنی منصور بن حاتم النحویّ مولی ٰال خٰلد بن آسید انّهٗ رٰای الدقل الّذی کان علے منارة البُدّ مکسورًا وانّ عنبسة بن اسحاق الضّبیّ العامل کان علے السند فی خلافة المعتصم بالله رح هدم أعلی تلک المنارة وجعل فیها سجنًا وابتدأ فی مرمّة المدینة بمانقض من حجارة تلک المنارة فعُزل قبل استتمام ذٰلک وولی بعده هٰرون بن ابی خالد المروذیّ فقتل بها +

قالوا واتی محمّدُ بن قاسم البیرُون وکان اهلها بعثوا سُمَنِیَّیْنِ منهم الی الحجاج فصالحوه فاقاموا لمحمّد العلوفة وادخلوه مدینتهم ووفوا بالصّلحٖ[1] وجعل محمّد لایمرُّ بمدینة الّا فتحها حتّٰی عبرنهرًا دون مهران فاتاه سُمَنِیَّة سربیدس فصالحوه عن من خلفهم ووظّف علیهم الخراج وسار الی سهبان[2] ففتحها ثمّ سار الی

---

[1] مال جس کی بنا پر صلح ہوئی۔ زرِصلح + [2] سہوان +

مهران فنزل فی وسطه فبلغ ذلک داهر واستعدّ لمحاربته
فبعث محمّد بن القاسم محمّد بن مصعب بن عبد الرحمٰن الثقفیّ الی سَدُوسان فی خیل وحمّارات فطلب اهلها الامان والصلح وسفر بینه وبینهم السُّمَنِیَّة فامنهم ووظّف علیهم خرجًا واخذ منهم رهنًا وانصرف الی محمّد ومعه من الزُّطّ اربعة اٰلاف فصار وامع محمّد وولّی سَدُوسان رجلًا۔
ثمّ ان محمّدًا احتال لعبور مهران حتّٰی عبره ممّا یلی بلاد راسل ملک قَصّة من الهند علیٰ جسر عقده وداهر مستخفّ به لاهٍ عنه ولقیه محمّد والمسلمون وهو علیٰ فیل وحوله الفیلة ومعه التکاکرة فاقتتلوا قتالًا شدیدًا لم یُسْمَعْ بمثله وترجّل داهر وقاتل فقُتل عند المساء و انهزم المشرکون فقتلهم المسلمون کیف شاء واوکان الذی قتله فی روایة المدائنی رجلًا من بنی کلاب وقال :۔

اَلْخَیْلُ تَشْهَدُ یَوْمَ دَاهِرَ وَالْقَنَا
وَمُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ
اَنِّیْ فَرَجْتُ الْجَمْعَ غَیْرَ مُعَرِّدٍ
حَتّٰی عَلَوْتُ عَظِیْمَهُمْ بِمُهَنَّدِ
فَتَرَکْتُهٗ تَحْتَ الْعَجَاجِ مُجَدَّلًا
مُتَعَفِّرَ الْخَدَّیْنِ غَیْرَ مُوَسَّدِ

فحدّثنی منصور بن حاتم قال: داهر والّذی قتله مُصَوَّران ببروص وبُدَیل بن طَهْفَة مُصوّرٌ[1] بقندو قبره بالدَّیبُل، وحدّثنی علیّ بن محمّد المدائنی عن ابی محمّد الهندی عن ابی الفرج قال لمّا قُتل داهر غلب محمّد بن القاسم علیٰ بلاد السند، وقال ابن الکلبی کان الّذی قتل داهر القاسم بن ثعلبة بن عبد الله بن حصن الطّائیّ،

قالوا وفتح محمّد بن القاسم راور عنوة وکانت بها امراة لداهر فخافت ان تؤخذ فاحرقت نفسها وجواریها وجمیع مالها؛

ثمّ اتی محمّد بن القاسم برهمناباذ العتیقة وهی علیٰ راس فرسخین من المنصورة ولم تکن المنصورة یومئذ انما کان موضعها غَیضَة وکان فلّ داهر ببرهمناباذ هذا فقاتلوه ففتحها محمّد عنوةً وقتل بها ثمانیة آلاف وقیل ستّة وعشرین الفاً وخلّف فیها عامله وهی الیوم خراب، وسار محمّد یرید الرور وبغرور فتلقاهُ اهل ساوَنْدَرَی فسالوه الامان فاعطاهم ایّاه واشترط علیهم ضیافة المسلمین ودلالتهم واهل ساوندری الیوم مسلمون، ثمّ تقدّم الیٰ بسمد فصالح اهلها علیٰ

---

[1] ظاہراً قصر قند مراد ہے۔

مثل صلح ساوندری۔

وانتهى محمّد الى الرور وهى من مدائن السند و هى على جبل فحصرهم اشهرًا ففتحها صلحًا على ان لا يقتلهم ولا يعرض لبدّهم وقال ما البدّ الا ككنائس النصارى واليهود و بيوت نيران المجوس ووضع عليهم الخراج بالرور وبنى مسجدًا۔

وسار محمّد الى السكة وهى مدينة دون بيّاس ففتحها والسكة اليوم خراب۔

ثمّ قطع نهر بيّاس الى المُلتان فقاتله اهل الملتان فابلى زائدة بن عُمَير الطّائىّ وانهزم المشركون فدخلوا المدينة وحصرهم محمّد ونفدت ازواد المسلمين فاكلوا الحُمُر ثمّ اتاهم رجل مستامن فدلّهم على مدخل الماء الّذى منه شربهم وهو ماء يجرى من نهر بسمد فيصير فى مجتمع له مثل البركة فى المدينة وهم يسمّونه التلاح فغوّره فلمّا عطشوا نزلوا على الحكم فقتل محمّد المقاتلة وسبى الذرّيّة وسبى سدنة البدّ وهم ستّة الاف واصابوا ذهبًا كثيرًا فجمعت تلك الاموال فى بيت يكون عشرة اذرع فى ثمانى اذرع يلقى ما اودعه فى كوّة مفتوحة فى سطحه

فسمّیت الملتان فرج[1] بیت الذهب والفرج الثغر +

وکان بدّ الملتان بدّا تهدی الیه الاموال وینذر له النذور ویحجّ الیه السند فیطوفون به ویحلقون رؤسهم ولحاهم عندهٗ ویزعمون انّ صنمًا فیه هو ایّوب[2] النبی صلعم +

قالوا ونظر الحجّاج فاذا هو قد انفق علی محمّد بن القاسم ستّین الف الف ووجد ما حُمل الیه عشرین ومائة الف الف فقال شفینا غیظنا وادرکنا ثارنا وازددنا ستّین الف الف درهم وراس داهر +

ومات الحجّاج فاتت محمّدًا وفاته فرجع عن المُلتان الی الرّور وبغرور وکان قد فتحهما فاعطی النّاس ووجّه الی البَیْلَمان جیشًا فلم یقاتلوا واعطوا الطاعة وسالمه اهل سُرَسْت وهی مغزی اهل البصرة الیوم واهلها المید الّذین یقطعون فی البحر +

ثمّ اتی محمّد الکیرج فخرج الیه دوهر فقاتله فانهزم العَدُوّ وهرب دوهر ویقال قُتل ونزل اهل المدینة علی حکم محمّد فقتلَ وَسبَی، قال الشاعر

نَحنُ قَتَلْنَا دَاهِرًا و دوهرًا   وَالخَیلُ تَردِی مِنْسَرًا فمِنْسَرا

---

[1] دیکھو فہرست ابن ندیم (طبع یورپ) ج ۱ ۔ ص ۳۴۷ +

[2] بگمان ایلیٹ یہ تصحیف آدتیہ ہے اور بیرونی نے آدتیہ ہی لکھا ہے ۔ نیز دیکھو کننگھم کا جغرافیہ ہند قدیم (کلکتہ سنہ ۱۹۲۴ء) ص ۲۷۰ ، آدتیہ = آفتاب +

[باب - ۳]

وماتَ الوليد بن عبد الملك وولي سليمان بن عبد الملك فاستعمل صالح بن عبد الرحمن على خراج العراق وولّى يزيد بن ابی کبشة السکسکیّ السند فحمل محمّد بن القاسم مقیّدًا مع معاویة بن المهلّب فقال محمّد متمثّلًا :

أَضَاعُونِي وَأَيَّ فَتًى أَضَاعُوا ... لِيَوْمِ كَرِيهَةٍ وسِدَادِ ثَغْرِ

فبکی اهل الهند علی محمّد وصوّروه بالکیرج فحبسه صالح بواسط فقال :

فَلَئِنْ ثَوَيْتُ بِوَاسِطٍ وبِأَرْضِهَا ... رَهْنَ الْحَدِيدِ مُكَبَّلًا مَغْلُولَا

فَلَرُبَّ فِتْيَةِ فَارِسٍ قَدْ رُعْتُهَا ... وَلَرُبَّ قِرْنٍ قَدْ تَرَكْتُ قَتِيلًا

وقال :

لَوْ كُنْتُ أَجْمَعْتُ الْقَرَارَ لَوُطِّئَتْ
إِنَاثٌ أُعِدَّتْ لِلْوَغَى وذُكُورُ
وَمَا دَخَلَتْ خَيْلُ السَّكَاسِكِ أَرْضَنَا
وَلَا كَانَ مِنْ عَكٍّ عَلَيَّ أَمِيرُ
وَلَا كُنْتُ لِلْعَبْدِ الْمَزُونِيِّ تَابِعًا
فَيَا لَكَ دَهْرٌ بِالْكِرَامِ عَثُورُ

فعذّبه صالحٌ فی رجال من آل ابی عقیل حتّٰی قتلهم ،

وكان الحجّاج قتل ادمراخا صالح وكان يری رای الخوارج،
وقال حمزة بن بيض الحنفی :

إنّ المُرُوّةَ وَالسَّمَاحَةَ وَالنَّدَى
لِمُحَمَّدِ بْنِ القَاسِمِ بن مُحَمَّد
سَاسَ الْجُيُوشَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ حِجَّةٍ
يَاقُرْبَ ذٰلِكَ سُؤْدُدًا مِنْ مَوْلِدِ

وقال آخر

سَاسَ الرِّجَالَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ حِجَّةٍ
وَلِدَاتُه عَنْ ذَاكَ فِي اشْغَالِ

ومات يزيد بن ابی كبشة بعد قدومه ارض السند بثمانيه عشر يومًا واستعمل سليمان بن عبد الملك حبيب بن المهلّب علٰی حرب السند فقدمها وقد رجع ملوك الهند الی ممالكهم فرجع جيشه بن داهر الیٰ برهمناباذ ونزل حبيب علٰی شاطئ مهران فاعطاه اهل الرّور الطاعة وحارب قومًا فظفر بهم، ثمّ مات سليمان بن عبد الملك وكانت خلافة عمر بن عبد العزيز بعده فكتب الی الملوك يدعوهم الی الاسلام والطاعة علیٰ ان يملّكهم ولهم ما للمسلمين وعليهم ما عليهم وقد كانت بلغتهم سيرته ومذهبه، فاسلم جيشه والملوك وتسمّوا باسماء العرب ، و

كان عمرو بن مسلم الباهلی عامل عمر علی ذلك الثغر فغزا بعض الهند فظفر ٭

وهرب بنو المُهلَّب الی السند فی ایام یزید بن عبد الملك فوجّه الیهم هلال بن أَحوَز التمیمیّ فلقیهم فقتل مُدْرِك بن المُهلّب بقندابیل وقتل المفضّل و عبد الملك وزیادًا و مَرْوان و معاویه بنی المهلّب و قتل معاویة بن یزید فی اخرین ٭

و ولی الجُنید بن عبد الرّحمٰن المرّی من قِبَل عمر بن هبیرة الفزاری ثغر السند ٭

ثمّ ولّاه ایّاه هشام بن عبد الملك فلمّا قدم خالد بن عبد الله القَسْرِیّ العراق کتب هشام الی الجنید یامره بمکاتبته فاتی الجنید الدیبل ٭

ثمّ نزل شطّ مهران فمنعه جیشه العبور و ارسل الیه: انّی قد اسلمت وولّانی الرّجل الصالح بلادی و لست امنك؛ فاعطاه رهنًا و اخذ منه رهنًا بما علی بلاده من الخَراج ثمّ انّهما ترادّا الرهن وکفر جیشه وحارب وقیل انّه لم یحارب ولکنّ الجنید تَجَنّی علیه فاتی الهند فجمع جموعًا واخذ السفن واستعدّ لِلحرب فسار الیه الجنید فی السفن فالتقوا فی بطیحة الشرقیّ فاُخذ جیشه اسیرا وقد جنحت

سفینته فقتله وهرب صصه بن داهر وهو یرید آنْ یمضی الی العراق فیشکو غدر الجنید فلم یزل الجنید یؤنسه حتّٰی وضع یده فی یده فقتله ×

وغزا الجنید الکیرج وکانوا قد نقضوا فاتّخذوا کِبَاشًا[1] نطّاحة فصکّ بها حائط المدینة حتّٰی ثَلَمَه ودخلها عَنْوة فقتل وسبی وغنم، ووجّه العمّال الی المرمد والمَنْدَل ودَهْنَج وبروص، وکان الجنید یقول: القتل فی الجزع الاکبر منه فی الصبر، ووجّه الجنید جیشًا الی اُزَّین[2] ووجّه حبیب بن مرّة فی جیش الی ارض المالبة[3] فاغاروا علٰی اُزَّین وغزوا بهرِیْمه[4] فحرقوا ربضها و فتح الجنید البیلمان والجُزْر[5] وحصل فی منزله سوی ما اعطی زُوَّاره اربعین الف الف وحمل مثلها قال جریر :—

أَصْبَحَ زُوَّارُ الْجُنَیْدِ وَصَحْبُهُ یُحَیُّونَ صَلْتَ الْوَجْهِ جَمًّا مَوَاهِبُهْ

وقال ابو الجُوَیْرِیَة :—

لَوْ کَانَ یَقْعُدُ فَوْقَ الشَّمْسِ مِنْ کَرَمٍ
قَوْمٌ بِاَحْسَابِهِمْ اَوْ مَجْدِهِم قَعَدُوا

---

[1] Battering-rams [2] اُجین × [3] مالوه ×

[4] ظاہرا تصحیف بھین مال جو کوہ آبو کے نواح میں گوجروں کا دار السلطنت تھا۔ دیکھو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ج ۲ ص ۱۷۹ ×

[5] گوجر ×

مُحسّدُونَ عَلٰی مَا کَانَ مِنْ کَرَمٍ
لَا یَنْزِعِ اللّٰہُ مِنْھُمْ مَالَہٗ حُسِدُوا

ثُمَّ وَلِیَ بعد الجنید تمیم بن زید القینیؔ فضعف و وھن ومات قریبًا من الدَّیْبُلِ بِمَاءٍ یقال لہ ماء الجوامیس و انّما سمّی ماء الجوامیس لانّہ یھرب بھا الیہ من ذُبَاب زرق تکون بشاطئ مھران، وکان تمیم من اسخیاء العرب وجد فی بیت المال بالسند ثمانیہ عشر الف الف درھم طاطریّۃ[1] فاسرع فیھا وکان[2] قد شخص معہ فی الجند فتًی مِن بنی یربوع یقال لہ خُنَیس وامُّہ مِن طیّئ الی الھند فاتت الفرزدق فسألتہ ان یکتب الٰی تمیم فی اِقفالہ وعاذت بقبر غالب ابیہ فکتب الفرزدق الٰی تمیم:-

أَتَتْنِی فَعَاذَتْ یَا تَمِیمُ بِغَالِبٍ
وَبِالْحُفْرَۃِ السَّافِی عَلَیْھَا تُرَابُھَا

فَھَبْ لِی خُنَیْسًا وَاتَّخِذْ فِیہِ مِنَّۃً
لِحَوْبَۃِ اُمٍّ مَا یَسُوغُ شَرَابُھَا

تَمِیمَ بن زَیْدٍ لَا تَکُونَنَّ حَاجَتِی
بِظَھْرٍ وَلَا یَخْفَی عَلَیَّ جَوَابُھَا

---

[1] الطاطری درھم ونصف فضّۃ خالص۔
[2] دیکھو نقائض ص۳۸۰ واغانی ۱۹: ۳۶و ۵۰،

فَلَا تُكْثِرِ الشَّرْدَادَ فِيهَا فَإِنَّنِى
مَلُولٌ لحاجاتٍ بَطِئٍ طِلَابُهَا

فلم يدر ما اسم الفتى اهو جبيش امر خنيس فامر
أن يقفل كلُّ من كان اسمه على مثل هذه الحروف،
وفى ايّام تميم خرج المسلمون عن بلاد الهند ورفضوا
مراكزهم فلم يعودوا اليها الى هٰذه الغاية +

ثمّ ولى الحكم بن عوانة الكلبى وقد كفر اهل الهند
الّا اهل قصّة فلم ير للمسلمين ملجأً يلجؤن اليه فبنى من
وراء البحيرة ممّا يلى الهند مدينةً سمّاها المحفوظة
وجعلها ماوى لهم و معاذًا و مصّرها وقال لمشائخ كلب
من اهل الشّام ما ترون ان نسمّيها فقال بعضهم دمشق
وقال بعضهم حمص وقال رجل منهم سمّها تدمر فقال
دمّر اللهُ عليك يا احمق ولكنّى اسمّيها المحفوظة ونزلها +

وكان عمرو بن محمّد بن القاسم مع الحكم وكان
يفوّض اليه ويقلّده جسيم اموره واعماله فاغزاه من
المحفوظة فلمّا قدم عليه وقد ظفر امره فبنى دون
البحيرة مدينة وسمّاها المنصورة فهى الّتى ينزلها
العمّال اليوم، وتخلّص الحكم ما كان فى ايدى العدوّ
ممّا غلبوا عليه ورضى النّاس بولايته، وكان خالد يقول واعجبا

ولّیت فتی العرب ثغر فرضٍ یعنی تمیمًا و ولّیتُ ابخل النّاس فرضِیَ به؛ ثمّ قُتل الحکم بها، ثمّ کان العمّال بعدُ یقاتلون العدوّ فیاخذون ما استطعتَ لهم و یفتحون الناحیة قد نکث اهلها +

[باب ۴]

فلمّا کان اوّل الدّولة المبارکة ولّی ابو مسلم عبد الرّحمان ابن مسلم مُغَلِّسًا العَبْدیّ ثغر السند واخذ علی طخارستان وسار حتّی صار الی منصور بن جمهور الکلبی وهو بالسند فلقیه منصور فقتله وهزم جنده فلمّا بلغ ابا مسلم ذلک عقد لموسی بن کعب التمیمی ثمّ وجّهه الی السند فلمّا قدمها کان بینه وبین منصور بن جمهور مهران ثمّ التقیا فهزم منصورًا وجیشه وقتل منظورًا اخاه وخرج منصور مفلولًا هاربًا حتّی ورد الرمل فمات عطشًا، وولی موسی السند فرمّ المنصورة وزاد فی مسجدها وغزا وافتتح +

و ولّی امیر المؤمنین المنصور رح هشام بن عمرو التغلبی السند ففتح ما استغلق، و وجّه عمرو بن جَمَل فی بوارج الی نارند و وجهه الی ناحیة الهند فافتتح قَشْمِیرَ و اصاب سبایا

ورتيقاً كثيراً وفتح المُلتان وكان بقند ابيل متغلّبة من العرب فاجلاهُم عنها واتى القندهار فى السفن ففتحها وهدم البدّ وبنى موضعه مسجداً فاخصبت البلاد فى ولايته فتبرّكوا به ودوّخ الثغر واحكم اموره +

ثمّ ولى ثغر السند عمر بن حفص بن عثمان هزارمرد ثمّ داؤد بن يزيد بن حاتم وكان معه ابو الصِمّة المتغلّب اليوم وهو مولى لكندة +

ولم يزل امر ذلك الثغر مستقيماً حتّى وليه بشر بن داؤد فى خلافة المأمون فعصى وخالف فوجّه اليه غسّان بن عبّاد وهو رجل مِن اهل سواد الكوفة فخرج بشر اليه فى الامان وورد به مدينة السلام وخلّف غسّان على الثغر موسى بن يحيى بن خالد بن برمك فقتل باله ملك الشرقى وقد بذل له خمس مائة الف درهم على ان يستبقيه وكان باله هذا التوى على غسّان وكتب اليه فى حضور عسكره فيمن حضره من الملوك فابى ذلك +

واثر موسى اثراً حسناً ومات سنة ۲۱ واستخلف ابنه عمران بن موسى فكتب اليه امير المؤمنين المعتصم بالله بولاية الثغر فخرج الى القيقان وهم زطّ فقاتلهم فغلبهم وبنى مدينة سمّاها البيضاء واسكنها الجند،

ثمّ اتی المنصورة وصار منها الیٰ قند ابیل وهی مدینة علیٰ جبل وفیها متغلّب یقال له محمّد بن خلیل فقاتله وفتحها وحمل رؤساءها الیٰ قصدار ثمّ غزا المید وقتل منهم ثلثة آلاف وسکر سِکرًا یعرف بسکر المید وعسکر عمران علیٰ نهر الرور ثمّ نادی بالزّط الّذین بحضرته فاتوه فختم ایدیهم واخذ الجزیة منهم وامرهم بان یکون مع کلّ رجل منهم اذا اعترض علیه کلب فبلغ الکلبُ خمسین درهمًا ثمّ غزا المید ومعه وجوه الزّط فحفر من البحر نهرًا اجراه فی بطیحتهم حتّی ملح ماءهم وشنّ الغارات علیهم ثمّ وقعت العصبیّة بین النّزاریّة والیمانیة فمال عمران الی الیمانیة فسار الیه عمر بن عبد العزیز الهبّاریّ فقتله وهو غارّ وکان جدّ عمر هذا ممّن قدم السند مع الحکم بن عوانة الکلبی ٭

وحدّثنی منصور بن حاتم قال کان الفضل بن ماهان مولی بنی سامة فتح سندان وغلب علیها وبعث الیٰ المامون رحمه بفیل ودعا له فی مسجد جامع اتّخذه بها فلمّا مات قام محمّد بن الفضل بن ماهان مقامه فسار فی سبعین بارجة[1] الی مید الهند فقتل منهم خلقًا وافتتح

[1] Barges

مالى ورجع الى سندان وقد غلب عليها اخ له يقال له ماهان بن الفضل وكاتب اميرالمؤمنين المعتصم بالله واهدٰى اليه ساجًالم يرمثله عظمًا وطولاً، وكانت الهند فى امراخيه فمالوا عليه فقتلوه و صلبوه، ثمّ انّ الهند بعدُ غلبوا علٰى سندان فتركوا مسجدها للمسلمين يجمّعون فيه ويدعون للخليفة، +

وحدّثنى ابوبكر مولى الكريزيّين انّ بلدًا يدعى العُسَيفان بين قشمير والمُلتان وكابل كان له ملك عاقل وكان اهل ذٰلك البلد يعبدون صنمًا قد بنى عليه بيت ولَبَدُوهُ فمرض ابن الملك فدعى سدنة ذلك البيت فقال لهم ادعوا الصنم ان يبرئ ابنى فغابوا عنه ساعة ثمّ اتوه فقالوا قد دعوناه وقد اجابنا الٰى ماسألناه فلم يلبث الغلام ان مات فوثب الملك على البيت فهدمه وعلى الصنم فكسّره وعلى السدنة فقتلهم ثمّ دعا قومًا من تجار المسلمين فعرضوا عليه التّوحيد فوحّد واسلم وكان ذلك فى خلافة اميرالمُؤمنين المعتصم بالله رحمه +

وهذه صورة بلاد السند
بحر فارس
طوائف من السند
المنصورة
قالرى
سدوسان
قصدان
محالى
الرور
بسمد
الملتان
جندرود
قنداپيل
سون
مكران
ارمايل
كيز
قنبلى
نيز
به
بنو
اصفقه
راسك
سلى
كنباية
بانية
صيمور
سوبارة
الشمال
مفازة كرمان وسجستان

من

مقامات

ابی الفضل بدیع الزمان الهمذانی

(م. سنہ ۳۹۸ھ)

ترجمۂ ابوالفضل بدیعُ الزّمان

ابوالفضل احمد بن الحسین بن یحییٰ بن سعید الھمذانی الحافظ المعروف ببدیع الزمان جن کی نسبت ثعالبی صاحب الیتیمۃ نے لکھا ہے :-

لم یُروانّ احدا بلغ مبلغہ من لُبّ الادب وسرّہٖ وجاء بمثل اعجازہ وسحرہ ولم یُلف نظیرہ فی ذکاء القریحۃ وسرعۃ الخاطر وشرف الطبع وصفاء الذھن وقوّۃ النفس فانّہٗ کان صاحب عجائب وبدائع الغرائب، شاعر مشہور اور کاتب اور لغوی تھے۔ ان کی قوت حافظہ کا یہ حال تھا کہ بقول ابوالحسن البیہقیؔ :-

کان یحفظ خمسین بیتًا بسماع واحد ویؤدّیھا من اوّلھا الی آخرھا وینظرُ فی کتاب نظرًا خفیفًا فیحفظ اوراقًا ویؤدّیھا من اوّلھا الی آخرھا

اسی طرح وہ نہایت سریع الخاطر اور قوی البدیہہ تھے، قال الثعالبی :-

کان یُقترح علیہ عمل قصیدۃ او انشاء رسالۃ فی معنی بدیع فیفرغ منھما فی الوقت والساعۃ وکان ربما یکتب الکتاب المقترح علیہ فیبتدئ بآخر سطورہٖ ثمّ ھلمّ جرًّا الی الاوّل ویخرجہ کاحسن شیءٍ واملحہ وکان مع ذلک مقبول الصورۃ خفیف الروح حسن العشرۃ عظیم الخلق شریف النفس۔

وہ احمد بن فارس صاحب المجمل کے شاگردوں میں سے تھے۔ ۳۸۰ھ میں اُنہوں نے عین نوجوانی میں اپنے وطن ہمذان کو چھوڑا اور صاحب ابن عباد کے دربار میں پہنچے۔ کچھ عرصہ وہاں ٹھیرے۔ بعد میں وہ جرجان گئے اور وہاں سے ۳۸۲ھ میں نیشاپور میں آئے اور یہاں چارسو مقامے تصنیف کئے۔ یہیں فاضل مشہور اُستاد ابوبکر خوارزمی کے ساتھ مناظرہ کیا اور غالب آئے۔ اور اس سبب سے بہت شہرت اور دولت پائی۔ اس واقعہ سے ایک سال کے اندر اندر خوارزمی کا انتقال ہؤا تو میدان اُن کے لئے بالکل خالی ہوگیا اور

اُنہوں نے خراسان سیستان اور غزنہ کے اکثر شہروں کی سیر کی اور وہاں کے امراء و وزراء نے ان کی بہت قدرُدانی کی اور یہ کافی مالدار ہو گئے۔ آخر وہ ہرات میں آبسے اور وہیں قریباً چالیس برس عمر پا کر ۱۱- جمادی الاولیٰ ۳۹۸ھ کو فوت ہوئے، ابن خلکان نے لکھا ہے کہ اُن کو زہر دی گئی۔ مگر ساتھ ہی الحاکم جامع رسائل بدیع الزمان سے نقل کیا ہے:-
وسمعت الثقات یحکون انه مات من السکتة وعُجّل دفنه فافاق فی قبره وسُمِعَ صوته باللیل وانه نُبش وقد قبض علی لحیته ومات من هول القبر،
ان کی تصنیفات حسب ذیل ہیں :- (۱) رسائل - (۲) دیوان -(۳) مقامات
یہ سب چھپ چکی ہیں ۔

مقامات ہمذانی - اس فن کی پہلی کتاب ہے جو ہم تک پہنچی ہے اور حریری نے اپنے مقامات میں انہی کا تتبع کیا ہے ابو اسحاق حصری نے مقامات ہمذانی کی وجہ تصنیف یوں بیان کی :-

ولمّا[1] رأی ابابکر محمد بن الحسن بن درید الازدی اغرب باربعین حدیثا وذکر انه استنبطها من ینابیع صدره ...... فجاء اکثرها تنبو عن قبوله الطباع ...... عارضه باربعمائة مقامة فی الکدیة تذوب ظرفا وتقطر حسنا لامناسبة بین المقامتین لفظاً ولامعنیً ...... ووقف مناقلتها بین رجلین سمّی احدهما عیسی ابن هشام والآخر ابا الفتح الاسکندری وجعلهما یتهادیان الدّرّ ویتنافثان السحر فی معان تُضحك الحزین وتُحرّك الرصین...... وربّما افرد بعضهما بالحکایة وخصّ احدهما بالروایة ،

لفظ مقامہ کی تشریح کے لئے دیکھو لٹریری ہسٹری آف دی عربز ص ۳۲۸ ۔[2]

حوالے

یتیمة الدهر ۴ : ۱۶۷ ، معجم الادباء ۱ : ۹۴ ، ابن خلکان ۱ : ۳۹ ،
آداب اللغة العربیة ۳ : ۲۷۵ ۔

[1] مرجع ہمذانی کی طرف ہے
[2] Literary History of the Arabs

(۱) المقامةُ القريضيّةُ

حَدَّثنا عيسَى بنُ هشامٍ قال طرَحتنى النّوَى مَطارِحَها حتّى اذا وَطِئتُ جُرجانَ الأَقصَى فاستَظهرتُ على الأَيام بضِياعٍ أجَلْتُ فيها يدَ العِمارةِ وأموالٍ وَقَفتُها على التجارة وحانوتٍ جعلتُه مَثابَةً ورُفقةٍ اتّخذتُها صَحابَةً وجعَلتُ الدّارحاشيَتَى النّهار وللحانوتِ مابَيْنهما، فجلَسنا يومًا نتذاكَرُ القَريضَ وأهلَهُ وتلقاءَنا شابٌّ قد جلَس غيرَ بعيدٍ يُنصِتُ وكأنّه يَفهمُ ويسكتُ كأنّهُ لا يَعلمُ حتّى اذا مالَ الكلامُ بنا مَيلَهُ وجَرَّ الجِدالُ فينا ذَيلَه قال قد أصَبتُم عُذَيقَهُ ووافَيتُم جُذَيلَه ولوشِئتُ للَفَظتُ وأفَضتُ ولو قُلتُ لأَصدَرتُ وأورَدتُ ولَجلَوتُ الحقَّ فى معرِضِ بيانٍ يُسمِعُ الصُّمَّ ويُنزِلُ العُصمَ، فقلتُ يا فاضلُ ادْنُ فقد منّيتَ وهاتِ فقد أثنيتَ، فدَنا وقال سَلونى أُجِبْكم واسمَعوا أُعجِبْكُم، فقلنا ما تقول فى امرِئِ القيسِ؟ قالَ هو أولُ من وقَفَ بالدِّيار وعرَصاتها واغتدَى والطَّيرُ فى وُكُناتها ووَصَفَ الخيلَ بِصفاتها ولَم يَقُلِ الشِعرَ كاسِبًا ولم يُجِدِ القولَ راغِبًا ففضَلَ من تفتّق

للحيلة لسانُه وانتجع للرّغبة بنانُه. قلنا فما تقول فى النّابغة؟ قال ينسبُ اذا عَشِق ويثلبُ اذا حَنِق ويمدحُ اذا رَغِب، ويعتذِر اذا رَهِب ولا يرمى إلّا صائبًا. قُلْنا فما تقولُ فى زُهَير؟ قال يُذيب الشِّعر والشِّعر يذيبه ويدعو القولَ والسِّحر يجيبه قلنا فما تقول فى طَرَفة؟ قال هُوَ ماءُ الأشعار وطينتُها وكنز القوافى ومدينتها مات ولم تظهرْ أسرارُ دفائنه. ولم تُفتَح أغلاق خزائنه. قلنا فما تقول فى جَرير والفرزدق وأيُّهما أسبق؟ فقال جَريرٌ أرقُّ شِعرًا وأغزر غزرًا. والفرزدق أمتن صخرًا وأكثر فخرًا. وجَريرٌ أوجع هجوًا وأشرف يومًا. والفرزدق أكثر رَومًا وأكرم قومًا وجريرٌ اذا نَسَب أشجَى. واذا سَلَب أردَى. واذا مَدَح أسنَى، والفرزدق اذا افتخر أجزَى واذا احتقر ازرَى. واذا وَصف أوفى قلنا فما تقول فى المحدثين من الشُّعراء والمتقدِّمين منهم؟ قال المتقدِّمون أشرف لفظًا، وأكثر من المعانى حظًّا، والمتأخِّرون ألطف صنعًا وأرقّ نسجًا قلنا. فلو أريتَ من أشعارِك وروَيت لنا من أخبارِك. قال خذهما فى معرضٍ واحد وقال،

أَما تَرَوْنِى أَتغشَّى طِمْرًا مُمتطِيًا فِى الضرِّ أمرًا مُرًّا
مُنْطَوِيًا على اللَّيالى غِمْرا مُلاقِيا منها صُرُوفًا حُمْرا
أَقصَى أَمانِىَّ طُلُوعِ الشِعْرَى فقد عُنينا بالأَمانى دَهْرا
وكان هذا الحُرُّ أعلَى قَدْرا وماءُ هٰذا الوَجهِ أَغلَى سِعْرا
ضَرَبْتُ للسَّرَّاءِ قِبابًا خُضْرا فى دارِ دارًا وإِوان كِسْرَى
فانقَلَبَ الدَّهرُ لِبَطنٍ ظَهْرَا وعادَ عُرْفُ العيشِ عِندى نُكْرا
لمْ يَبْقَ من وَفْرِىَ الَّا ذِكْرَا ثُمَّ إلى اليوم هَلُمَّ جَرًّا
لَولا عجوزٌ لى بسُرَّ مَنْ رَا وأَفرُخٌ دُونَ جِبالِ بُصْرَى
قد جَلَبَ الدَّهرُ عليهم ضُرّا قَتَلتُ ياسادةُ نفسى صَبْرا

قال عيسى بنُ هشامٍ فأَنلتُه ما تاحَ وأَعرَضَ عنّا فراحَ، فجعلتُ انفيهِ وأُثبتُه وأُنكِرُه وكأَنّى أَعرِفُه ثمّ دَلَّتنى عليه ثَناياهُ فقلتُ الإِسكندرىُّ واللهِ! فقد كان فارَقَنا خِشفًا ووافانا جِلفًا. ونَهَضتُ على إِثْرِهِ. ثمّ قبضتُ على خَصْرِهِ: وقلتُ أَلستَ أَبا الفتحِ؟ أَلم نُرَبِّكَ فِينا وَلِيدًا ولَبِثتَ فينا مِن عُمُرِكَ سِنِينَ فأَىُّ عجوزٍ لك بسُرَّ مَنْ رَا؟ فضَحِكَ إِلَىَّ وقال:

وَيحَكَ هذا الزمانُ زُورٌ فلا يَغُرَّنَّكَ الغُرُورُ
لا تَلتَزِمْ حالةً وَلكن دُرْ باللَّيالى كما تدُورُ

(٢) المَقَامَةُ الأَزَاذِيَّةُ

حَدَّثنا عيسى بنُ هشامٍ. قال كنتُ ببغداذَ. وَقتَ الآزاذِ. فخرجتُ أعتامُ من أنواعِه لابتياعِه. فسرتُ غيرَ بعيدٍ الى رجلٍ قد أخذَ أصنافَ الفواكهِ و صنّفها وجمعَ أنواعَ الرُّطَب وصفّفها. فقبضتُ من كلِّ شيءٍ أحسنَهُ. وقرضتُ من كُلِّ نوعٍ أجودَهُ، فحين جمعت حواشيَ الازارِ، على تلك الأوزارِ. أخذتْ عيناى رجلاً قد لفَّ رأسه ببرقعٍ حياءً ونصب جسدَهُ وبسطَ يدَه، واحتضنَ عيالَهُ. وتأبّطَ أطفالَهُ. وهوَ يقول بصوتٍ يدفع الضّعفَ فى صدرِه والحرَض فى ظهرِه.

وَيلى على كفّين من سَويقِ	أو شَحمةٍ تُضربُ بالدّقيقِ
أو قصعةٍ تُملأُ من خرديقِ	يَفثأُ عنّا سَطواتِ الرِّيقِ
يُقيمُنا عن منهجِ الطّريقِ	يا رازقَ الثّروةِ بعدَ الضّيقِ
سَهّل على كفٍّ فتىً لَبيقِ	ذِى نسبٍ فى مجدِه عَريقِ
يَهدِى إلينا قدَمَ التّوفيقِ	يُنقِذُ عيشى من يد التّرنيقِ

قال عيسى بنُ هشامٍ فأخذتُ من الكيسِ أخذةً و نِلتُهُ إيّاها. فقال:-

يا مَنْ حَبانا بجميلِ بِرِّهِ أُفْضِى الى اللهِ بِحُسْنِ سِرِّهِ
أَسْتَحفِظُ اللهَ جميلَ سِتْرِهِ إن كان لا طاقةَ لى بِشُكْرِهِ
فاللهُ رَبِّى مِنْ وَراءِ أجرِهِ

قال عيسى بنُ هشام. فقلتُ له إن فى الكيسِ فضلاً فابْرُزْ لى عن باطِنِكَ أُخْرِجْ إليك عن آخرِهِ فأماط لِثامَهُ فاذا واللهِ شيخنا أبو الفتح الإسكندرِىّ فقلتُ وَيْحكَ أىُّ داهيةٍ أنت. فقال:

أُقَضِّى العُمْرَ تَشبِيهًا على النَّاس وتمويهًا
أرى الأيَّامَ لَا تَبقَى على حالٍ فأُحْكِيها
فيومًا شَرُّها فِىَّ ويومًا شَرِّى فيها

وأنشَدَ حاضرَ الوقتِ لنفسهِ:

يا حَرِيصًا على الغِنَى قاعِدًا بالمَراصِدِ
لَسْتَ فى سَعْيكَ الّذى خُضْتَ فِيهِ بقاصِدِ
إنَّ دُنياكَ هٰذِهِ لست فيها بخالدِ
بَعضُ هذا فإنَّما أنْتَ سَاعٍ لِقاعدِ

(٣) ألمَقَامَةُ البَلْخِيَّةُ

حَدَّثنا عيسَى بن هِشامٍ، قال افضت بِى الى بَلْخَ تجارةُ البَزِّ فورَدْتها وأنا بِعُذْرَةِ الشَّبابِ وبالِ الفَراغ

وحِلْيَةِ الثَّرْوَةِ لَا تهمُّنى إلَّا نُزْهَةُ فكرٍ أستفيدُها أوشُرُودٌ من الكَلِمِ أصيدُها. فما استأْذَنَ على سَمْعى مَسَافَةَ مُقامى، أفصَحُ مِن كلامى. فلما حَنَى الفِراقُ بِنَا قوسَهُ أو كادَ دَخَلَ علىَّ شابٌّ فى زِيٍّ مِلْءِ العَيْن ولحيةٍ تَشُوكُ الأخدَعين، وطَرْفٍ قد شَرِبَ بماءِ الرَّافدين. ولقِيَنى من البِرِّ والثَّناء: بما زِدْتُه فى الجَزاءِ، ثمَّ قال. أظَعنًا تُريدُ؟ قُلتُ إى والله. فقال أخْصَبَ رائدُكَ، ولا ضَلَّ قائِدُكَ، فمتى عزَمْتَ؟ فقلتُ غَداةَ غَدٍ فقال:

صَباحُ الله لا صُبحُ انطِلاقِ وطَيرُ الوصلِ لا طيرُ الفِراقِ

فأين تريدُ؟ فقلتُ الوطنَ. فقال بُلِّغتَ الوَطَنَ وقَضَيتَ الوطَرَ فمتى العَودُ؟ فقلتُ القابِلَ. فقال طَوَيتَ الرَّيطَ وَثنَيتَ الخيطَ. فأينَ أنتَ من الكَرَمِ؟ فقلتُ بحيثُ أرَدْتَ فقال: إذا أرجعك اللهُ سالمًا من هذَا الطَّريق فاستَصحِبْ لى عدُوًّا فى بُرْدَةِ صَديقٍ مِن نِجارِ الصُّفْرِ يَدْعو الى الكُفرِ، ويَرْقُصُ على الظُّفرِ كَدَارَةِ العَين، يَحُطُّ ثِقَلَ الدَّين ويُنافِقُ بوَجهَين، قال عيسى بن هشام: فعلِمتُ أنّه يَلْتمِس دِينارًا فقلتُ لك ذلك نَقْدًا، ومِثْلُه وَعْدًا فأنشأ يقول:

رَأيُكَ فيما خَطَبتُ أعلَى — لا زِلتَ لِلمَكرُماتِ أهلا
صَلُبتَ عُودًا و دُمتَ جودًا — وطُلْتَ فرعًا وطِبْتَ أصْلا
لا أستَطيعُ العَطاءَ حَملاً — ولا أطيقُ السُّؤالَ ثِقلا
[illegible] مُنتهاكَ ظَنًّا — وطلتَ عمّا ظَننتُ فِعلا
يا رُجمَةَ الدَّهرِ والمعنّى — لا لَقِيَ الدَّهرُ مِنكَ ثُكلا

قال عيسَى بنُ هشامٍ. فنِلْتُهُ الدينارَ وقلتُ لهُ أين مَنبِتُ هذا الفضل فقال نَمَتْنِي قريشٌ و مُهِّدِ لِي الشَّرفَ فى بَطْحائِها فقال بَعضُ مَنْ حَضرَ ألستَ ابا الفتحِ الإسكندرِيَّ ألم أرَكَ بالعِراق. تَطوفُ فى الأسواق. مكَدِّيًا بالأوراق فأنشأ يقول:

إنَّ لِلّهِ عبادًا — أخَذُوا العمرَ خَلِيطا
فَهمُ يمسونَ أعرابًا — ويضحون نَبيطا

(٤) ألمَقامَةُ السِّجِسْتانِيَّةُ

حَدَّثنا عيسى بن هشامٍ قال حَدانى الى سجستانَ أَرَبٌ فاقتعدتُ طِيَّتَه وَامتَطيتُ مَطيَّتَه واستخرتُ الله فى العَزْمِ جَعلْتُه أمامى، وَالحَزمِ جعَلْتُه إمامى. حتّى هَدانى اليها فوافَيْتُ دروبَها وقد وافتِ الشّمس غُروبَها، واتَّفَقَ المَبِيتُ حيثُ انتهيتُ فلمّا انتضِى

نَصلُ الصّباح ، وبرز جيش المِصباح مشَيتُ الى السُّوق
أختارُ منزِلاً فحين انتهيتُ من دائرة البلد الى
نُقطتِها ومِن قِلادةِ السُّوقِ الى واسِطتِها ، خرق سمعى
صَوتٌ حزين لهُ مِن كلِّ عِرقٍ معينٍ فانتحيتُ وَفدَهُ .
حتّى وَقفتُ عِندَهُ فاذا رجلٌ على فرَسِهِ مختنِقٌ بنفسه
قد ولّانى قذاله وهُو يقُول . من عرفنى فقد عرفنى
ومن لم يَعرِفنى فأنا أُعرِّفهُ بنفسى أنا باكورةُ اليمنِ
وأُحدوثهُ الزمن ، أنا أُدعِيّةُ الرّجال ، وأُحجيّةُ
ربّات الحِجال ، سَلُوْ عنّى البِلادَ و حصُونها . والجبال
وحزُونها ، والاَوْدِيهٌ وبطونها ، والبِحارَ وعيُونها ،
والخيلَ ومتُونها ، مَن الذى مَلَكَ أسوارَها ، وعَرَفَ
أسرارَها ، سَلوا الملوكَ وخزائنَها ، والاغلاق ومعادِنها
والأُمور وبواطِنَها ، والعُلومَ ومَواطِنَها ، والخطوبَ
وَمغالِقَها والحروبَ ومَضايقَها . مَنِ الّذى أخذ
مختزَنَها ؟ ولم يُؤدِّ ثمنها ؟ ومن الذى مَلَكَ مقاتِحَها
وعَرَفَ مَصالِحَها ؟ أنا واللهِ فعَلْتُ ذلكَ وسَفَرتُ
بين الملوكِ الصِيدِ وكشَفتُ أستار الخطوبِ السُّودِ .
أنا واللهِ شَهِدتُ حتّى مَصارِعَ العشّاقِ ، ومَرِضتُ حتّى
لِمرَضِ الأحداقِ ، وهصَرتُ الغصونَ النّاعِماتِ ،

واجتنبت وَرْدَ الخد وَ دِ المورّدات ونفرت مع ذلك عَنِ الدَّنِيَّات، نُفُورَ طَبْعِ الكريم عن وُجُوهِ اللِّئامِ، و نَبُوْتُ عَنِ المخزيات، نبوَّ السَّمْعِ الشريف عن شَنِيعِ الكلام، والآنَ لما أسْفَرَ صُبْحُ المَشيب وعَلَتْني أُبَّهَةُ الكِبَرِ عَمَدْتُ لِإصلاح أمر المعادِ، بإعدادِ الزَّادِ، فلم أرَ طريقاً أهدى الى الرَّشادِ، مِمَّا أنا سالكه يَراني أحدكم رَاكِبَ فَرَسٍ، لا ثر هَوَسٍ، يقولُ هذا أبو العَجب لا ولكِنِّي أبو العجائب عاينتها وعايَنْتُها وأمُّ الكبائر قاسيتُها وقايستُها، وأخو الأعلاق صَعبًا وجدتُّها، وهَوْنًا أضعتُها، وغاليًا اشتريتها، ورَخيصًا ابتعتُها، فقد واللهِ صحِبتُ لها المَوَاكِب وزاحمتُ المناكِبَ، ورَعيتُ الكَوَاكِبَ وأنضيتُ المَرَاكِبَ دُفِعت الى مَكَارِهَ نَذَرْتُ معها، ألّا أدَّخِرَ عَنِ المسلمينَ منافِعَها، ولا بُدَّ لى أن أخلَعَ رِبقَةَ هذه الأمانةِ مِن عُنُقِى إلى أعناقِكُم وأعرِضَ دوائي هذا فى أسواقِكُم فَلْيَشْتَرِ مِنّي من لا يتقَزَّزُ من مَوقفِ العَبِيد، ولا يأنَفُ من كلمةِ التَّوحيد، وليَصُنْه مَن أنجَبَتْ جُدُودُه، وسُقِيَ بالماءِ الطَّاهِرِ عُودُه.

قال عيسى بنِ هشامٍ: فَدُرْتُ الى وَجهِهِ لأعلَمَ عِلمَه

فاذا واللهِ شيخُنا أبو الفتح الإسكندريُّ وانتظرتُ إجفالَ النَّعامةِ بين يديه ثم تعرَّضتُ فقلتُ كم يُحِلُّ دواؤكَ هذا؟ فقال يُحِلُّ الكيسَ ماشئتَ. فتركته وانصرفتُ،

(٥) المَقامةُ الكوفيّةُ

حدَّثنا عيسى بنُ هشامٍ: قال: كنتُ وأنا فتيُّ السِّنِّ أشُدُّ رَحلي لكُلِّ عَمايةٍ وأركضُ طِرْفي الى كُلِّ غَوايةٍ: حتّى شربتُ من العُمرِ سائغَه ولبِستُ مِن الدَّهرِ سابغَه: فلمّا صاحَ النَّهارُ بجانبِ لَيلي: وجمعتُ للمعاد ذَيلي: وَطِئتُ ظهرَ الرَّوضةِ: لأداءِ المَفروضةِ وصحبني في الطَّريق رَفيقٌ لم أُنكِره مِن سُوءٍ وحين تجالَينا، وخبَّرْنا بحالَينا، سَفرَتِ القِصّةُ عن أصلٍ كوفيٍّ، ومَذهَبٍ صوفيٍّ، وسِرْنا فلمّا احتَلَلْنا الكوفةَ مِلْنا الى دارِهِ ودخلناها وقد بَقَلَ وجهُ النّهار وطَرَّ شارِبُه ولمّا اغتَمَضَ جَفنُ اللّيلِ واخضَرَّ جانبُهُ، قُرِعَ علينا الباب: فقلنا مَن القارِعُ المُنتاب، فقال وَفدُ اللّيل وبريده وفَلُّ الجوعِ وطريدُه: وحُرٌّ قادَهُ الضُّرُّ والزَّمَنُ المُرُّ وضيفٌ وَطْؤُهُ خفيفٌ وضالّتُهُ رَغيفٌ و

جَارُ يَسْتَعْدِى على الجُوعِ وَالجَيْبِ المَرْقُوعِ وغَرِيبٌ أُوقِدَتِ النَّارُ على سَفَرِهِ وَ نَبَحَ العَوَّاءُ فى أَثَرِهِ. و نُبِذَتْ خَلْفَهُ الحُصَيَّاتُ وكُنِسَتْ بَعْدَهُ العَرَصَاتُ فَنِضْوُهُ طَلِيحٌ وعَيْشُهُ تَبْرِيحٌ ومِنْ دُونِ فَرْخَيْهِ مَهَامِهُ فِيحٌ. قالَ عيسَى بْنُ هشامٍ فَقَبَضْتُ مِن كِيسِى قَبْضَةَ اللَّيْثِ و بَعَثْتُهَا اليهِ وقلتُ زِدْنِى سُؤَالًا: أَزِدْكَ نَوَالًا: فقالَ: ما عُرِضَ عَرْفُ العُودِ على أَحَرَّ مِن نارِ الجُودِ. ولا لُقِىَ وَفْدُ البرِّ. بأَحْسَنَ مِن بَرِيدِ الشُّكْرِ و مَنْ مَلَكَ الفَضْلَ فَلْيُوَاسِ. فَلَنْ يَذْهَبَ العُرْفُ بينَ اللهِ والنَّاسِ. وأمَّا أَنْتَ فَحَقَّقَ اللهُ آمالَكَ. وجَعَلَ اليَدَ العُلْيا لَكَ: قال عيسى بْنُ هِشَامٍ: فَفَتَحْنا له البابَ وقُلْنا ادْخلْ فإذا هُوَ واللهِ شَيْخُنا أبو الفَتْحِ الاسكنْدَرِىُّ فقلتُ يا أَبا الفتحِ شَدَّ واللهِ ما بَلَغَتْ مِنكَ الخَصَاصَةُ. وهذا الزِّىُّ خاصَّةً. فتَبَسَّمَ وأنشأَ يقول :-

لا يَغُرَّنَّكَ الَّذِى   أَنا فِيهِ مِنَ الطَّلَبْ

أنا فى ثَرْوَةٍ تُشَقُّ   م لها بُرْدَةُ الطَّرَبْ

أنا لو شِئْتُ لاتَّخَذْ   تُ سُقُوفًا مِنَ الذَّهَبْ

أنا طَوْرًا مِنَ النَّبِيطِ   وطَوْرًا مِنَ العَرَبْ

(٦) أَلْمَقَامَةُ الأَسَدِيَّةُ

حَدَّثَنَا عيسى بْنُ هِشَامٍ قال: كان يَبْلُغُنى مِن مَقَامَات الإِسكندرِيِّ ومَقالاتِهِ ما يَصْغَى اليهِ النَّفُورُ، و يَنْتَفِضُ لَهُ العُصْفُورُ ويُرْوَى لنا مِن شِعْرِهِ ما يَمْتَزِج بِأَجْزَاءِ النَّفسِ رِقَّةً، وَ يَغْمُضُ عَنْ أَوْهَامِ الكَهَنَةِ دِقَّة، ولِذَا أَسْأَلُ اللّٰهَ بَقَاءَهُ، حتّى أُرْزَقَ لِقَاءَهُ وَأَتَعَجَّبُ مِن قُعودِ هِمَّتِهِ بِحالَتِه. مع حُسْنِ آلَتِه. و قد ضَرَبَ الدَّهرُ شُؤُ نَهُ، بأَسْدَادٍ دُونَهُ. وهَلُمَّ جرًّا الى أَنِ اتَّفَقَتْ لى حَاجَةٌ بِحِمْصَ. فَشَحَذَتْ إِلَيْهَا الحِرْصَ. فى صُحْبَةِ افرادٍ كنُجُومِ اللَّيلِ أَحْلَاسِ لِظُهُورِ الخَيل. وأَخذْ نا الطَّرِيقَ نَنْتَهِب مَسافَتَهُ. و نَسْتَأْصِلُ شَأْفَتَهُ. ولَمْ نزَلْ نَفْرِى أَسنِمَةَ النِّجَادِ. بتلكَ الجِيادِ. حتّى صِرْنَ كالعِصِيِّ ورَجَعْنَ كالقِسِيِّ وتاحَ لنا وادٍ فى سَفْحِ جَبَلٍ ذى أَلَاءٍ وأُثْلٍ كالعَذَارَى يُسَرِّحن الضَّفَائِرَ، ويَنْشُرنَ الغَدَائِرَ. و مالَت الهاجِرَةَ بنا اليها ونَزَلْنا نغَوِّرُ و نَغُورُ و رَبَطْنا الأَفراسَ بِالأَمراسِ ومِلْنا مع النُّعاسِ. فما رَاعَنا إِلَّا صَهِيل الخيلِ. ونَظَرْتُ إِلى فَرَسى وقد أَرْهَفَتْ أُذُنَيْهِ، وَطَمَحَ

بعينيه يجذ قوى الحبل بمشافره ويخدّ خدّ الأرض بحوافره. ثم اضطربت الخيل فأرسلت الأبوال. وقطعت الحبال. وأخذت نحو الجبال. وطار كلّ واحد منّا الى سلاحه فاذا السّبع فى فروة الموت قد طلع من غابه. منتفخًا فى إهابه. كاشرًا عن أنيابه. بطرف قد ملئ صلفًا. وأنف قد حشى أنفًا. وصدر لا يبرحه القلب ولا يسكنه الرّعب. وقلنا خطب ملم. وحادث مهم. وتبادر إليه من سرعان الرّفقة فتى

أخضر الجلدة فى بيت العرب
يملأ الدّلو إلى عقد الكرب

بقلب ساقه قدر. وسيف كلّه أثر وملكته سورة الأسد فخانته أرض قدمه. حتّى سقط ليده وفمه وتجاوز الأسد مصرعه. الى من كان معه. ودعا الحين أخاه، بمثل ما دعاه، فصار اليه، وعقل الرّعب يديه، فأخذ أرضه، وافترش اللّيث صدره، ولكنّى رميته بعمامتى وشغلت فمه، حتّى حقنت دمه، وقام الفتى فوجأ بطنه حتّى هلك الفتى من خوفه، والأسد للوجأة فى جوفه. ونهضنا فى أثر الخيل فتألّفنا منها ما ثبت، وتركنا منها ما أفلت، وعدنا الى الرّفيق لنجهزه.

فلمّا حثونا التُّربَ فوقَ رفيقنا جزعنا ولكن أيُّ ساعةِ مجزَعِ

وعُدنا الى الفَلاةِ، وهبطنا أرضها وسِرنا حتّى اذا ضمرتِ المَزادُ، ونَفِدَ الزّادُ أو كاد يُدرِكُه النَّفادُ، ولم نَملِكِ الذَّهابَ ولا الرُّجوعَ، وخِفنا القاتِلَين الظّمأ والجُوعَ، عَنَّ لنا فارسٌ فصَمَدنا صَمدَهُ وقصَدنا قصدَهُ، ولمّا بلَغنا نزَلَ عن حال فرَسِهِ ينقُشُ الأرضَ بشفتَيهِ، ويُلقى التُّرابَ بيدَيهِ، وعَمَدَنى من بينِ الجَماعةِ، فقبّلَ رِكابى وتحرّمَ بجنابى، ونظرتُ فاذا هُوَ وَجهٌ يَبرُقُ برقَ العارضِ المُتهلّلِ، وقوامٌ متى ما ترَقَّ العَينُ فيهِ تَسهّلِ، وعارضٌ قد اخضرّ، وشارِبٌ قد طرّ، وساعِدٌ ملآنٌ، وقضيبٌ ريّانٌ، ونِجارٌ تُركىٌّ، وزِىٌّ مَلَكىٌّ، فقُلنا مالكَ لا أبالكَ، فقالَ: أنا عبدُ بعضِ المُلوكِ همّ من قتلى بهمٍّ فهِمتُ على وَجهى الى حيث ترانى، وشَهِدَتْ شَواهِدُ حالِهِ. على صِدقِ مقالِهِ، ثمّ قال: أنا اليومَ عبدُكَ، ومالى مالُكَ، فقلتُ: بُشرَى لكَ وبكَ أدّاكَ سيرُكَ الى فِناءٍ رحبٍ، وعَيشٍ رطبٍ. وهنّأتنى الجماعةُ و جعَلَ ينظُرُ فتقتُلنا ألحاظُه. وينطِقُ فتفتِنُنا ألفاظُهُ فقال: يا سادةُ إنّ فى سَفحِ الجَبَلِ عيناً وقد ركبتُم فلاةً

حاز

عَوْرَاءَ فَخُذُوا مِنْ هُنالِكَ الماءَ. فلَوَيْنا الأَعِنَّةَ إلى حَيثُ أشارَ وبَلَغْناهُ وقد صَهَرَتِ الهاجِرَةُ الأَبْدانَ ورَكِبَتِ الجَنادِبُ العِيدانَ فقالَ: ألَا تَقِيلُونَ فِي هٰذا الظِّلِّ الرَّحبِ. على هذا الماءِ العَذْبِ. فقُلْنا: أنْتَ وذاكَ. فنَزَلَ عن فَرَسِهِ وحَلَّ مِنْطَقَتَهُ. ونَحَّى قُرْطُقَتَهُ فما اسْتَتَرَ عَنَّا إلَّا بِغِلالَةٍ تَنِمُّ على بَدَنِهِ. فَمَا شَكَكْنا أنَّهُ خاصَمَ الوِلْدانَ. فَفارَقَ الجِنانَ. وهَرَبَ مِن رِضْوانَ. وعَمَدَ الى السُّرُوجِ فَحَطَّها و الى الأَفْراسِ فَحَسَّها. والى الأَمْكِنَةِ فَرَشَّها. وقد حارَتِ البَصائرُ فيهِ. ووَقَفَتِ الأَبصارُ عليهِ. فقُلْتُ يا فَتَى ما ألطَفَكَ في الخِدْمةِ. وأحْسَنَكَ في الجُمْلةِ، فالوَيلُ لِمَن فارَقتَهُ. وطُوبىٰ لِمَنْ رافَقْتَهُ. فكَيفَ شُكْرُ اللهِ على النِّعمَةِ بكَ. فقال: ما سَتَرَوْنَهُ مِنِّي أكثَرُ أتُعجِبُكُمْ خِفَّتي في الخِدْمَةِ. وحُسْنِي فِي الجُمْلَةِ فكيفَ لَوْ رَأيتُمُونِي في الوَقْعَةِ. أُرِيكُم مِن حِذْقِي طَرَفًا لِتَزْدادُوا بِي شَغَفًا. فقُلْنا: هاتِ، فَعَمَدَ الى قَوْسِ أحَدِنا فأوْتَرَهُ وفَوَّقَ سَهْمًا فرَماهُ في السَّماءِ، وأتْبَعَهُ بآخَرَ فَشَقَّهُ في الهَواءِ، وقال سأُرِيكُم نَوْعًا آخَرَ ثُمَّ عَمَدَ الى كِنانَتِي فأخَذَها والى فَرَسِي فَعَلاهُ ورَمَى أحَدَنا بِسَهْمٍ

أثبتَهُ فى صَدرِهِ، وآخر طيَّرَهُ مِن ظَهرِهِ، فقلتُ:
وَيحكَ ماتصنعُ، قال: اسكُتْ يا لُكَعُ، واللهِ ليَشُدّنَّ
كلُّ مِنكُم يَدَ رَفيقِه، أو لأُغِصنّهُ بِريقِهِ، فلَم نَدرِ ما
نَصنعُ وافراسُنا مَربُوطَةٌ، وسُرُوجُنا مَحطوطَةٌ و
آسلِحتُنا بَعيدَةٌ وهو راكِبٌ ونَحنُ رَجالَةٌ والقَوسُ فى
يَدِهِ يَرشُقُ بِها الظُّهورَ، ويَمشُقُ بها البُطونَ والصُّدورَ. و
حِينَ رَأينا الجِدَّ. أخذنا القِدَّ فَشَدَّ بَعضُنا بَعضًا وَبَقِيتُ
وَحدِى لَا أجدُ مَن يَشُدُّ يَدِى، فقال: اخرُج بِإهابكَ
عَن ثِيابِكَ. فخَرجتُ ثُمَّ نَزَلَ عَن فَرَسِهِ و جَعَلَ يَصفَعُ
الوَاحِدَ مِنّا بَعدَ الآخرِ، ويَنزَعُ ثِيابَه وصَارَ الىَّ وعلَىَّ
خُفّانِ جدِيدانِ. فقال: اخلَعهُما لا أُمَّ لَكَ. فقلتُ
هذا خُفٌّ لَبِستُهُ رَطبًا فلَيسَ يمكِنُنِى نَزعُهُ. فقال
علَىَّ خَلعُهُ. ثمَّ دَنا الىَّ لِينزِعَ الخُفَّ ومدَدتُ يدِى
الى سِكّينٍ كانَ مَعى فى الخُفِّ وهو فى شُغلِه فأثبَتُّهُ فى
بطنِهِ. وابَنتُه من مَتنِه. فمازاد على فَمٍ فَغرهُ. و
ألقَمتُهُ حَجَرهُ. وقُمتُ الى أصحابى فحَلَلتُ أيدِيَهُم
وتَوزَّعنا سَلَبَ القَتيلَينِ وأدرَكنا الرَّفيقَ وقد جادَ
بنَفسِهِ. وصارَ لِرَمسِهِ. وصِرنا إلى الطَّرِيقِ وَوَردنا
حِمصَ بَعدَ لَيالٍ خَمسٍ. فلَمّا انتَهينَا إلى فُرضَةٍ مِن

سُوقِها رَأينا رجُلاً قد قامَ على رَأسِ ابنٍ و بُنيَّةٍ بِجِرَابٍ وعُصَيَّةٍ وهو يقولُ :

رَحِمَ اللهُ مَنْ حَشَا　　فِي جِرَابِي مَكارِمَهْ

رَحِمَ اللهُ مَن رَنَا　　لِسَعيدٍ و فاطِمَهْ

انهُ خادِمٌ لكُمْ　　وهِيَ لا شَكَّ خادِمَهْ

قَالَ عيسَى بنُ هِشامٍ فقلتُ إنَّ هذَا الرَّجُلَ هو الإِسكندَرِيّ الّذِى سَمِعْتُ بِهِ و سأَلْتُ عَنهُ فاذا هوهو فَدَلَفتُ اليْهِ وقلتُ : احتَكِمْ حُكمَكَ.

فقال : دِرهَمٌ . فقلتُ

لَكَ دِرهَمٌ فِي مِثْلِهِ　　مادامَ يُسعِدُ نى النَّفَسْ

فَاحْسُبْ حِسَابَكَ وَالْتَمِسْ　　كَيْ ما أُنِيلَ المُلْتَمَسْ

وقلتُ له : دِرهَمٌ فى اثنينِ فى ثلاثةٍ فى أربعةٍ فى خَمْسَةٍ حَتَّى انتَهيت الى العِشرِينَ : ثُمَّ قُلت : كَمْ مَعَكَ ؟ قالَ : عِشْرُونَ رَغِيفًا فأَمَرتُ له بها وقلت : لا نَصرَ مَعَ الخذلان ولا حيلةَ مع الحِرمانِ +

(۷) أَلمَقامَةُ الغيلانيَّة

حَدَّثَنا عيسى بنُ هِشامٍ قال : بَينَا نحنُ بجُرجانَ فى مُجتَمَعٍ لنا نَتَحدَّثُ ومَعَنا يومَئِذٍ رجل العَرَبِ حِفظًا

وروايةً وهو عِصْمَة بن بَدْرٍ الفَزَارِيُّ فأفضى بنا الكلام
الى ذِكْرِ مَنْ أعرَضَ عَنْ خَصْمِهِ احْتِقارًا حَتّى ذَكَرْنا
الصَّلَتان العَبْدِيَّ والبَعيث وماكان مِنَ احتِقارِ جريرٍ
والفرزدقِ لهما. فقال عِصْمَة: سأُحَدِّثكم بما
شاهَدَتْه عَيني ولا أُحَدِّثكم عن غيري. بَيْنَما أنا
أسير في بلادِ تميمٍ مُرتحِلاً نجيبة وقائِدًا اجنيبة عَنَّ
لي راكِبٌ على أورَقَ جَعْدِ اللُّغام فحاذاني حتّى اذاصَكَّ
الشَّبَحَ بالشَّبَح رَفَعَ صَوته بالسّلام عليكَ؛ فقلت: وعليكَ
السَّلام ورحمة الله وبركاته مَنِ الرَّاكِبُ الجَهِير الكلام
المُحَيِّي بتَحِيَّةِ الاسْلام. فقال: أنا غَيلان بن عقبة. فقلتُ:
مرحبًا بالكَرِيم حَسَبُهُ. الشَّهيرِ نَسَمُهُ. السّائِرِ مَنْطِقُهُ.
فقال: رحُبَ وادِيكَ وعَزَّ نادِيكَ: فَمَنْ أنتَ؟ فقلت:
عِصْمَة بن بَدْرٍ الفَزَارِيُّ، قال: حَيّاكَ الله نِعْمَ
الصدِيق والصاحِب والرَّفيق. وسِرنا فلَمّا هجَّرْنا قال:
ألاَ نُغَوِّر يا عِصْمَة فقد صَهَرَتْنا الشَّمس. فقلت: أنتَ
وذاكَ فمِلْنا الى شَجَرات ألاَءٍ كأنّهنَّ عَذَارَى متبرِّجاتٌ
قد نَشَرْنَ غَدَائِرَهنَّ لِأثلاَثٍ تناوحهنَّ فحَطَطْنا
رِحالَنا ونِلْنا من الطَّعام وكان ذو الرُّمَّةِ زَهِيدَ الاَكلِ
وصَلَّينا بعدُ وآل كلُّ واحِدٍ مِنّا الى ظِلِّ أثلةٍ يُرِيدُ

القائِلَةَ واضْطَجَعَ ذُو الرُّمَّةِ وأَرَدْتُ أَنْ أَصْنَعَ مِثْلَ صَنِيعِهِ فَوَلَّيْتُ ظَهْرِيَ الأَرْضَ ، وعَيْنَايَ لا يَمْلِكُهُما غُمْضٌ ، فَنَظَرْتُ غَيْرَ بَعِيدٍ الى ناقَةٍ كَوْماءَ قد ضُحِيَتْ وغَبِيطُها مُلقًى واذا رَجُلٌ قائِمٌ يَكلأُها كأَنَّهُ عَسِيفٌ أو أَسِيفٌ فَنُهِيتُ عَنْهُما وما أنا والسُّؤالَ عمّا لا يَعْنِينِي ونام ذو الرُّمَّةِ غِرارًا ثُمَّ انْتَبَهَ وكان ذٰلِكَ في أيّامِ مُهاجاتِه لِذٰلِكَ المُرِّيّ فَرَفَعَ عَقِيرَتَهُ وأَنْشَدَ يقولُ :

أَمِنْ مَيَّةَ الطَّلَلُ الدّارِسُ ... أَلَظَّ بِهِ العاصِفُ الرّامِسُ

فَلَمْ يَبْقَ إلّا شَجِيجُ القَذالِ ... ومُسْتَوْقَدٌ ما لَهُ قابِسُ

وحَوْضٌ تَثَلَّمَ مِنْ جانِبَيْهِ ... ومُحْتَفَلٌ دارِسٌ طامِسُ

وعَهْدِي بِهِ وبِهِ سَكْنُهُ ... ومَيَّةُ والإنْسُ والآنِسُ

كأَنِّي بِمَيَّةَ مُسْتَنْفِرٌ ... غَزالًا تَراءَى لَهُ عاطِسُ

إذا جِئْتُها رَدَّنِي عابِسٌ ... رَقِيبٌ عَلَيْها لها حارِسُ

سَتَأْتِي امْرَأَ القَيْسِ مَأْثُورَةٌ ... يُغَنِّي بِها العابِرُ الجالِسُ

أَلَمْ تَرَ أَنَّ امْرَأَ القَيْسِ قَدْ ... أَلَظَّ بِهِ داؤُهُ النّاجِسُ

هُمُ القَوْمُ لا يالَمُونَ الهِجاءَ ... وهَلْ يَأْلَمُ الحَجَرُ اليابِسُ

فَما لَهُمُ في العُلا راكِبٌ ... ولا لَهُمُ في الوَغَى فارِسُ

مَمَرُّ طَلَّةٍ في حِياضِ المَلامِ ... كَما دَعَسَ الأَدَمَ الدّاعِسُ

إذا طَمَحَ النَّاسُ لِلمَكرُماتِ　　فَطَرْفُهُم المُطرِق النَّاعِسُ
تَعافُ الأكارِمِ إِصْهارَهُمْ　　فَكُلٌّ أَيَّاما هم عانِسُ

فَلمّا بَلَغَ هذا البيتَ تنبَّهَ ذالك النَّائِمُ وجَعَلَ يَمْسَحُ عَينيهِ ويقول: أذو الرُّمَيْمَةِ يَمْنعُنى النَّوم بِشِعْرٍ غَيْرِ مُثَقَّفٍ ولاسائِرٍ فقُلتُ: يا غَيلان مَنْ هذا؟ فقال: الفَرَزْدَقُ وحَمِيَ ذُو الرُّمَّةِ فقال:

وأمّا مُجاشِعُ الأرْذَلُو　+　نَ فَلَمْ يَسْبِق مَنْبِتَهُم رَاجِسُ
سَيَعْقِلهم عن مساعي الكِرامِ　　عِقَالٌ ويَحْبِسُهُم حابِسُ

فقلت: الآنَ يَشْرَق فَيَثُور و يَعُمُّ هذا و قبيلته بالهِجاءِ فوَ اللهِ مازادَ الفرَزْدَقُ على أن قال: قُبحًا لَكَ يا ذا الرُّمَيْمَةِ أتعرَض لِمثْلى بمقالٍ مُنْتَحَلٍ ثُمَّ عادفى نومِهِ كأنْ لم يَسْمعْ شيئًا وسارَ ذو الرُّمَّةِ وسِرتُ معه وإنِّى لأرى فيهِ انكِسارًا حتّى افترقنا +

(٨) المَقامَةُ الأذرَبيجانِيَّة

قال عيسى بنُ هِشامٍ: لمَّا نَطَّقَنى الغنىَ بِفاضِلِ ذَيلِهِ اتُّهِمْتُ بمالٍ سَلَبْتُهُ أو كَنْزٍ أصَبْتُهُ. فحَفَزَنى اللَّيلُ، وسَرَتْ بى الخَيلُ، وسَلَكْتُ فى هَرَبى مسالِكَ لم يَرْضَها السَّيْرُ، ولا اهتَدَتْ إليها الطَّيْرُ حتّى طَوَيتُ

أرضَ الرُّعبِ وتجاوزتُ حدَّهُ وصِرتُ إلى حمَى الأَمنِ و وَجدتُ بَردهُ وبَلَغتُ أذربيجانَ وقد حَفِيَتِ الرَّواحِلُ و أكلَتْها المراحِلُ، ولمّا بلَغتُها

نزلنا على أنّ المُقامَ ثلاثةٌ فطابَتْ لنا حتّى أقمنا بها شهرا

فَبينا أنا يومًا في بَعضِ أسواقِها إذ طلَعَ رجُلٌ بِرَكْوَةٍ قد اعتضَدَها. وعصًا قد اعتَمَدَها. ودَنِيّةٌ قد تقلّصَها. وفُوطةٍ قد تطَلّسَها. فرفَعَ عَقيرتَهُ وقالَ : اَللّٰهُمَّ مُبدِئَ الأَشياءِ ومُعيدَها ومُحيِيَ العِظامِ ومبيدَها. وخالقَ المِصباحِ ومُديرَهُ . وفالقَ الإصباحِ ومُنيرَهُ. ومُوصِلَ الآلاءِ سابغةً إلينا. ومُمسِكَ السَّماءِ أن تقعَ علينا. وبارِئَ النَّسَمِ أزواجًا. وجاعِلَ الشَّمسِ سِراجًا وَالسَّماءِ سَقفًا والأرضِ فِراشًا. وجاعِلَ اللّيلِ سَكَنًا وَالنّهارِ معاشًا. ومُنشِئَ السَّحابِ ثِقالًا. ومُرسِلَ الصَّواعِقِ نَكالًا. وعالِمِ ما فوقَ النُّجومِ. وما تحتَ التُّخومِ. أسألُكَ الصَّلاةَ على سَيّدِ المُرسَلين مُحمّدٍ وآلهِ الطّاهِرين و أن تُعينَني على الغُربةِ أثني حبلَها. وعلى العُسرةِ أعدُو ظِلّها. وأن تُسهّلَ لي على يَدَي مَن فطرتُهُ الفِطرةُ. وأطلعَتْهُ الطُّهرةُ. وسَعِدَ بالدِّينِ المَتينِ.

ولم يَعْمَ عن الحقِّ المُبينِ. راحِلَةً تطوى هذا الطَّريقَ، و زادًا يَسَعُنى والرَّفيقَ. قال عيسى بن هشامٍ: فناجيت نَفسِى بأنَّ هذا الرَّجل أفصحُ مِن إسكندرِيِّنا أبى الفتح والتفتُّ لفتةً فاذا هو واللهِ أبو الفتح. فقلتُ: يا أبا الفتح بَلَغَ هذِهِ الأرضَ كَيدُكَ. وانتهى الى هذا الشِّعبِ صَيدُكَ فأنشأ يقول:

أنا جَوَّالةُ البلا + دِ وجَوّابةُ الأُفُقْ

أنا خُذرُوفةُ الزَّما + نِ وعمَّارةُ الطُّرُقْ

لَا تلُمْنِى لَكَ الرَّشا + دُ على كُدْيَتِى وذُقْ

(٩) ألمَقامَةُ الجُرْجَانِيَّةُ

حدَّثنا عيسى بنُ هشامٍ، قال: بينا نحنُ بجُرجانَ فى مَجمعٍ لنا نتحدَّثُ وما فينا إلا منّا، إذ وقفَ علينا رجلٌ ليس بالطَّويلِ المتمدِّدِ، ولا القصيرِ المتردِّدِ، كثُّ العُثنونِ يعلوهُ رَوعُ صُفارٍ فى أطمارٍ، فأفتتح الكلامَ بالسَّلامِ، وتحيَّةِ الإسلامِ- فولَّانا جميلًا، وأولَيناه جزيلًا، فقال: يا قومُ إنِّى امرُؤٌ من أهلِ الإسكندرِيَّةِ، مِنَ الثُّغورِ الأُمويَّةِ، نَمَتْنِى سُلَيمٌ ورَحَّبتْ بى عَبسٌ، جبتُ الآفاقَ، وتقصَّيتُ العِراقَ، وجبتُ البدوَ والحضرَ

ودارى ربيعة ومضر، ما هنت، حيث كنت فلا يزرين بى عندكم ماترونه من سملى وأطمارى فلقد كنا والله من أهل ثم ورم. نرغى لدى الصباح. ونثغى عند الرواح.

وفينا مقامات حسان وجوههم
وأندية ينتابها القول والفعل
على مكثريهم رزق من يعتريهم
وعند المقلين السماحة والبذل

ثم ان الدهر يا قوم قلب لى من بينهم ظهر المجن. فاعتضت بالنوم السهر. وبالإقامة السفر تترامى بى المرامى. وتهادى بى الموامى. وقلعتنى حوادث الزمن قلع الصمغة. فأصبح وأمسى أنقى من الراحة وأعرى من صفحة الوليد. وأصبحت فارغ الفناء. صفر الإناء. مالى إلا كآبة الأسفار. ومعاقرة السفار. أعانى الفقر. وأمانى القفر. فراشى المدر ووسادى الحجر.

بآمد مرة وبرأس عين وأحيانا بميا فارقينا
ليلة بالشام ثمت بالأهواز رحلى وليلة بالعراق

فما زالت النوى تطرح بى كل مطرح حتى وطئت بلاد

الحَجَرِ، وأحلّتني بلدَ همَذانَ. فقبلَني أحياؤها. و
اشرأبّت اليَّ أحِبّاؤها، ولكنّي مِلتُ لِأعظمِهم جَفنةً و
أزهدِهم جفوةً:

لهُ نارٌ تُشَبُّ على يَفاعٍ ‏ ‏ إذا النيرانُ أُلبِستِ القِناعا

فوطّأ لي مَضجعًا، ومهّدَ لي مهجعًا، فإن وَنى لي وِنيةً
هبّ لي ابنٌ كأنّه سيفٌ يمانٍ، أو هِلالٌ بدا في غيرِ
قتمانٍ، وأولاني نِعَمًا ضاقَ عنها قدري، واتّسعَ بها
صدري، أوّلها فرشُ الدّارِ، وآخرُها ألفُ دِينارٍ، فما
طيّرتني الّا النِّعَمُ، حيثُ توالت، والدِّيمُ لمّا انثالت،
فطلعتُ عن همَذانَ طلوعَ الشّاردِ، ونفرتُ نِفارَ
الآبِدِ، أفري المسالكَ وأقتفِرُ المهالكَ، وأُعاني الممالكَ،
على أنّي خلّفتُ أمّ مَثوايَ وزُغلولًا لي

كأنّهُ دُملُجٌ مِن فِضّةٍ نَبِهٌ ‏ ‏ في مَلعبٍ مِن عذارى الحيّ مفصومُ

وقد هبّت بي اليكم ريحُ الاحتياجِ. ونسيمُ الإلفاجِ.
فانظروا رحِمكمُ اللهُ لِنقضٍ مِنَ الأنقاضِ مهزولٍ.
هدّتهُ الحاجةُ. وكدّتهُ الفاقةُ:

أخا سفرٍ جوّابَ أرضٍ تقاذفت
بهِ فلَواتٌ فهوَ أشعثُ أغبرُ

جعلَ اللهُ للخيرِ عليكم دليلًا. ولا جعلَ للشّرِّ اليكم سبيلًا.

قال عيسى بنُ هشامٍ: فرَقّتْ و اللهِ له القُلوبُ. واغْرورَقتْ لِلُطْفِ كلامِهِ العيونُ. ونِلْناهُ ماتاحَ فى ذٰلِكَ الوَقتِ. وأعْرَضَ عنّا حامِدًا لنا. فتَبِعتُهُ فاذاهوَ واللهِ شَيخنا أبوالفَتحِ الإسكندَرِىّ +

(١٠) ألمَقامةُ الاصْفهانِيّة

حَدّثنا عيسى بنُ هشامٍ قال: كُنتُ بأصفهانَ أعتزِمُ المسيرَ الى الرّيِّ. فحَلَلتُها حُلولَ الفَيِّ. أتوَقّعُ القافِلةَ كلَّ لمحةٍ. وأترَقّبُ الرّاحِلةَ كلَّ صبحةٍ. فلمّا حُمّ ماتوَقّعْتُه نُودِىَ للصّلاةِ نِداءً سَمِعتُه. و تعيّنَ فَرْضُ الإجابةِ. فانسَلَلْتُ مِنْ بينِ الصّحابةِ. أغْتَنِمُ الجماعةَ أُدْرِكُها. وأخْشى فَوْتَ القافِلةِ أتْرُكُها. لكِنّى اسْتَعَنتُ ببَرَكاتِ الصّلاةِ. على وَعْثاءِ الفَلاةِ فَصِرتُ إلى أوّلِ الصُّفوفِ ومَثَلْتُ لِلوُقوفِ، و تقدّمَ الإمامُ الى المِحْرابِ، فقرأ فاتِحةَ الكِتابِ، بِقِراءةِ حَمْزَةَ، مَدّةً و هَمْزةً. و بى الغَمُّ المقيمُ المقعِدُ فى فَوْتِ القافِلةِ، و البُعدِ عَنِ الرّاحِلةِ، وأتبعَ الفاتحةَ الواقِعةَ، وأنا أتصلّى نارَ الصّبْرِ وأتَصَلّبُ، وأتفلّى على جَمرِ الغيظِ و أتقلّبُ، وليس الّا السُّكوتُ والصّبْرُ، أو الكلامُ والقَبْرُ لِما عَرَفْتُ

مِن خُشونَةِ القَوْمِ في ذَالِكَ المَقامِ، أن لو قطعتِ الصَّلاةُ
دُونَ السَّلَامِ، فوَقفتُ بقَدَمِ الضَّرُورَةِ على تِلكَ الصُّورَةِ،
الى انْتِهاءِ السُّورَةِ، وقد قَنطْتُ مِن القافِلة، وأيِستُ
مِن الرَّحْلِ والرَّاحِلة، ثمَّ حَنَى قَوْسَهُ لِلرُّكوعِ، بِنَوْعٍ
مِن الخُشوعِ، وضَرْبٍ مِن الخُضُوعِ، لم أعْهَدْهُ مِن
قَبلُ، ثمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ويَدَهُ وقالَ سَمِعَ اللهُ لِمَن حَمِدَهُ،
وقامَ حتّى ما شَكَكْتُ أنّهُ قد نامَ، ثمَّ ضرَبَ بيمينِهِ،
وأكَبَّ لِجَبينِه، ثمَّ انكَبَّ لِوَجْهِه. ورَفَعْتُ رَأْسي
أنْتَهِزُ فُرْصَةً، فلَمْ أرَ بَيْنَ الصُّفوفِ فُرْجَةً، فعُدْتُ
الى السُّجودِ، حَتّى كَبَّرَ لِلْقُعُودِ، وقامَ الى الرَّكْعَةِ الثّانِيَةِ،
فقَرَأَ الفاتِحةَ والقارِعةَ، قِراءةً اسْتَوْفى بها عُمْرَ السّاعَةِ،
واسْتَنْزَفَ أرْواحَ الجَماعَةِ، فلَمّا فرَغَ مِن رَكْعَتَيْهِ، وأقبلَ
على التَّشَهُّدِ بلَحْيَيْهِ. ومالَ الى التَّحِيَّةِ بأخْدَعَيْهِ.
وقلتُ قد سَهَّلَ اللهُ المَخْرَجَ، وقَرَّبَ الفَرَجَ. قامَ رَجُلٌ
وقال: مَن كانَ مِنكُم يُحِبُّ الصَّحابةَ والجَماعةَ.
فلْيُعِرْني سَمْعَهُ ساعةً. قال عيسَى بنُ هِشامٍ: فلَزِمْتُ
أرْضي. صِيانةً لِعِرْضي. فقالَ: حَقيقٌ عَلَيَّ أنْ لا
أقُولَ غَيْرَ الحَقِّ. ولا أشْهَدَ إلّا بالصِّدْقِ. قد جِئْتُكُم ببِشارةٍ
مِن نبيِّكُم لكِنّي لا أُؤَدِّيها حَتّى يُطَهِّرَ اللهُ هذا المَسْجِدَ

مِن كلّ نَذلٍ يَجحَدُ نبوءَتَهُ. قال عيسَى بنُ هِشامٍ. فرَبَطنى بالقيُود. وشَدَّنى بالحِبالِ السُّودِ. ثمَّ قال: رَأيتُهُ صَلّى اللهُ عليهِ وسلّمَ فى المَنامِ. كالشّمسِ تحتَ الغَمامِ، والبَدرِ ليلَ التَّمامِ، يَسيرُ والنُّجومُ تَتبعُهُ، ويَسحَبُ الذَّيلَ والملائِكةُ تَرفعُه، ثمّ علّمَنى دُعاءً أوصانى أن أُعلمَ ذلكَ أُمَّتَهُ، فكتَبتُه على هذه الأوراقِ بخَلوقٍ ومِسكٍ، وزعفرانٍ وسُكٍّ، فمن استَوهبَهُ مِنّى وَهَبتُه، ومَن رَدَّ علىَّ ثَمَنَ القِرطاسِ أخَذتُه.

قال عيسى بنُ هِشامٍ. فلقدِ انثالَتْ عليهِ الدَّراهِمُ حتّى حيَّرَتْه وخرجَ فتبعتُه مُتعجِّباً مِنْ حِذقِه بزَرقِه، وتمَحُّلِ رِزقِه، وهَمَمتُ بِمَسألتِه عن حالِهِ فأمسَكتُ، وبمُكالمَتِه فسكتُّ، وتأمَّلتُ فصاحتَهُ فى وقاحتِه، وملاحتَهُ فى استِماحتِه، ورَبطَهُ النّاسَ بحِيلَتِه، وأخذَهُ المالَ بوَسيلَتِه، ونظَرتُ فإذا هو أبو الفتحِ الإسكندرىُّ، فقلتُ: كيفَ اهتدَيتَ إلى هذه الحيلَةِ فتبسَّمَ وأنشأ يقول:

النَّاسُ حُمرٌ فَجُوِّزْ	وابرُزْ عليهِم ببَرْزْ
حتّى إذا نِلتَ مِنهُم	ما تَشتَهِيهِ ففَرِّزْ

من
وفیات الاعیان
و
انباء ابناء الزّمان

للقاضی ابن خَلّکان

ترجمۂ قاضی ابن خلّکان

شمس الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن ابراہیم الاربلی البرمکی الشافعی کی تاریخ ولادت ۶۰۸ھ ہے۔ وہ اربل کے مدرسۂ مظفریہ میں پیدا ہوئے۔ جہاں اُن کا والد مدرس تھا۔ اربل عراق کا ایک شہر ہے۔ جو دجلہ کے مشرق میں موصل سے ۲۰ فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ان کی تعلیم پہلے اربل میں ہوئی۔ پھر حلب میں جہاں ۲۶ ہ سے انہوں نے الجوالیقی اور ابن شدّاد سے پڑھا۔ اسکے بعد وہ دمشق میں پڑھتے رہے۔ ۶۳۶ھ میں وہ قاہرہ گئے۔ اور کچھ عرصہ کے بعد نائب قاضی مقرر ہوئے۔ اور ۶۵۹ھ میں دمشق کے قاضی القضاۃ کا عہدہ ان کو دیا گیا۔ جس پر وہ دس سال تک فائز رہے۔ مگر تین سال کے بعد مذاہب اربعہ میں سے صرف شافعیوں کی قضا اُن کے حوالے رہی۔ اس کے بعد وہ قاہرہ واپس آئے۔ اور سات سال تک قاہرہ کے مدرسۂ فخریہ میں مدرس رہ کر پھر دوبارہ قاضی القضاہ دمشق مقرر ہوئے۔ ۶۸۰ میں یہ عہدہ ان کے ہاتھ سے پھر جاتا رہا اور رجب ۶۸۱ھ میں وہ دمشق میں فوت ہوئے۔ ۷۳ سال عمر پائی۔ ابن کثیر نے ان کی نسبت لکھا ہے۔ وکان له نظم حسن رائق ومحاضرته فی غایة الحسن وله التاریخ المفید الذی وسمه بوفیات الاعیان من اکبر المصنفات؛ وفیات کے سوا اور کوئی کتاب انکی تصنیف سے نہیں ہے۔ البتہ وفیات کے آخر میں ان کا ترجمہ جونصر ہورینی نے دیا ہے۔ اس میں ڈھائی تین صفحہ ان کے اشعار کے ہیں *

مصنّف نے وفیات کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ مجھ کو مشاہیر متقدمین کے حالات اور ان کے وفیات وموالد اور باعتبار زمانہ ان کی ترتیب کی تلاش رہتی تھی۔ یہ مواد کچھ کتابوں سے ملا، کچھ علما کی زبانی میرے پاس متفرق یادداشتوں کی صورت میں جمع ہوا۔ مگر آہستہ آہستہ ان یادداشتوں کی تعداد اتنی زیادہ ہوگئی۔ کہ

ترتیب کے بغیر ان میں کسی بات کا ڈھونڈنا مشکل اور اس لئے ان کو ترتیب دینا ضروری ہوگیا۔ ترتیب حروفِ معجم کے اعتبار سے سہل معلوم ہوئی۔ اس لئے یہی ترتیب اختیار کی گئی۔ اور اس ترتیب کو پہلے دو حرفوں میں جاری کیا گیا۔ صحابہ اور تابعین رض میں سے بہت کم لئے گئے اور خلفاء رض کو بالکل چھوڑ دیا گیا۔ اس لئے کہ ان کے متعلق بہت سی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ معاصر فضلا کی ایک جماعت کا ذکر کیا گیا۔ خواہ اُن سے میری ملاقات ہوئی یا نہ ہوئی۔ مَیں نے کسی خاص جماعت مثلاً علما، ملوک، امرا، وزرا، شعرا کو نہیں لیا۔ بلکہ ہر قسم کے مشاہیر جن کا حال لوگ پوچھتے ہیں۔ ان کا ذکر کتاب میں شامل کیا۔ خواہ وہ کسی جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ حالات اختصار سے بیان کئے گئے ہیں۔ اور وفات اور مولد (اگر معلوم ہو سکا) اور نسب درج کیا گیا ہے اور جن الفاظ کی تصحیف کا خوف ہے۔ ان کو مقید کیا گیا ہے۔ تفنن طبع ناظرین کے لئے ہر شخص کے محاسن میں سے کوئی نہ کوئی مناسب بات بھی لکھ دی گئی ہے۔ مثلاً کوئی کرمت یا نادرہ یا شعر یا رسالہ غرض اس طریق سے باوجود مشاغل و موانع یہ کتاب ۶۵۴ھ میں قاہرہ ہی میں مرتب ہوئی (ملخصاً)۔

اس کے بعد کتاب کے آخر میں جو کچھ لکھا ہے۔ اس کا حاصل حسبِ ذیل ہے:۔

وفیات الاعیان ۶۷۲ھ میں قاہرہ میں ختم ہوئی۔ دیباچہ میں جو طریقہ درج ہوا۔ اس کے مطابق یہ کتاب باوجود مصروفیت کے یحییٰ بن خالد بن برمک کے حال پر پہنچی۔ مگر ۶۵۹ھ میں مجھے سلطان بیبرس کے ہمرکاب دمشق جانا پڑا۔ اور پورے دس سال وہاں ٹھہرا رہا۔ اس لئے اس نسخے کو ختم کر دیا گیا۔ اور آخر میں لکھ دیا گیا کہ مشاغل نے تکمیل کتاب کی مُہلت نہ دی۔ بعد میں ایک جامع تر کتاب لکھی جائیگی۔ ۶۶۹ھ میں قاہرہ واپس آنے پر فرصت ملی۔ اور مطلوبہ کتابوں سے مزید مواد فراہم کر کے موجودہ صورت میں کتاب کو ختم کیا گیا جس

طرح کی جامع کتاب لکھنے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اس کا ارادہ ابھی موجود ہے +
افسوس کہ مصنّف کا یہ ارادہ پُورا نہ ہو سکا +

براکلمن نے لکھا ہے کہ وفیات الاعیان شخصی حالات اور تاریخ ادب کے مطالعہ میں مدد دینے والی نہایت اہم کتابوں میں سے ہے! اس لئے کہ جن کتابوں میں سے اس کا مواد اخذ کیا گیا تھا وہ اب اکثر و بیشتر ناپید ہیں مصنّف کا خود نگاشتہ مسودہ برٹش میوزیم میں محفوظ ہے۔ کتاب قاہرہ میں تین مرتبہ، طہران، اور جرمنی میں ایک ایک مرتبہ چھپی ہے، پیرس سے بھی ایک نامکمل ایڈیشن شائع ہوا تھا۔ کتاب کا انگریزی میں مکمل ترجمہ موجود ہے۔ یہ ترجمہ ڈیسلان (De Slane) نے کیا۔ (آئندہ صفحوں میں انگریزی حروف میں جو حواشی درج ہیں۔ وہ اسی انگریزی ترجمہ سے ماخوذ ہیں) ان تراجم کے علاوہ ترکی اور اُردو میں بھی اِس کتاب کا ترجمہ[1] ہو چکا ہے۔ سلطان صلاح الدّین کا حال جو یہاں درج کیا جاتا ہے، وفیات طبع مصر ۱۳۱۰ھ ج ۲ ص ۳۷۶ ببعد سے لیا گیا ہے۔ بعض عبارتیں اختصار کی غرض سے حذف کی گئی ہیں۔ اور حذف کی علامت دی گئی ہے۔ اور ابواب و فصول کے عنوان وضاحت کی غرض سے بڑھا دیئے گئے ہیں۔ اور ان کو خطوط وحدانی میں درج کیا گیا ہے۔ صلاح الدین تصنیف سٹینلی لین پول کے حوالے حواشی میں دیئے گئے ہیں۔ تاکہ طالب علم مزید اطلاع کیلئے اِس کتاب کی طرف رجوع کر سکے۔ سلطان کی عظمت کا صحیح اندازہ لگانے کیلئے کتاب مذکور کے باب ۲۲ کے مطالعہ کی سفارش خصوصیت کے ساتھ کی جاتی ہے۔ اسی طرح کتاب مذکور میں سے ذیل کے نقشوں اور تصویر کو بھی دیکھنا چاہیئے (۱) طبریہ اور عکا کے درمیان کا علاقہ ص ۲۰۶ پر (۲) قبر سلطان صلاح الدین ص ۳۶۸ پر + دونو نقشے جو اگلے صفحوں پر درج ہیں وہ بھی اسی کتاب سے ماخوذ ہیں +

مصادر - انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ج ۲ ص ۳۹۶ (حوالے ان کتابوں کے جن میں ترجمہ ابن خلکان موجود ہے ص ۳۹۷ پر دیئے گئے ہیں) وفیات الاعیان (طبع ۱۳۱۰ھ ج ۲ ص ۴۲۱، ترجمہ وفیات از ڈیسلان جلد ۴ ص ا تا ۱۹ (حیاتِ ابن خلکان) +

ارمینیہ کوچک
طرسوس
اذنہ
انطاکیہ
عزاز
باشر
تل باشر
منبج
البیرہ
سروج
رہا
حران
حلب
الاثارب
حارم
الرقہ
قلعہ جعبر
فرات
الرصافہ
معرۃ النعمان
تل السلطان
لاذقیہ
صہیون
شیزر
حماہ
مصیاف
انطرطوس
حصن الاکراد
حمص
تدمر
طرابلس الشام
جبیل
بیروت
بعلبک
غوطہ
المرج
دمشق
صیدا
صور
عکا
حیفا
حطین
جولان
حوران
قیساریہ
کوکب
نابلس
ارسوف
یافا
القدس
البلقا
عسقلان
غزہ
دارون
العریش
کرک
شوبک
خریطہ
شام و فلسطین

قلعہ مقس
قاہرہ
قصر غربی
بین القصرین
قصر شرقی
الخلیج
رود نیل
فصیل صلاح الدین
برکۃ الفیل
خرابۂ القطائع
قلعہ صلاح الدین
مسجد ابن طولون
خرابۂ العسکر
خرابۂ الفسطاط
سیدنا نفیسہ
الروضہ
مسجد عمرو رض
القرافہ
برکۃ الجیش
جبل مقطم
مقیاس النیل
باب الیون
ضریح مبارک امام شافعی رح
پیمانہ یک میل
یک میل
نصف

خریطۂ قاہرہ بزمان سلطان صلاح الدین

(ماخوذ از صلاح الدین مصنفہ لین پول)

ابو المظفر یوسف بن شادی الملقّب الملک الناصر صلاح الدّین صاحب الدّیار المصریّة والشامیّة والعراقیّة والیمنیّة

[۱- مقدّمة]

... اتفق اهل التاریخ علی ان اباه واهله من دُوِین[1] (بضم الدال المهملة وکسر الواو وسکون الیاء المثنّاة من تحتها وبعدها نون) وهی بلدة فی آخر عمل اَذْرَبِیجانَ من جهة ارّان وبلاد الکُرج[2] وانهم اکراد رَوَادِیّة (بفتح الرّاء والواو وبعد الالف دال مهملة مکسورة ثم یاء مثنّاة من تحتها مشدّدة وبعدها هاء) والرَّوَادِیّة بطن من الهَذَبانیّة (بفتح الهاء والذال المعجمة وبعد الالف

[1] یاقوت کے نزدیک یہ لفظ دَوِین ہے۔ یہ شہر اسلامی عہد میں ارمینیہ کا صدر مقام تھا، اس کو دَبیل، دُوِین یا تُوِین بھی کہتے تھے۔ آج کل کے نقشوں میں اِس کا محلِ وقوع ایروان کے جنوب میں دریائے ارس کے قریب دکھایا ہے (دیکھو لینڈز آف دی ایسٹرن کیلیفیٹ ص ۱۸۲)۔

[2] The Georgians.

نون مكسورة ثم ياء مشددة مثناة من تحتها وبعدها هاء) وهي قبيلة كبيرة من الاكراد، وقال لي رجل عارف بما يقول وهو من اهل دُوين ان على باب دوين قرية يقال لها اَجْدَانَقان (بفتح الهمزة وسكون الجيم وفتح الدال المهملة وبعد الالف نون مفتوحة وقاف وبعد الالف الثانية نون اخرى) وجميع اهلها اكراد رَوَادِيّة ومولد ايوب والد صلاح الدين بها، وشادي اخذ ولديه منها اسد الدين شيركوه ونجم الدين ايوب وخرج بهما الى بغداد ومن هناك نزلوا تكريت ومات شادي بها وعلى قبره قبة داخل البلد،

ولقد تتبعتُ نسبهم كثيرا فلم اجد احدا ذكر بعد شادي ابا آخر حتى اني وقفتُ على كتب كثيرة باوقاف واملاك باسم شيركوه وايوب فلم ار فيها سوى "شيركوه بن شادي" و"ايوب بن شادي" لاغير، وقال لي بعض كبراء بيتهم هو شادي بن مروان[1] وقد

---

[1] سہولت مراجعت کے لئے اس خاندان کے اُن افراد کا شجرۂ نسب ذیل میں درج کیا جاتا ہے جن کا ذکر اس ترجمہ میں آیا ہے :—

- شادی بن مروان
  - نجم الدین ایوب (م ۱۱۷۳)
    - نور الدولہ شاہنشاہ
      - عز الدین فرخشاہ
        - بہرامشاہ
      - تقی الدین عمر
    - شمس الدین توران شاہ
    - صلاح الدین یوسف الناصر
      - الافضل علی
      - العزیز عثمان
      - الظاہر غازی
      - الظافر خضر
    - سیف الاسلام طغتکین
      - المعز اسمٰعیل
    - ست الشام
    - سیف الدین ابوبکر العادل
  - اسد الدین شیرکوہ
    - ناصر الدین محمد

ذکرتُ ذلك فی ترجمة ایوب وشیرکوه، ....

ورأیت فی تاریخ حلب الذی جمعه القاضی .... ابن العدیم الحلبی بعد ان ذکر الاختلاف فی نسبهم فقال: وقد کان المعز اسمٰعیل بن سیف الاسلام بن ایوب ملك الیمن ادعی نسبا فی بنی امیة وادّعی الخلافة، وسمعت شیخنا القاضی بهاء الدین عرف بابن شداد یحکی عن السلطان صلاح الدین انه انکر ذلك

لہ مصنّف نے سلطان صلاح الدین کا ترجمہ بیشتر قاضی ابن شدّاد کی کتاب سے لیا ہے۔ اس لئے قاضی مذکور کا حال ذیل میں نسبتۃً تفصیل سے دیا جاتا ہے:-

بہاء الدین ابو المحاسن یوسف بن رافع الاسدی قاضی حلب المعروف بہ ابن شدّاد ۵۳۹ھ = ۱۱۴۵ء میں موصل میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں ان کا باپ فوت ہوگیا اور ان کے اخوال بنو شدّاد نے ان کی تربیت کی، اس لئے ابن شدّاد کہلائے۔ موصل اور بغداد میں تعلیم پاکر ۵۶۹ھ سے اپنے وطن میں مشغولِ تدریس ہوئے، ۵۸۳ھ = ۱۱۸۸ء میں اُنہوں نے حج کیا۔ واپسی میں دمشق گئے اور سلطان صلاح الدین سے ملاقات کی۔ سلطان نے ان کو قدس شریف کے قاضی عسکر کا عہدہ دیا، سلطان کی وفات کے بعد وہ ۵۹۱ھ - ۱۱۹۵ء میں حلب کو واپس لوٹے اور اُن کو وہاں کا قاضی مقرر کیا گیا۔ الظاہر اور العزیز کے عہد میں اُن کے مال و جاہ میں بہت ترقی ہوئی اور اُنہوں نے متعدّد مدارس اور اوقاف قائم کئے۔ ان کی زندگی کے آخری سال عزلت میں گزرے اور وہ ۶۳۲ھ میں فوت ہوئے۔ قاضی مذکور ابن خلکان کے والد کے احباب اور خود اُن کے اساتذہ (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

وقال لیس لھذا اصل اصلاً ،

قلت :

ذکر شیخنا الحافظ عز الدین ابو الحسین علی بن محمد المعروف بابن الاثیر الجزری صاحب التاریخ الکبیر فی تاریخه الصغیر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) میں سے تھے۔ ابن خلکان نے ان کے ترجمہ میں لکھا ہے: قد کان شیخنا واخذنا عنہ کثیرا وحصل الانتفاع بصحبتہ ، قاضی ابن شداد کی اہم ترین تصنیف سیرۃ صلاح الدین بن ایوب ہے جو یورپ اور مصر میں شائع ہو چکی ہے ، اور اس کا انگریزی ترجمہ بھی ۱۸۹۷ء میں چھپ چکا ہے (ماخوذ از دائرۃ المعارف الاسلامیہ و وفیات الاعیان ۲ : ۳۵۴)

لہ عز الدین ابن الاثیر ۵۵۵ھ = ۱۱۶۰ء میں جزیرۂ ابن عمر میں پیدا ہوئے اور ۶۳۰ھ = ۱۲۳۴ء میں موصل میں فوت ہوئے ، اُن کی تعلیم موصل اور بغداد میں ہوئی اور اُنھوں نے شام میں سیاحت بھی کی ، ان کے دو بھائی مجد الدین اور ضیاء الدین بھی انہی کی طرح نامور فضلاء اور اکابر علماء و مصنفین میں سے تھے ۔ اور وہ بھی انہی کی طرح ابن الاثیر کہلاتے تھے۔

عز الدین کی چار کتابوں نے بہت شہرت پائی ۔ اُن کے نام یہ ہیں :-

(۱) الکامل فی التاریخ ۔ یہ ۶۲۸ھ تک کے واقعات پر شامل ہے اور نہایت اہم اور قیمتی تاریخ ہے ۔ یورپ اور مصر میں چھپ چکی ہے۔

(۲) تاریخ دولۃ الاتابکیۃ ۔ یہ کتاب یورپ میں چھپ چکی ہے -

(۳) اُسدُ الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ۔

(۴) اللباب ، یہ سمعانی کی کتاب الانساب کی تلخیص ہے

(دائرۃ المعارف الاسلامیہ

الذی صنفه للدولة الاتابکیة ملوک الموصل فی فصل یتعلق باسد الدین شیرکوه ومسیره الی الدیار المصریة فقال :
کانا اسد الدین شیرکوه ونجم الدین ایوب (و هو الاکبر) ابنا شادی من بلد دوین واصلهما من الاکراد الروادیة، قدما العراق وخدما مجاهد الدین بهروز بن عبد الله الغیاثی شحنة العراق،

قلت :

وهذا مجاهد الدین کان خادما رومیا ابیض اللون تولی شحنة بالعراق من جهة السلطان[1] مسعود بن غیاث الدین محمد بن ملکشاه السلجوقی ..... وکان صاحب همة فی عمل المصالح الجلیلة وعمارة البلاد واسع الصدر والصبر فی البذل والانفاق والمطاولة والمراجعة اذا امتنع علیه الغرض وکانت تکریت اقطاعا له وکان خادم السلطان محمد والد مسعود المذکور، وبنی فی بغداد رباطا وقف علیه وقفا جیدا ومات یوم الاربعاء الثالث والعشرین من رجب سنة اربعین وخمسمائة [۵۴۰]
قال شیخنا ابن الاثیر : فرأی مجاهد الدین فی نجم الدین

---

[1] سلجوقان عراق میں سے تھا، ۵۲۷ھ سے ۵۴۷ھ تک فرمانروا رہا (انساب شاہان اسلام از لین پول ص ۱۵۴)

ایوب عقلاً ورأیاً حسناً وحسن سیرة فجعله دزدار تکریت اذهی له (قلتُ ... دزدار معناه حافظ القلعة وهو الوالی ....) فسار الیها ومعه اخوه اسد الدین شیرکوه فلما انهزم اتابك الشهید عماد الدین زنکی بالعراق من قراجا (قلت وهی وقعة مشهورة وخلاصتها ان مسعود بن محمد بن ملکشاه السلجوقی .... وعماد الدین زنکی صاحب الموصل قصد احصار بغداد فی ایام الامام المسترشد فارسل قراجا الساقی واسمه بُرْس صاحب بلاد فارس وخوزستان یستنجد به فاتاه وکَبَسَ لہ عسکرهما وانهزما بین یدیه وانکسرا، وذکر فی تاریخ الدولة السلجوقیة انها کانت فی شهر ربیع الآخر یوم الخمیس ثانی عشر الشهر المذکور من سنة ست وعشرین وخمسمائة علی تکریت، وقال اُسَامه بن مُنْقِد المقدم ذکره فی کتابه الذی ذکر فیها البلاد وملوکها الذین کانوا فی زمانه انه حضر هذه الوقعة مع الزنکی فی التاریخ المذکور وذکر ذلك فی موضعین احدهما فی ترجمة اربل والثانی فی ترجمة تکریت)،

رجعنا الی ماکنّا فیه

فوصل زنکی الی تکریت فخدمه نجم الدین ایوب واقام له السفن فعَبَر دجلة هناك وتبعه اصحابه فاحسن

لہ attack unawares.

نجم الدين اليهم ومايرهم[1] وبلغ ذلك بهروز فسيّر اليه وانكر عليه وقال له كيف ظفرت بعدوّنا فاحسنت اليه واطلقته ثم انّ اسد الدين شيركوه قتل انسانا بتكريت لكلام جرى بينهما فارسل مجاهد الدين اليهما فاخرجهما من تكريت فقصدا عماد الدّين زنكى [قلت : وكان اذ ذاك صاحب الموصل، قال :) فاحسن عماد الدين اليهما وعرف لهما خدمتهما واقطع[2] لهما اقطاعاً حسنا وصارا من جملة جنده فلما فتح عماد الدّين زنكى بعلبك جعل نجم الدين دزدارها فلمّا قُتل زنكىؒ[3] .... فحصره عسكر دمشق (قلتُ : وكان صاحب

---

[1] اتاهم بالمِيْرَة ،

[2] settled on them a large appanage

اَقْطَعَ الإِمامُ فلاناً البَلَدَ جعل له غلّته رزقاً ،

[3] عماد الدّين زنگی قلعہ جعبر کے محاصرہ کے اثنا میں اپنے خادم کے ہاتھوں ۵۴۱ھ میں قتل اور صفّین میں دفن ہوا ' (وفیات ج ا ص ۱۹۳) صلیبیوں کے خلاف اُس نے بہت سے جنگ کئے۔ اور اس بارے میں وہ صحیح طور پر سلطان صلاح الدین کا پیشرو تھا ' اس کی وفات کے بعد اس کی سلطنت جس میں عراق ۔ موصل سنجار ۔ جزیرہ ۔ حرّان ۔ حلب اور شام کے شہر شامل تھے اس کے دو بیٹوں میں بٹ گئی ۔ نورالدین محمود زنگی (۵۴۱ھ تا ۵۶۹ھ) شام پر قابض ہوا اور سیف الدین غازی (۵۴۱ھ تا ۵۴۴ھ) موصل اور عراق پر) +

دمشق یوسف مجیر الدین اَبَق[1] بن محمد بن بُوری بن اتابک ظهیر الدین طُغتِکین وهو الذی حاصره نور الدین محمود بن زنکی فی دمشق واخذها منه، قال شیخنا ابن الاثیر:) فارسل نجم الدین ایوب الی سیف الدین غازی بن زنکی صاحب الموصل وقد قام بالملك بعد والده یُنهی الیه الحال و یطلب منه عسکرا الیُرَحِّلَ[2] صاحب دمشق عنه وکان سیف الدین فی ذلك الوقت فی اوّل ملکه وهو مشغول باصلاح ملوك الاطراف المجاورین له فلم یَتفَرَّغ له و ضاقَ الأمر علی مَن فی بَعْلَبَكَّ مِن الحصار فلمّا رأی نجم الدّین ایّوب الحالَ وخافَ أن تؤخذ قهرا ارسل فی تسلیم القلعة وطلب اقطاعا ذَکَرَهُ فأُجیب الی ذلك وحَلَفَ له صاحبُ دمشق علیه وسلّم له القلعة ووَفَی له صاحبُ دمشق

---

[1] لین پول (محمڈن ڈائینسٹیز ص ۱۶۱) پر اس کو ابق بن محمد بن طغتکین لکھا ہے جو درست معلوم نہیں ہوتا۔ ابن خلکان نے ج ۱: ۹۶ و ج ۲: ۸۷ پر بھی ابق کا نسب متن کے مطابق دیا ہے۔ بظاہر لین پول کو مغالطہ ہوا ہے اور اس نے اسمٰعیل، محمود اور محمد ابناء بوری کو ابنای طغتکین سمجھ لیا ہے، بعض نے اس کا نام انر (Onor) لکھا ہے۔

[2] رَحَّلَه = اخرجه من بلده و ازعجه و اجلاه فی الرحیل
to drive away.

بما حلف عليه من الانقطاع والتقدّم وصار عنده من اكبر الامراء واتّصل اخوه اسد الدين شيركوه بالخدمة النُّوريّة بعد قتل ابيه زنكى (قلت : هو نور الدين محمود بن زنكى صاحب حلب) وكان يخدمه فى ايّام والده فقرّبه نور الدّين واَقْطَعَه وكان يرى منه فى الحروب آثاراً يَعجَزُ عنها غيرُه لشجاعته وجرأته فصارت له حِمْص والرَّحْبَة وغيرهما وجعله مُقدّمَ عسكرِهِ [1]

قلتُ

ثم خرج شيخنا ابن الاثير بعد هذا الى حديث سفر اسد الدّين الى الدّيار المصريّة وما تجدّد لهم هناك وليس هذا موضع هذا الفصل بل نُتِمُّ حديث صلاح الدّين صاحب هذه الترجمة من مبدأ امره حتّى نصير الى آخره ان شاء الله تعالى ويندرج فيه حديث المملكة وما صار حالهم اليه .....

---

[1] Commander of his army.

[الباب الاوّل، صلاح الدین فی مصر ۵۳۲ھ الی ۵۶۹ھ]

(۱)

[مولده ومنشأه وعنفوان شبابه ۵۳۲ھ - ۵۵۹ھ]

قلتُ: اتفق اربابُ التواریخ انّ صلاح الدین مولده سنة اثنتین وثلاثین وخمسمائة [۵۳۲ھ] بقلعة تکریت لمّا کان ابوه وعمّه بها، والظاهر انهم ما قاموا بها بعد ولادة صلاح الدّین الّا مدّة یسیرة لانّه قد سبق القولُ انّ نجم الدّین واسد الدّین لمّا خرجا من تکریت کما شرحناه وصلا الی عماد الدین زنکی فاکرمهما واقبل علیهما ثمّ انّ عماد الدین زنکی قصد حصار دمشق فلم تحصل له فرجع الی بَعْلَبَكّ فحاصرها اشهرا وملکها فی رابع عشر صفر سنة اربع وثلاثین وخمسمائة [۵۳۴ھ] کما ذکر اُسامة بن مُنْقِذ المقدّم ذکره فی کتابه الذی ذکر فیه البلاد وملوکها، وذکر .... ابنُ القَلَانِسی[1] الدمشقی فی

---

[1] اَبُو یَعْلَی حمزة بن اسد التمیمی المعروف بابن القلانسی مشهور مؤرخ دمشق کے ایک نامور خاندان سے تھا۔ (بقیہ برصفحہ آئندہ)

تاریخه.... ان عماد الدین حاصر بعلبک یوم الخمیس العشرین من ذی الحجة سنة اثنتین وثلاثین [۵۳۲] ثم ذکر فی مستهل سنة اربع وثلاثین وخمسمائة [۵۳۴] ورود الخبر بفراغ عماد الدین من ترتیب بعلبک وقلعتها وترمیم ما تشعّث منها، والله اعلم، واذا کان کذلک فیکونون قد خرجوا من تکریت فی بقیة سنة اثنتین وثلاثین [۵۳۲] التی ولد فیها صلاح الدین او فی سنة ثلاث وثلاثین [۵۳۳] لانهما اقاما عند عماد الدّین بالموصل، ثم لمّا حاصَرَ دمشق وبعدها بعلبکّ واخذها رتّب فیها نجمَ الدین ایّوب وذلک فی اوائل سنة اربع وثلاثین [۵۳۴] کما شرحتُه فیتعیّن ان یکون خروجهم من تکریت فی المدّة المذکورة تقریبًا والله اعلم،

قلت

ثمّ اخبرنی بعض اهل بیتهم وقد سألتُه: هل تعرف متی خرجوا من تکرِیتَ؟ فقال: سمعتُ جماعةً من اهلنا

(بقیہ صفحہ سابقہ) دمشق ہی میں ۵۵۵ھ = ۱۱۶۰ء میں فوت ہؤا۔ اس نے ھلال الصابیٔ کی تاریخ کا (جو حوادث ۴۴۸ھ پر ختم ہوتی ہے ذیل لکھا ہے۔ آکسفورڈ میں اس کا ناقص الاول نسخہ موجود ہے جو چھپ چکا ہے ؛

يقولون انّهم خرجوا منها فى الليلة الّتى وُلد فيها صلاح الدين فتشاءموا به وتطيّروا منه، فقال بعضهم لعلّ فيه الخيرةُ وما تعلمون، فكان كما قال، والله اعلم؛

ولم يزل صلاح الدّين تحت كنف ابيه حتّى ترعرع، ولمّا ملك نور الدّين محمود بن عماد الدّين زنكى دمشق فى التاريخ[1] المذكور فى ترجمته لازم نجمُ الدّين ايّوب خدمته وكذلك ولده صلاح الدين وكانت مخايلُ السعادة عليه لائحةً والنجابة تُقدّمه من حالة الى حالة ونور الدين يرٰى له ويؤثره ومنه تعلّمَ صلاحُ الدين طرائق الخير و فعلَ المعروفِ والاجتهادِ فى امور الجهادِ حتّى تجهّز للمسير مع عمّه شيركوه الى الديار المصرية كما سنشرحه ان شاء الله تعالىٰ؛

[۲. فتح مصر ۵۵۹-۵۶۴]

ووجدتُ فى بعض تواريخ المصريّين انّ شاوَر[2] المقدّم

---

[1] يعنى ۵۴۹ھ دیکھو وفیات ۲: ۸۷+

[2] شاور کے ترجمہ کے لئے دیکھو وفیات ج ۱: ۲۲۰، وہ ابن ابی ذؤیب عبداللہ والد حلیمہ مرضع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے تھا+

ذکرہ هرب من الدیار المصریة من الملك[1] المنصور ابی الاشبال ضرغام بن عامر بن سوار الملقب فارس المسلمین اللخمی المنذری لما استولی علی الدیار المصریة وقهرہ واخذ مکانه فی الوزارة لعادتهم فی ذلك وقتل ولدہ الاکبر طی ابن شاور فتوجه شاور الی الشام مستغیثا بالملك العادل نور الدین ابی القاسم محمود بن زنکی وذلك فی شهر رمضان سنة ثمان وخمسین وخمسمائة [۵۵۸ھ] ودخل دمشق فی الثالث والعشرین من ذی القعدة من السنة فوجه معه نور الدین الامیر اسد الدین شیرکوہ بن شادی فی جماعة من عسکرہ کان صلاح الدین فی جملتهم فی خدمة عمه وهو کارہ للسفر معهم، وکان لنور[2] الدین

---

[1] کا کچھ حال قاضی ابن خلکان نے شاور ہی کے ترجمہ میں دیا ہے۔ نیز دیکھو صلاح الدین ص ۸۲۔

[2] حقیقت یہ ہے کہ نور الدین کے شام پر متسلط ہو جانے کے بعد اس میں اور فرنجیوں میں جو یروشلم پر قابض تھے عناد قائم ہو گیا تھا۔ ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ دوسرے کو مصر پر قابض نہ ہونے دے۔ بلکہ خود قابض ہو، شاور کے آنے سے نور الدین کو نہایت عمدہ موقع مصر کے معاملات میں دخل دینے کا ملا۔ اُس وقت یروشلم میں فرنجیوں کا بادشاہ *Amalric* تھا" (دیکھو صلاح الدین مصنفہ لین پول ص ۷۹ ببعد)

فی ارسال ھذہ الجیش غرضانِ احدھما قضاءُ حقِّ شاوَر لکونه قصدَہ ودخل علیه مستصرخًا والثانی انه اراد استعلام احوال مصر فانه کان یبلغُه انّہا ضعیفۃٌ فی جھۃ الجُند و احوالُھا فی غایۃ الاختلال فقصد الکشْف عن حقیقۃ ذلك وکان کثیر الاعتماد علی شیرکوہ لشجاعته ومعرفته و امانته فانتدبه لذلك وجعل اسدُ الدین شیرکوہ ابنَ اخیه صلاح الدّین مُقدّم عَسکرہ وشاوَر معھم، فخرجوا من دمشق فی جُمادی الاُولے سنۃ تسع وخمسین [۵۵۹] فدخلوا مصرَ واستولوا علی الامر فی رجب من السنۃ، ....

ولمّا وصَلَ اَسدُ الدّین شیرکوہ وشاور الی الدیار المصریۃ واستولوا علیھا وقتلوا الضرغامَ وحصَلَ لشاور مقصودُہ و عاد الی مَنْصِبه وتمہّدت قواعدُہ واستمرّت امورُہٗ غدَرَ باسد الدین شیرکوہ واستنجد بالفرنج علیه وحَصَرُوہ فی بِلْبِیْسَ[۱]

---

[۱] بکسر البائین کذا ضبطه نصر الاسکندریۃ قال والعامۃ تقول بِلْبَیْس مدینه بینھا وبین فُسطاط عشرۃ فراسخ علی طریق الشام (معجم البلدان)، فرنج سے مراد Amalric بادشاہ قدس اور اُس کی فوج ہے۔ اُنھوں نے بلبیس کا محاصرہ تین مہینے تک جاری رکھا مگر نور الدین نے فلسطین میں ان کے خلاف جنگ شروع کر دی اس لئے مجبوراً Amalric کو صلح کر کے واپس جانا پڑا (صلاح الدین ص ۸۳)۔

وکان اسد الدین قد شاهَدَ البلاد وعَرَفَ احوالَها وانّها مملکة بغیرِ رجالٍ تمشی الامورُ فیها بمجرّد الإیهام و المحال فطَمِع فیها وعاد الی الشام فی الرابع والعشرین من ذی الحجة سنة تسع وخمسین [۵۵۹] '....

واقام اسدُ الدّین بالشام مدّة مفکرًا فی تدبیر عوده الی مصر محدّثا نفسه بالمُلك لها مقررًا قواعدَ ذلك مع نور الدّین الی سنة اثنتین وستّین وخمسمائة [۵۶۲] وبلغ شاور حدیثُه وطَمَعُه فی البلاد فخاف علیها وعلم أنّ اسد الدّین لابدّ له من قصدها فکاتب الفرنجَ[۱] وقرّر معهم انهم یجیئون الی البلاد ویمکّنُهم منها تمکینًا کلّیًا* لیُعینوه علی استئصال اعدائه وبلغ نورَ الدّین واسدَ الدّین مکاتبةُ شاور للفرنج وما تقرّر بینهم فخافا علی الدیار المصریة ان یَمْلِکُوها ویملکوا بطریقها جمیعَ البلادِ فتجهّزَ اسدُ الدین وانفذ نورُ الدین معه العساکرَ وصلاحُ الدّین فی خدمة عمّه اسدُ الدّین شیرکوه وکان توجُّهُهم من الشام فی شهر ربیع الاوّل سنة اثنتین وستّین وخمسمائة [۵۶۲] وکان وُصولُ اسد الدین الی البلاد مقارنا لِوُصول الفرنج[۱] الیها

---

* give them a solid footing in it

[۱] یہ وہی یروشلم کے فرنج ہیں جن کا ذکر اُوپر آچکا ہے۔ ان واقعات کی تفصیل کے لئے دیکھو صلاح الدّین ص ۸۵ ببعد،

واتّفق شاور والمصريّون بِأَسْرِهم والفرنج علٰى اسد الدين وجرت حروبٌ كثيرة ووقعاتٌ شديدة وانفصل الفرنج عن البلاد وانفصل اسد الدين راجعا الى الشام؛

وكان سبب عود الفرنج أنّ نور الدّين جرّد العساكر الى بلادهم وأخذ المُنَيْطِرَةَ[2] منهم في رجب من هذه السنة وعلم الفرنج ذلك فخافوا على بلادهم فعادوا اليها وكان سببُ عود اسد الدين الى الشام ضُعْفَ عسكره بسبب مُواقَعة الفرنج والمصريّين وما عاينوه من الشدائد وعاينوه من الأهوال وما عاد حتّى صالَحَ الفرنجَ علٰى ان ينصرفوا كلُّهم عن مصر وعاد الى الشام في بقيّة السنة وقد انضاف الى قوّةِ الطَمَع في الديار المصرية شدّةُ الخوف عليها من الفرنج لعلمه بانهم قد كشفوها كما قد كَشَفَها وعَرَفُوها كما عَرَفَها فاقام بالشام على مَضَضٍ وقلبُهُ قَلِقٌ والقضاء يقوده الى شيءٍ قُدِّرَ لغيره وهو لايشعُرُ بذلك وكان عَوْدُه في ذي القعدة من السنة المذكورة الى الشام، و قيل انه عاد في ثامن عشر شوّال من السنة، والله أعلم،

ورأيتُ في بعض المسوّدات بخطّي ولا اعلم من اين

---

[1] يعني خلاف اسد الدين، [2] حصن بالشام قريبًا من طرابلس (معجم البلدان)، یہ قلعہ کوہِ لبنان کی ایک چوٹی پر واقع تھا،

نقلتُ انّ اسد الدین لمّا طمع فی الدّیار المصریة توجّه الیہا فی سنة اثنتین وستّین [۵۶۲] وسلک طریق وادی الغزلان و خرج عند اِطْفِیحْ[1] فکانت فیہا وقعة البابَیْن[2] عند الاُشمُونَیْن وتوجّه صلاح الدین الی الاسکندریّة فاحتمٰی[3] بہا وحاصرہ شاور فی جُمادی الآخرة من السنة [۵۶۲] ثم عاد اسد الدین من جہة الصعید الی بِلْبِیس وتمّ الصّلح[4] بینہ و بین المصریین وسیّر والہ صلاح الدین فسار والی الشّام،

ثمّ ان اسد الدین عاد الی مصر مرّة ثالثة' قال شیخنا ابن شدّاد: وکان سبب ذلک ان الفرنج جمعوا فارسہم و راجلہم وخرجوا یریدون الدیار المصریّہ ناکثین لجمیع ما استقرّ مع المصریین واسد الدین طمعًا فی البلاد فلمّا بلغ ذلک

---

[1] بلد بالصعید الادنی من ارض مصر علی شاطئ النیل فی شرقیّہ (معجم البلدان)' یہ مقام قاہرہ کے جنوب میں چالیس میل پر ہے؛

[2] اس جنگ کا مفصل حال لین پول نے دیا ہے، دیکھو صلاح الدین ص ۸۸ بیعد' اس میں مصریوں اور فرنجیوں کو شکست ہوئی، مگر چونکہ شیرکوہ کی فوج قاہرہ کی جانب بڑھنے کے لئے کافی قوت نہ رکھتی تھی۔ وہ بادیہ کے رستے شمال کو روانہ ہوئی اور اسکندریہ پہنچی،

[3] fortified himself.

[4] شرائط صلح میں یہ بھی تھا کہ شیرکوہ اور فرنج مصر چھوڑ دیں، اوربقول عرب مؤرّخوں کے ۵۰ ہزار دینار شاہ یروشلم نے شیرکوہ کو دئے (صلاح الدّین ص۹۰ بیعد)،

اسدالدین ونورالدین لم یسعهما الصبر دون ان سارعا الی قصد البلاد واما نورالدین فبالمال والرجال ولم یمکنه المسیر بنفسه خوفاً علی البلاد من الفرنج ولانّه کان حدث له نظر الی جانب الموصل بسبب وفاة علی بن بکتکین[1] (قلت : هو زین الدین والد السلطان مظفر الدّین کوکبوری صاحب اربل، قال:) فانّه توفّی فی ذی الحجّة سنة ثلاث وستین وخمسمائة [۵۶۳] وسلّم ماکان فی یده من الحصون لقطب[2] الدّین اتابك ماعدی اربل فانها کانت

---

[1] دیکھو وفیات ج ۱ ص ۲۳۵، هواسم ترکی معناه بالعربی ذئب ازرق، علی کو عماد الدین زنگی نے ۵۴۴ میں حاکم موصل مقرر کیا، علی کے مرنے کے بعد اربل کی حکومت اُس کے چھوٹے لڑکے نے سنبھالی اور کوکبوری حرّان کو بھاگ گیا، ۵۸۶ میں صلاح الدین نے کوکبوری کو اربل اور شہر زور کی حکومت سپرد کی ، وہ ۶۳۰ میں فوت ہُوا۔

[2] قطب الدین مودود بن زنگی کا حال وفیات ج ۲ ص ۱۲۹ پر دیا ہے وہ اتابکان موصل سے تھا اور اپنے بھائی سیف الدین غازی اوّل کے بعد ۵۴۴ھ = ۱۱۴۹ء میں تخت نشین ہُوا اور ۵۶۵ میں فوت ہُوا۔ ان اتابکوں کا شجرۂ نسب یہ ہے:-

(۱) عماد الدین زنگی بن آقسنقر

- اتابکان شام:
  - (۱) نورالدین محمود
    - (۲) ملك صالح اسمٰعیل
- اتابکان موصل:
  - (۲) سیف الدین غازی اوّل
  - (۳) قطب الدین مودود
    - (۴) سیف الدین غازی دوم
    - (۵) عزّالدین مسعود
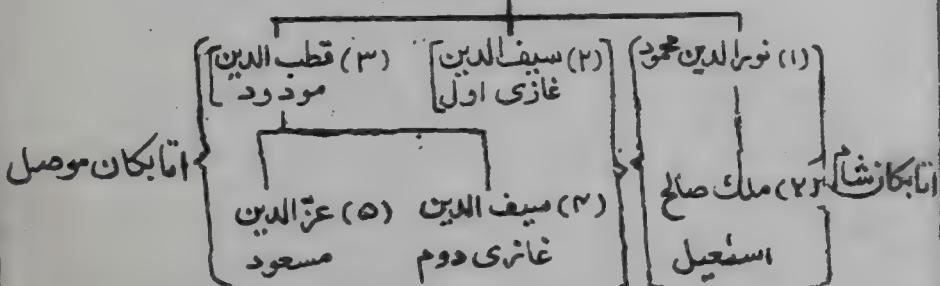
له من اتابك زنكى، وامّا اسد الدين فسار بنفسه ومالِه واخوته واهلِه ورجاله، ولقد قال لى السلطان صلاح الدّين قدّس الله روحه: كنتُ اَكرَهُ الناس للخروج فى هذه الوقعة وماخرجتُ مع عمّى باختيارى وهذا معنى قوله تعالى: وَعَسَى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ،

وكان شاور لمّا احسّ بخروج الفرنج الى مصر على تلك القاعدة سيّر الى اسد الدّين شيركوه يستصرخه ويستنجده فخرج مُسْرِعًا وكان وُصولُه الى مصر فى شهور ربيع الاوّل سنة اربع وستين وخمسمائة [٥٦٤]، ولمّا علم الفرنج بوصول اسد الدين الى مصر على اتّفاقٍ بينه وبين اهلها رَحَلُوا راجعينَ على اَعقابهم نَاكِصِينَ واقام اسد الدين بها يتردّد اليه شاور فى الاَحيان وكان وَعَدَهم بمالٍ فى مقابَلة ماخَسَروه من النَّفَقَة فلم يُوصِل اليهم شيئًا وعَلِقَتْ مَخَالِبُ[1] اسدِ الدين فى البلاد وعَلِمَ انه متى وَجَدَ الفرنجُ فُرصةً اخذوا البلاد واَنّ شاور يلعَب به تارةً وبالفرنج اُخرى ومَلاكُها فقد كانوا على البدعة المشهورة وتحقّق اسدُ الدين انه لا سبيل لاستيلائه على البلاد مع بقاء شاور فاَجْمَعَ رأيَه على القبض عليه اذا خرج اليه،

[1] Lit. the claws of Asad "The Lion" were fastened in (his quarry,) the land.

وكان الامراء الواصلون[1] مع اسد الدين يترددون الى خدمة شاور وهو يخرج فى بعض الاحيان الى اسد الدين يجتمع به وكان يركب على عادة وزرائهم بالطبل والبوق والعلم فلم يتجاسر على قبضه احدٌ من الجماعة الّا السلطان[2] بنفسه، و ذلك أنّه لمّا سار اليه تلقّاه راكبًا سار الى جنبه واخذ بتلابيبه[3] وامَرَ العسكرَ بأن يقصدوا اصحابه ففرّوا ونهبهم العسكرُ فأُنزِلَ شاورُ الى خيمةٍ مُفردةٍ وفى الحال وَرَدَ توقيعٌ[4] على يد خادمٍ خاصٍّ من جهة المصريين يقول لا بُدَّ من رأسه جريًا على عادتهم فى وزرائهم فحُزَّ رأسُه وأُرسِلَ اليهم، وسيّروا الى اسد الدين خِلَعَ[5] الوزارة فلَبِسها وسار ودخل القصر ورُتِّب وزيرًا، وذلك فى سابع عشر ربيع الاول سنة اربع وستّين وخمسمائة [۵۶۴]،

ودام آمِرًا وناهِيًا والسلطان صلاح الدين رحمه الله تعالى يباشر الأُمور مقرّرًا لها لمكان كفايته ودِرايته و حسن رأيه وسياسته الى الثانى والعشرين من جُمادى الآخرة من السنة المذكورة [۵۶۴] فمات اسدُ الدين،

---

[1] 'those who had accompanied him'

[2] يعنى صلاح الدين، [3] تَلابِيب جمع تَلْبِيب مافى موضع اللَبَب من الثياب ويعرف بالطوق، Collar،

[4] a note + [5] the robes of the viziership.

قلت :

وقد تقدّم حديثُ اسد الدين وصورةُ موته فلاحاجة الى شرحه ههنا وكذلك وفاة شاور، وهذا كلُّه نقلتُه من كلام شيخنا ابن شدّاد فى سيرة صلاح الدين لكننى اتيتُ منه بالمقصود وحذفتُ الباقى،

ورأيتُ بخطّى فى جملة مسودّاتى أنّ اسد الدين دخل القاهرة يوم الاربعاء سابع عشر ربيع الآخر من سنة اربع وستين وخمسمائة [٥٦٤] وخَرَجَ اليه العَاضِدُ العُبَيْدِىُّ آخِرُ ملوكُ مصر..... وتلقّاه وحضر يوم الجُمُعَة التاسع من الشهر الى الإِيوان وجلس الى جانب العاضد وخَلَعَ عليه واظهر له شاورُ ودًّا كثيرا فطلب اسد الدّين منه مالًا يُنفقه فى عسكره فدافعه، فارسل اليه انّ الجُنْد تغيّرتْ قلوبُهم عليه بسبب عَدَم النَّفَقَة فاذا خرجتَ فكن على حَذَرٍ منهم، فلم يكترثْ شاورُ بكلامه وعَزَمَ على ان يَعْمَل دعوةً يستدعِى اليها اسدَ الدين والعساكر الشامية ويقبِضَ عليهم فاحسَّ اسدُ الدين بذلك فاتّفق صلاحُ الدين وعزّ الدين جُورديك النُّورىّ وغيرهما على قتل شاور وأَعْلَمُوا اسدَ الدين فنهاهم عنها وخرج شاور الى اسد الدين وكانت خيامهم على شاطئ النيل

بالمَقْس[1] فلم يجده فی خیمته وکان قد راح الی زیارة قبر[2] الامام الشافعیؒ رضی الله عنه بالقَرَافة[3] فقال شاور نمضی الیه فالتقوه فساروا جمیعا فاکتنفه صلاحُ الدین وجوردیک فانزلاه عن فرسه وکتّفُوه فهرَب اصحابُه فاخذوه اسیرا ولم یمکنهم قتلُه بغیرِ اذنٍ وجعلوه فی خیمةٍ ورسموا

---

[1] کان فی القدیم یقعد عندها العامل علی المَکْس فقُلّب و سُمّی المقس، وهو بین یدی القاهرة علی النیل وکان قبل الاسلام یسمّی امدُنَین وکان فیه حصن ومدینة قبل بناء الفسطاط وحاصرها عمرو بن العاصی ... وافتتحها فی سنة ۲۰ للهجرة (معجم)،

[2] یاقوت نے معجم الادباء ج ۶ ص ۳۹۳، کتاب خطط مصر للقضاعی المصری سے نقل کیا ہے کہ امام شافعی کی قبر خندق کے مغرب کی طرف مقابر قریش میں ہے "وقبره مشهور هناك مُجمَع علی صحته بنقل الخلف عن السلف فی کل عصر الی وقتنا هذا"

[3] خطّة بالفسطاط من مصر کانت لبنی غُصْن .... من المعافر وقرافة بطن من المعافر نزلوها فسمّیت بهم وهی الیوم مقبرة اهل مصر وبها ابنیة جلیلة ومحالّ واسعة وسوق قائمة ومشاهد للصالحین وتُرَب الاکابر مثل ابن طولون والماذرائی یدلّ علی عظمة وجلال وبها قبر الامام ابی عبد الله محمد بن ادریس الشافعی رض فی مدرسة للفقهاء الشافعیة وهی من نُزَه اهل القاهرة ومصر ومتفرّجاتهم فی ایام المواسم (معجم البلدان)،

عليه جماعةً فارسل العاضد يأمرهم بقتله فقتلوه وسيّروا رأسه على رُمحٍ الى العاضد وذلك يوم السبت لسبع عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الآخر من السنة المذكورة ،

وقيل انّ اسد الدين لم يحضُر ذلك بل لمّا قصد شاور جهةَ اسد الدين لقيه صلاحُ الدين وجورديك ومعهما بعض العسكر فسلّم بعضهم على بعض وساروا ثم فعلا به هٰذه الفِعْلة[١] والله اعلم ،

ثم انّ العاضد استدعى اسد الدّين عَقِيب قتل شاور وكان في المخيّم فدخل القاهرة فرأى جمعاً كثيراً من العامّة فخافهم فقال لهم : انّ مولانا العاضد امركم بنَهْب دار شاور فتفرّقوا ومضوا لنهبها ودخل على العاضد فتلقّاه و افاض عليه خِلَع الوزارة ولقّبه "الملك المنصور امير الجُيُوش" ثم انه مات يوم الاحد لسبع بقين من جُمادَى الآخرة من السنة المذكورة بعلّة الخَوَانِيق[٢] وقيل انّه سُمّ في حُلَل الوِزارة لمّا خُلِع عليه ، وكانت وفاته بالقاهرة ، ودُفِن بدار الوزارة ثم نُقِل الى المدينة النبويّة على ساكنها افضل الصّلوٰة والسّلام ، فكانت مدّة وزارته شهرين وخمسة ايام وقيل

---

١ the deed

٢ Quinsy Diptheria +

ان اسد الدین دخل علی العاضد یوم الاثنین التاسع عشر من شهر ربیع الآخر من السنۃ المذکورۃ واللّٰہ اعلم.....

[۳۰ صلاح الدین
وزیر مصر
۵۶۴ — ۵۶۷]

ذکر المؤرّخون انّ اسد الدّین لمّا مات استقرّت الامور بعدہ للسلطان صلاح الدین یوسف بن ایّوب بمصر وتمہّدت القواعد ومشی الحال علی احسن الاوضاع وبذل الاموال و ملک قلوب الرجال وھانت عندہ الدنیا فملکھا وشکر نعمۃَ اللّٰہ تعالی علیہ فتاب عن الخمر واَعرض عن اسباب اللّھو وتقمّص بقمیص الجدّ والاجتہاد ومازال علی قدم الخیر وفعل ما یقرّبہ الی اللّٰہ تعالی الی ان مات،

قال شیخنا ابن شدّاد: سمعتُہ یقول رحمہ اللّٰہ تعالی: "لما یسّر اللّٰہ تعالی لی الدّیار المصریّۃ علمتُ انّہ اراد فتح السّاحل[۱] لانّہ اوقع ذلک فی نفسی" ومن حین استتبّ لہ الامرُ مازال یشُنّ[۲] الغارات علی الفرنج الی

۱۔ مراد فلسطین اور ساحل مشرقی بحر روم ہے جس پر قریباً پون صدی سے فرنج کا قبضہ تھا؛

۲۔ (Never ceased) to launch plundring parties

الکرَک[1] والشَوبَک[2] وغیرھما من البلاد وغُشی الناس من سحائب

[1] کرَک کلمة عجمیة اسم لقلعة حصینة جدا فی طرف الشام من نواحی البلقاء فی جبالھا بین اَیلَة وبحر القلزم وبیت المقدس وھی علی سنّ جبل عال تحیط بھا اودیة الا من جھة الربض' (معجم البلدان ۲۶۲) لین پول نے صلاح الدین ص ۱۲۳ پر اس قلعہ کا مفصل حال دیا ہے - اس کا محل وقوع الشوبک (Mont Real) کے شمال اور بحیرۂ مردار کے جنوبی سرے کے قریب تھا، شام سے مصر کو قافلے جس راہ سے جاتے تھے کرک اُس راہ پر واقع تھا، اس کو شام کی کُنجی کہنا چاہئے - جبل سیر (Seir) کی ایک بلند چوٹی پر یہ قلعہ پاین ساقی شاہ فُلک (Payen King Fulk's cupbearer) نے ایک قدیم رومی قلعہ کی بناؤں پر دوبارہ آباد کیا تھا - عرب اس کو حصن الغراب کہتے تھے اِسکی بلندی سطح سمندر سے قریباً ۳ ہزار فٹ تھی اور اِسکے دامن میں ایک شاداب وادی تھی جس میں پھل افراط سے پیدا ہوتے تھے، اس کے محل وقوع اور مضبوطی کی وجہ سے اس قلعہ کو جس کے برج آج بھی موجود ہیں ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا - ایک گہری خندق اس قلعہ کو شہر سے جُدا کرتی تھی اور خود شہر کو قلعہ بند کیا گیا تھا - شہر سے قلعہ کو جانے کا راستہ دو ڈھلوان اور تنگ سرنگوں کے اندر سے ہو کر گیا تھا قلعہ کے مشرقی جانب ایک عمودی چٹان تھی - قلعہ میں پانی اور سامان رسد کی افراط تھی، اس قلعہ نے کئی محاصرے دیکھے تھے +

[2] معجم البلدان (۳۰ : ۳۳۲) میں ہے کہ شَوبَک اطراف شام میں ایک مضبوط قلعہ ہے جو عُمّان' اَیلَہ اور قُلزُم کے درمیان اور کرَک کے قریب واقع ہے' سنہ ۵۰۹ھ / ۱۱۱۵ء میں بغدوین (Baldwin I) شاہ یروشلم نے وادی موسی کے قریب ایک قدیم قلعہ کے خرابہ پر دوبارہ آباد کیا اور اپنی فوج اس میں بٹھاوی جس سے مصر اور شام کے درمیان خشکی کا راستہ بند ہو گیا' بقول لین پول (صلاح الدین ص ۱۲۰ ببعد) اس قلعہ کی سفید چمکتی ہوئی فصیلیں جس پہاڑ پر دُور سے نظر آتی تھیں وہ زیتون کی جھاڑیوں سے ڈھکا ہوا تھا اور اُس کے دامن میں خوبانی کے باغ تھے - بحیرۂ مردار کے جنوبی صحرا (بقیہ برصفحہ آئندہ

الافضال والانعام مالم يؤرّخ من غير تلك الايّام وهذا كلّه وهو وزير متابع القوم[1] لكنه يقول[2] بمذهب اهل السنّة غارس[3] في البلاد اهل الفقه والعلم والتصوّف والدين والناس يهرعون اليه من كلّ صوب ويفدون عليه من كل جانب وهولا يخيّب قاصدا ولا يعدم وافدا الى سنة خمس وستين وخمسمائة [۵۶۵]،

ولمّا عرف نور الدّين استقرار السلطان صلاح الدين بمصر اخذ حمص من نوّاب اسد الدّين شيركوه و ذلك في رجب سنة اربع وستين [۵۶۴]،

ولما علم الفرنج ماجرى من المسلمين[4] وعساكرهم و ما تمّ للسلطان من استقامة الامر بالديار المصرية علموا أنه يملك بلادهم ويخرّب ديارهم ويقلع آثارهم لما حدث له من القوّة

(بقیہ از صفحہ سابقہ) میں یہ ایک پُر لطف مقام تھا۔ اور قلعہ شام اور مصر کی سرحد پر عین سڑک کے اوپر واقع تھا۔ سلطان صلاح الدین نے بہت چاہا کہ اُس پر قبضہ کرلے یا اس کو ویران کروے مگر یہ عرصہ تک اس کے قبضے میں نہ آیا۔ اس کی فتح کا قصّہ آگے آئیگا۔

[1] یعنی فاطمیہ مصر ٭

[2] قال به = اعتقد، professing

[3] یہ لفظ مشکوک ہے۔ طبع مصر میں 'مارس' ہے، طبع یورپ میں 'غارس'، مدرسہ شریفیہ اور قمحیہ سلطان نے ۵۶۶ میں قائم کئے تھے؛

[4] یعنی مسلمانانِ شام ٭

والمُلاك واجتمع[١] الفرنج والروم جميعاً وقصد والديار المصرية ففقصدوا دِمياطَ ومعهم آلاتُ الحصار وما يحتاجون اليه من العُدَدِ ولمّا سمع فرنج الشام ذلك اشتدّ أمرُهم فسَرَقوا[٢] حصن عكّا من المسلمين وأسَرُوا أصاحبها وكان مملوكاً لنور الدين يقال له خُطْلُخ العَلَم دار وذلك فى شهر ربيع الآخر من سنة خمس وستين [٥٦٥]، ولما رأى نور الدين ظُهورَ الفرنج ونزولهم على دِمياطَ قصد شُغْلِ قلوبهم فنزل على الكَرَك محاصرًا لها فى شعبان من السنة المذكورة فقصده فرنج الساحل[٣] فرحِلَ عنها وقصد لقاءَهم فلم يَقِفُوا له، ثم بلغه وفاة مجد الدين بن الدّاية وكانت وفاته بحَلَب فى شهر رمضان سنة خمس وستّين

---

[١] دمیاط اور اسکندریہ کے بندرگاہوں میں مسلمانوں کے بیڑے رہتے تھے جن کے ذریعے وہ افرنجیوں کی آمد و رفت یورپ کے ساتھ قطع کرتے رہتے تھے اور زائرانِ فرنگ کے جہازوں کو روکتے اور لوٹتے تھے، اب جبکہ شام اور مصر ایک ہی حکومت کے ماتحت ہو گئے تھے فرنجیوں کو درمیان میں پس جانے کا خطرہ تھا اسلئے امالرک شاہ قدس اور شہنشاہ قسطنطنیہ (روم) نے ملکر دِمیاط پر حملہ کیا۔ رومیوں نے جنگی بیڑا بھیجا اور فرنجیوں نے بری فوج، ادھر صلاح الدین کے لکھنے پر نور الدین نے اُس کو کمک بھیجی، محاصرہ شروع ہوا تو رومی بیڑہ بندرگاہ میں داخل نہ ہو سکا۔ اور فرنجیوں کی بری فوج کے حملے محصورین نے بہادری سے روکے، آخر رسد کی کمی اور نیل کی طغیانی کے سبب سے محاصرین صلح کرنے پر مجبور ہوئے (صلاح الدین ص ۱۰۳ ببعد)

[٢] Siezed by a stratagem

[٣] یعنی بحیرۂ روم کا مشرقی ساحل، Phoenicia

[۵۶۵] فاشتغل قلبه لانه كان صاحب امره وعاد يطلب الشام فبلغه امر الزلازل بحلب التى اخربت كثيرًا من البلاد وكانت فى ثانى عشر شوال منها فسار يطلب حلب فبلغه خبر موت اخيه قطب الدين بالموصل، (قلت: وقد ذكرت ذلك فى ترجمته واسمه مودود، قال:) وبلغه الخبر وهو بتلِّ باشرٍ[1] فسار من ليلته طالبًا بلاد الموصل،

ولما بلغ صلاحَ الدّين قصدُ الفرنج دِمياطَ استعدّ لهم بتجهيز الرّجال وجمع الآلات اليها ووَعَدَهم بالإمداد بالرجال ان نزلوا عليهم وبالغ فى العطايا والهِبات وكان وزيرًا متحكّمًا لا يُرَدّ امرُه فى شىء، ثم نزل الفرنج عليها واشتدّ زحفُهم وقتالُهم عليها وهو رحمه الله تعالى يشُنّ الغاراتِ عليهم من خارج و العسكر يقاتلهم من داخلٍ ونَصَرَ الله تعالى المسلمين به و بحسن تدبيره فرَحَلُوا عنها خائبينَ فأُحرِقتْ مناجيقُهم و نُهِبَت آلاتُهم وقُتل من رجالهم خلقٌ كثيرٌ،

واستقرّتْ قواعدُ صلاح الدّين وسيّر يطلب والده نجم الدّين ايّوب ليُتمّ له السرور وتكون قصّتُه مشاكلةً لقصّة يوسف الصّدّيق عليه السّلام فوصل والده اليه فى جُمادَى الآخرة من سنة خمس وستّين [۵۶۵] (قلتُ: هكذا ذكر ابن شداد فى تاريخ وصوله الى

---

[1] ایک مضبوط قلعہ ہے جو حلب سے دو دن کی راہ پر شمال کی طرف واقع ہے، (معجم البلدان)

مصر والصواب فیه هو الذی ذکرته فی ترجمته[1]) وسلك معه من الادب ما جرت به عادته والبسه الامر کله فأبی ان یلبسه وقال: یا ولدی مااختارك الله لهذا الامر الا وانت کفوء له ولا ینبغی ان تغیر موضع السعادة[2] فحکمه[3] فی الخزائن کلها ولم یزل وزیرا حتی مات العاضد، ......

قلت:

اکثر ما ذکرته فی هذا الفصل منقول من کلام شیخنا ابن شداد فی سیرة صلاح الدین وفیه زوائد من غیرها والذی ذکره شیخنا الحافظ عز الدین بن الاثیر المذکور قبل هذا فی تاریخه الاتابکی ان کیفیه ولایة صلاح الدین ان جماعة من الامراء النوریة الذین کانوا بمصر طلبوا التقدم علی العساکر وولایة الوزارة یعنی بعد موت اسد الدین .... فارسل العاضد صاحب مصر الی صلاح الدین وامره بالحضور فی قصره لیخلع علیه خلع الوزارة ویولیه الامر بعد عمه وکان الذی حمل العاضد علی ذلك ضعف صلاح الدین فانه ظن انه اذا ولی صلاح الدین ولیس له عسکر ولا رجال کان فی ولایته مستضعفا یحکم علیه ولا یجسر علی المخالفة وانه یضع علی العسکر الشامی من یستمیلهم الیه فاذا

---

[1] یعنی ج ۱: ۸۵ پر، وہاں ہے: ودخل القاهرة لست بقین من رجب سنة خمس وستین وخمسمائة [۲۴ رجب ۵۶۵]

[2] the object of fortune's favours

[3] Appointed to the intendance of the treasury stores

صار معه البعض اخرج الباقين وتعود البلادُ اليه وعنده مِن العساكر الشامية مَن يحميها من الفرنج ونور الدين، والقصّة مشهورة[1] ارادتُ عمرًا واراد الله خارجة.....،

عُدنا الى تمام الكلام الاوّل

فامتنع صلاحُ الدين وضعُفت نفسُه عن هذا المقام فلزمه واخذه كارها، انّ الله تعالى يَعجبُ مِن قومٍ يُقادُون الى الجنّة بالسلاسِل، فلما حضر فى القصر خُلِعَ عليه خِلَعُ الوزارة الجُبّة والعِمامة وغيرهما، ولُقّبَ "المَلِكُ النّاصر"، وعاد الى دار اسد الدّين فاقام بها..... وثبتَ قدَمُ صلاح الدين ورسخ مُلكُه وهو نائبٌ عن الملك العادل نور الدّين والخطبةُ[2] لنور الدّين فى البلاد كلّها ولا يتصرّفون الّا عن امره وكان نور الدين يكاتب صلاح الدّين بالامير الاسفهسالار ويكتبُ علامته[3] فى الكتب تعظيما ان يكتب اسمه وكان لا يُفرِده بكتابٍ[3] بل يكتب

---

[1] تین خارجیوں نے عہد کیا کہ حضرت علی، امیر معاویہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کو قتل کر دینا چاہیئے، ان میں سے ایک عمرو کو قتل کرنے کے لئے مصر گیا اور نماز صبح کے وقت امام کو عمرو سمجھ کر قتل کر دیا در اصل مقتول عمرو نہ تھا بلکہ خارجہ نامی ایک شخص تھا جب قاتل کو حقیقت معلوم ہوئی تو اُس نے یہ جملہ کہا۔

[2] در اصل خطبہ عاضد اور نور الدین دونو کے نام پر ہوتا تھا۔

[3] اس سے صلاح الدین کو یہ جتانا مقصود تھا کہ وہ متعدّد اُمراء نوریہ میں سے ایک ہے کوئی خصوصیت نہیں رکھتا۔ صلاح الدین کے مصر پر متصرف ہونے کے بعد اس کے تعلقات نور الدین سے بیحد نازک ہو گئے تھے۔ سلطان کو ایک طرف خدشہ یہ تھا کہ مصر کے لوگ بد اعتماد نہ ہو جائیں دوسری طرف یہ کہ نور الدین کے دل میں بدگمانی اور شک نہ پیدا (باقی بر صفحہ ۹۵)

"الامیر الاسفہسالار صلاح الدین وکافّۃ الامراء بالدّیار المصریّۃ یفعلون کذا وکذا" واستمالَ صلاحُ الدّین قلوبَ النّاس وبَذَلَ الاموالَ ممّا کان اسد الدّین قد جمَعَہ وطلب من العاضد شیئًا یُخرِجہ فلم یُمکِنْہ منعُہ فمالَ النّاسُ الیہ واَحبّوہُ وقویت نفسُہ علٰے القیام بھذا الامر والثّبَاتِ فیہ وضَعَفَ امرُ العاضد فکان کالباحثِ عن حَتْفِہٖ،

قال ابن الاثیر فی تاریخہ الکبیر قد اعتبرتُ التواریخ ورأیتُ کثیرا من التواریخ الاسلامیّۃ فرأیت کثیرًا ممّن یبتدیٔ الملک تنتقل الدّولۃ عن صُلْبِہ الی بعْضِ اھلہ واقاربہ منھم فی اوّل الاسلام معاویۃ بن ابی سفیان اوّل مَن مَلِکَ مِن اھل بیتہ فانتقل الملک عن اَعْقابہ الی بنی مروانَ مِن بنی عمّہٖ ثم من بعدہ السَّفّاح اوّل من ملک من بنی العبّاس انتقل الملک عن اعقابہ الی اخیہ المنصور، ثمّ السّامانیّۃ اوّل من استبدّ فیھم نصر بن احمد فانتقل الملک عنہ الی اخیہ اسمٰعیل بن احمد و اعقابہ، ثمّ یعقوب الصّفّار وھو اوّل من ملک من اھل بیتہ وانتقل الملک عنہ الی اخیہ عمرو واعقابہ، ثم عماد الدّین بن بُویہ اوّل من ملک من اھل بیتہ ثم انتقل الملک عنہ

(بقیہ از صفحہ ۹۴) ہو، ان حالات سے جو پیچیدگیاں پیدا ہوئیں ان کا ذکر آگے آتا ہے، تفصیل کے لئے دیکھو صلاح الدین ص ۱۰۰، ببعد،

ے *his collaterals*

الی اخویه معزّ الدولة و رکن الدّولة، ثمّ السّلجوقیّة اوّل من ملك منهم طُغرلبك ثم انتقل الملك الی اولاد اخیه داوٗد، ثمّ هذا شیرکوه کما ذکرناه انتقل الملك الی ولد اخیه نجم الدین ایّوب، ولولا خوف الاطالة لذکرنا اکثر من هذا، والذی اظنّه السّبب فی ذلك انّ الّذی یکون اوّل دولته یُکثِرُ القتل فیأخذ المُلك وقلوبُ مَن کان فیه متعلقة به فلهذا یحرِمُ الله اعقابه و یفعل ذلك لاجلهم عقوبةً له،

نعود الی ذکر صلاح الدّین

وارسل صلاح الدین یطلب من نور الدین اَن یُرسِلَ الیه اخوته فلم یُجِبه الی ذلك، وقال: اَخافُ اَن یُخالف احدٌ منهم علیك فتُفسِدَ البلادَ، ثمّ انّ الفرنج اجتمعوا لیسیروا الی مصر، فسیّر نورُ الدّین العساکرَ، وفیهم اِخوةُ صلاح الدّین منهم شمس الدّین تورانشاه بن ایّوب، (قلتُ: وقد تقدّم ذکره فی ترجمة مستقلّة) قال: وهو اکبر من صلاح الدین، فلمّا اَرادَ ان یسیر قال له نور الدین: ان کنتَ تَسیرُ الی مصر وتنظُر الی اخیك انّه یوسف الذی کان یقوم فی خدمتك وانتَ قاعدٌ فلا تَسِر، فاِنّك تُفسِد البلادَ، واُحضِرُك حینئذ واُعاقبك بما تستحقّه، وان کنتَ تنظرُ الیه انّه صاحبُ مصر وقائمُ مقامی وتَخدِمُه بنفسك کما تخدمنی فسِر الیه، واشْدُدْ اَزرَه، وسَاعِده علی ما هو بصَدَدِه، فقال: اَفعَلُ

معه من الخدمة والطاعة مايتّصل بك انشاء الله تعالى، فكان معه كما قال،

ثم قال شيخنا ابن الاثير بعد هذا باوراق فی فصل يتعلّق بانقراض الدولة المصريّة واقامة الدّولة العبّاسيّة بها فقال: فی المحرّم سنة سبع وستّين وخمسمائة [۵٦۷ھ] قُطِعت خطبةُ العاضد صاحب مصر، وخُطِب فيها للامام المستضیٔ بأمرالله امير المؤمنين، وكان السبب فی ذلك انّ صلاح الدّين يوسف بن ايّوب لماثبّت قَدَمُه فی مصر، وازال المخالفين له، وضَعُفَ امرُ العاضد ولم يبق من العساكر المصريّة اَحَدٌ كَتَبَ اليه الملكُ العادل نور الدين محمود يأمره بقَطْع الخطبةِ العاضديّة، واقامة الخطبة العبّاسيّة فاعتذر صلاح الدّين بالخوف من وُثُوب اهل مصر وامتناعهم من الاجابة الى ذلك لِمَيلِهم الى دولة المصريّين، فلم يُصغِ نور الدين الى قوله وارسل اليه يُلزِمه بذلك الزاما لافُسْحةَ له فيه، واتّفق ان العاضد مَرِض، وكان صلاح الدين قد عَزَم على قطع الخطبة، فاستشار امراءَه كيف الابتداءُ بالخطبة العبّاسيّة، فمنهم من اَقْدَمَ على المساعَدَة واشار بها، ومنهم من خاف ذلك، الا انّه لم يمكنه الّا امتثالُ امر نور الدّين، وكان قد دخل الى مصر رجلٌ عجميٌّ يُعرف بالامير العالم، وقد رأيناه بالموصل كثيرا، فلمّا رأى ماهم فيه من الاِحجام قال انا ابتدأ بها، فلمّا كان اوّل جمعة من

المحرم صعد المنبر قبل الخطيب، ودعا للمستضئ بامر الله فلم يُنكِر احدٌ ذلك، فلمّا كان الجمعة الثالثة اَمَرَ صلاح الدين الخطباء بمصر[1] والقاهرة بقطع خطبة العاضد، واقامة الخطبة للمستضئ بامر الله، ففعلوا ذلك ولم يَنْتَطِح[2] فيها عنزان، وكتب بذلك الى سائر الديار المصريّة، وكان العاضد قد اشتدّ مرضُه، فلم يُعلمه اهلُه واصحابُه بذلك، قالوا ان سَلِم فهو يعلم، وان تُوُفّي فلا ينبغي ان ننغّص عليه هذه الايام التى بقيتْ من اَجَله، فتُوُفّي[3] يوم عَاشُورَاء ولم يَعْلم، ولمّا تُوُفّي جلس صلاح الدين للعزاء، واستولى على قصره[4]، وجميع ما فيه، وكان قد رَتّب فيه قبل وفاة العاضد بهاءَ الدين قراقوش (وهو خَصِيٌّ) يَحْفَظُه، (قلت: وقد تقدّم ذكره فى ترجمة ايضًا) قال: وجعله كاستاذ[5] دار العاضد فحفِظ ما فيه حتّى تَسَلَّمَه[6] صلاحُ الدّين، ونَقَل اهلَ العاضد الى مكان مُنْفَرِد، ووَكَّل بحفظهم وجعل اولاده وعُمُومَته[7] وابناءَهم فى إيوانٍ بالقصر، وجَعَل عندهم من يحفَظهم، واَخرج من كان فيه من العَبِيد والإماء، فاَعْتَق

---

[1] Old and New Cairo
[2] two goats did not butt for it
[3] العاضد کی عمر وفات کے وقت ۲۱ برس سے کم تھی،
[4] the palace or the citadel
[5] intendant of the household
[6] تسلّم الشئ قبضه،
[7] Paternal uncles

العاضد کی اولاد بہنوں، بیویوں اور دیگر اعزّہ کی کل تعداد ۱۵۲ تھی،

البعضَ، ووَهَبَ البعضَ، وباعَ البعضَ، واخلى القصرَ من اهله وسُكّانه، فسبحان من لا يزول ملكه، ولا يغيّره مَمَرُّ الايّامِ ونعاقُبُ الدّهورِ،

ولمّا اشتدّ مرضُ العاضد ارسل يستدعى صلاح الدّين فظنّ انّ ذلك خديعةٌ فلم يمض اليه فلمّا تُوُفِّيَ عَلِمَ صدقَه فندِمَ على تخلّفُه عنه، وكان ابتداء الدولة العُبيدية[1] بافريقيّة والمغرب فى ذى الحجّة سنة تسع وتسعين ومائتين، واوّل من ظهر منهم المهدى ابو محمد عُبيد الله، وبَنَى المهديّة، ومَلَكَ افريقيّة كلّها (قلتُ: هكذا ذكر شيخنا ابن الاثير فى تاريخ استيلاء المهدى عُبيد الله على افريقيّة، والصّواب فيه هو الذى ذكرته فى ترجمته[2] فيكشف منه) ثمّ انه قال: ولمّا مات المهدى عبيد الله قام بالامر بعده ولده القائمُ ابو القاسم محمّد، ثم ذكرهم واحدًا واحدًا، حتّى انتهى الى العاضد المذكور. فقال: وانقرضتْ دولتهم، فكانت مدّة دولتهم مأتى سنة وستّا وستّين سنة، وكان مقامهم بمصر

---

[1] یعنی دولت بنو فاطمہ جس کا بانی عبید الله المہدی تھا،

[2] دیکھو وفیات ج ۱ ص ۲۷۲، مصنف نے وہاں لکھا ہے: ودعى له بالخلافة على منابر قادة والقير وان يوم الجمعة لتسع بقين من شهر ربيع الآخر سنة ۲۹۷ ..... وكان ظهوره بسجلماسة يوم الاحد لسبع خلون من ذى الحجة سنة ۲۹۶،

مأتی سنة وثمانی سنین، وملک منهم اربعة عشر، وهم المهدی والقائم والمنصور، والمعزّ، والعزیز، والحاکم، والظاهر، والمستنصر والمستعلی، والآمر، والحافظ، والظافر، والفائز، والعاضد آخرهم (قلتُ: وقد ذکرتُ کلَّ واحد من هٰؤلاء فی ترجمة مستقلّة فی هذا الکتاب، فمن اختار الوقوف علی احوالهم فلیطلبه فی اسمه، ولا حاجة الی ذکره هٰهُنا)

قال شیخنا ابن الاثیر وقد اتینا علی ذکر ما اجملناه مستقصیً فی التاریخ الکبیر، یعنی کتابه الذی سمّاه الکامل وهو مشهورٌ، ومن انفع الکتب فی بابه، قال: ولمّا استولی صلاح الدین علی القصر، وامواله وذخائره اختار منه ما اراد ووهب اهله ما اراد، وباع منه کثیرا، وکان فیه من الجواهر والاعلاق النّفیسة مالم یکن عند ملک من الملوک، قد جُمع علی طول السنین ومَمَرّ الدّهور، فمنه القَضیب[1] الزمرّد طوله نحو قصبة[2] ونصف، والجبل الیاقوت وغیرهما، ومن الکتب المنتخبه بالخطوط[3] المنسوبة والخطوط الجیّدة نحو مائة الف مجلد، ولمّا خُطب للمستضئ بامر الله بمصر ارسل نور الدّین الیه یعرّفه ذلک، فحلَّ عنده اعظمَ محلٍّ، وسیّر الیه الخِلَع الکاملة مع عماد الدین المقتفوی اکراماً له، لانّ

---

[1] a rod of emerald ۔ [2] a span ۔ [3] خطٌّ منسوبٌ ذو قاعدةٍ (التاج)۔ خط منسوب ازان گفته اند که هر حرفی بدان دیگر نسبتی دارد بنسبت خطوط استاذان متقدّم چون ابن البوّاب و ابن مقلہ (راحة الصدور ص ٤٢١)۔

عماد الدین کان کبیر المحل فی الدّولة العبّاسیّة، وکذلک ایضاً سیّر خِلَعاً لصلاح الدین، الّا انّها اقلّ من خِلَع نور الدّین، وسُیّرت الأعلامُ السّودُ لتُنْصَب علی المنابر، وکانت هذه اوّل اُهْبَةٍ عبّاسیّة دخلت مصر بعد استیلاء العُبیدیّین علیها، انتهیٰ ماقاله شیخنا ابن الاثیر،

قلتُ

ولمّا وَصَل الخَبَرُ الی الامام المستضئ بامر الله ابی محمد الحسن ابن الامام المُسْتَنْجِد، وهو والد الامام الناصر لدین الله بما تجدّد من امر مصر، وعَود الخطبة والسکّة بها باسمه بعد انقطاعها بمصر هذه المدّة الطویلة نَظَمَ ابو الفتح محمّد سِبطُ ابن التعاویذی المقدّم ذکره قصیدة طنّانةً مَدَح بها الامام المستضئ، وذکَرَ هذا الفتوح (کذا) المتجدّد له وفتوحَ بلاد الیمن ایضاً وهَلَاکَ الخارجی بها الّذی سمّی نفسه المهدِیَّ، وذلک فی سنة احدیٰ وسبعین و خمسمائة، وکان صلاح الدین قد ارسل له من ذخائر مصر و اسباب المصریّین شیئاً کثیراً واوّلها

قل للسّحاب اذ امَرَّتْ له یدُ الجنائبِ[1] فارجحَنْ	*
عُجْ بِاللِّوَی فاسحَ بدمْعک للمَعاهِد و الدِّمَنْ	*
لکنّنی کفرتُ لیلة زرتُه عنّی وعَنْ[2]	*
بمدائحی للمستضی	* ء ابی محمدٍ الحَسَنْ

[1] Southern gales + [2] = عنها +

المُستَقِرّ من الخلا		فة فی الشواهِق والقُنَنْ
یا جاریا فی العدل من		سُنَنَ النبی علی سُنَنْ
یا جامعا خُلقَ النبوّ	×	ة والخلافة فی قَرَنْ
دانَتْ لهیبتك المما	×	لِكُ والمعاقِلُ والمُدُنْ
بالمَشْرَفِیّات الصَوا	×	رِم والمُثَقّفَة اللُّدُنْ
واتتك اسلابُ الملو	×	كِ من الصعید الی عَدَنْ
ممّا اقتناه ذُو رُعَیْـ		ـنٍ فی القدیم وذو یَزَنْ

وهی طویلة فنقتصر منها علی هذا القدر ففیه کفایه، ومدحه ایضًا بقصیدة اخری آشار فیها الی هذا المعنی، ......'

[۴-مقامُ السلطانِ بالقاهرة ۵۶۷ - ۵۶۹]

ثم ذکر شیخنا ابن الاثیر بعد هذا فصلا یتضمّن حُصولَ الوحشة بین نور الدّین وصلاح الدین باطنًا' فقال: وفی سنة سبع وستین ایضًا حدَثَ ما اوجب نفرةَ نور الدین عن صلاح الدین وکان الحادث انّ نور الدّین ارسل الی صلاح الدین یأمُرُهُ بجمع العساکر المصریة والمسیر بها الی بَلَد الفرنج والنزول علی الکرَك ومحاصرته لیجمع ایضا هو عساکره، ویسیر الیه، ویجتمعان هناك علی حَرْب الفرنج والاستیلاء علی بلادهم، فبرز صلاح الدین من القاهرة فی العشرین من المحرّم وکتب الی نور الدین یعرّفه

أنّ رحيله لا يتأخّر، وكان نور الدين قد جمع عساكره وتجهّز واقام ينتظر ورود الخبر من صلاح الدين برحيله ليرحل هو، فلما اتاه الخبر بذلك رحل من دمشق عازمًا على قصد الكرك فوصل اليه، واقام ينتظر وصول صلاح الدين اليه، فارسل كتابه يعتذر فيه عن الوصول باختلال البلاد المصريّة لامورٍ بلغته عن بعض شيعة العلويّين، وأنّهم عازمون على الوثوب بها، وانّه يخاف عليها مع البُعد عنها ان يقوم[١] اهلها على من تخلّف بها، فلم يقبل نور الدين هذا الاعتذار منه وتغيّر عليه، وكان سبب تقاعده انّ اصحابه وخواصّه خوّفوه من الاجتماع بنور الدين، فحيث لم يمتثل امرَ نور الدين شقّ[٢] ذلك عليه وعظم عنده وعزم على الدخول الى مصر واخراج صلاح الدين عنها، فبلغ الخبر الى صلاح الدين فجمع اهله، ومنهم والده نجم الدين وخاله شهاب الدين الحارمي، ومعهم سائر الامراء وأعلمهم ما بلغه من عزم نور الدين على قصده وأخذ مصر منه، واستشارهم فلم يجبه احدٌ منهم بشيء فقام تقي الدّين عمر ابن اخي صلاح الدين (قلتُ: وقد تقدّم ذكره ايضًا في ترجمة مستقلّة) وقال: اذا جاء قاتلناه ومنعناه عن البلاد، ووافقه غيره من اهله، فشتمهم نجم الدّين ايّوب وأنكر ذلك واستعظمه، وكان ذا رأيٍ وفكرٍ وعقلٍ، وقال لتقيّ الدّين اقعد وسبّه، وقال لصلاح الدين انا ابوك، وهذا شهاب الدّين

[١] قام على + to rise against [٢] highly displeased him

خالك، اتظنّ انّ فی هٰؤلاء کلّهم من یحبّك و یرید لك الخیر مثلنا؟ فقال: لا، فقال: واللّٰه لو رأیتُ انا وخالُك شهاب الدین نور الدین لم یمکننا الّا ان نترجّل له ونقبّل الارض بین یدیه، ولو امرنا ان نضرب عنقك بالسیف لفعلنا، فاذا کنّا نحن هکذا فکیف یکون غیرنا؟ وکلّ مَن تراه من الاُمراء والعساکر لو رأی نور الدّین وحده لم یتجاسر من الثّبات علی سَرجه ولا وَسِعه اِلّا النُّزولُ وتقبیلُ الارض بین یدیه، وهذه البلاد له وقد اقامك فیها، واِن اراد عزلك سَمِعنا و اَطَعنا، والرأیُ ان تکتب الیه کتاباً، وتقول: بلغنی انّك ترید الحرکة لِاَجل البلاد فایّ حاجة الی هذا؟ یرسل المولی نجّاباً یضع فی رَقَبَتی مِندیلاً و یأخذنی الیك فماههنا مَن یمتنع علیك، وقال لجماعته کلّهم: قوموا عنّا، فنحن ممالیك نور الدّین وعَبیده یفعل بنا ما یُرید، فتفرّقوا علیٰ هذا، وکتب اکثرُهم الی نور الدّین بالخبر، ولمّا خلا ایّوب بابنه صلاح الدّین قال له: انت جاهلٌ قلیل المعرفة، تجمع هذا الجمع الکثیر وتُطْلعهم علی سِرّك ومافی نفسك، فاذا سمع نور الدّین انّك عازمٌ علیٰ مَنْعه من البلاد جعلك اهمّ الامور الیه واولاها بالقصد، ولو قصدك لم تر معك احداً من هذا العسکر وکانوا اَسلَمُوك اِلیه، واَمّا الآن بعد هذا المجلس فسیکتبون الیه ویعرّفونه قولی، وتکتب انت الیه وتُرسل

اليه فی المعنی، وتقول: ای حاجة الی قصدی؟ یجیٔ نجّاب یأخذنی بحبلٍ یضعه فی عُنُقی، فاذا سمع هذا عَدَل عن قصدك واستعمل ما هو اهمّ عنده، والا یّام تندرّج والله کلَّ وقتٍ فی شأن، والله لو اراد نور الدین قَصَبَةً من قصب سُکَّرنا لقاتلنه انا علیها حتّی اَمنعه او اُقتَل، ففعل صلاح الدّین ما اشار به والده، فلمّا رأی نور الدّین الامر هکذا عَدَل عن قصده و کان الامر کما قال نجم الدین ایّوب، وتُوُفّی نور الدینُ لم یقصدهٗ، وملك صلاح الدین البلاد، وهذا کان من احسن الآراء و اجودها، انتهی ما ذکره ابن الاثیر،

وقال شیخنا ابن شدّاد فی السیرة لم یزل صلاح الدّین علی قَدَمِ بَسْطِ العَدْلِ ونَشْرِ الاحسان وافاضةِ الانعام علی النّاس الی سنة ثمان وستّین وخمسمائة، فعند ذلك خرج بالعسکر یرید بلاد الکَرَك والشَّوبَك، وانما بدأ بها لانّها کانت اَقرب الیه، وکانت فی الطریق تمنع من یقصد الدیار المصریّة، وکان لا یمکن ان تعبُرَ قافلة حتّی یخرج هو بنفسه یُعَبِّرها، فاراد توسیعَ الطریق وتسهیلَها، فحاصرها فی هذه السنة، وجری بینه و بین الفرنج وقعات، وعاد ولم یظفر منها بشیٔ؛ فلمّا عاد بَلَغَه خبر وفاة والده نجم الدین ایّوب قبل وصوله الیه، (قلتُ: وقد ذکرتُ تاریخ وفاته فی ترجمته)[1] قال: ولمّا کانت سنة تسع وستّین رأی قوّة عسکره و

[1] دیکھو وفیات ج ١ ص ٨٦، یہ تاریخ ٢٧ ذی الحجہ ٥٦٨ھ ہے +

كثرة عدده، وكان بلغه ان باليمن انسانا استولى عليها وملك حصونها يسمّى عبدالنبى بن مهدى[1] فسيّر اخاه توران شاه اليه فقتله واخذ البلاد منه، (وقد بسطتُ القول فى ذلك فى ترجمته) ثمّ توفّى نور الدين سنة تسع وستين [۵۶۹] حسبما شرحته فى ترجمته فلاحاجة الى اعادته،

ولمّا بلغ صلاح الدين انّ انسانًا يقال له الكنز[2] جمع باُسوان خلقا كثيرا من السودان وزعم انّه يُعيد الدّولة المصريّة وكان اهل مصر يؤثرون عودهم، فانضافوا الى الكنز المذكور فجهّز صلاح الدّين اليه جيشًا كثيفًا وجعل مُقدّمه اخاه الملك العادل،

---

[1] بنو مہدی کی حکومت کے حال کے لئے دیکھو لین پول کی کتاب Muhammadan Dynasties ص ۹۶ ۔

[2] لین پول نے اس کا نام کنز الدولہ لکھا ہے، عاضد کی فوجیں زیادہ تر سودانیوں پر مشتمل تھیں، اور صلاح الدین کو اُن کے استیصال کیلئے خاصی مشکل پیش آئی ۵۶۴ھ کے آخر میں نجاح کو جو حبشی خادم تھا سازش کے جُرم میں قتل کیا گیا، اس پر ۵۰ ہزار سوڈانیوں نے علم بغاوت بلند کر دیا اور میدان بین القصرین میں ان سے جنگ ہوئی اور شکست کے بعد اُن کو بالائی مصر میں بھیجدیا گیا۔ وہاں بغاوت کی آگ برسوں سُلگتی رہی۔ اواسط ۵۶۷ میں توران شاہ نے اس فساد کو دبایا مگر اگلے سال پھر اس کو مہم بیجانی پڑی، ۵۶۹ میں کنز الدولہ نے اسوان میں بغاوت کی اور اُس کے قتل پر اِس مہم کا خاتمہ ہوا، ۵۷۲ میں آخری مرتبہ قفط میں بغاوت ہوئی اس کے فرو ہونے پر سودانیوں کی شورش ختم ہوئی (صلاح الدین ص ۱۰۱ ببعد)، بقول لین پول یمن اور سودان کی مہموں سے شاید یہ بھی مقصد تھا کہ نور الدین کے حملہ مصر کی صورت میں ان مقامات کو مامن بنایا جائے ۔

وسار وا فالتقوا وكُسِرُوا وهم، وذلك فى السابع من صفر سنة سبعين وخمسمائة [۵۷۰] واستقرت له قواعد الملك،

وكان نور الدين رحمه الله قد خلّف ولده الملك الصالح اسمٰعيل المذكور فى ترجمة ابيه، وكان بدمشق عند وفات ابيه[1]، وكان بقلعة حلب شمس الدين على بن الداية وشاذبخت، وكان ابن الداية قد حدّثت نفسه[2] بأمور، فسار الملك الصالح من دمشق الى حلب، فوصل الى ظاهرها فى المحرم من سنة سبعين [۵۷۰] ومعه سابقُ الدّين فخرج بدر الدّين حسن بن الداية فقبَضَ على سابق الدين، ولمّا دخل الملكُ الصالحُ القلعة فقَبَضَ على شمس الدّين واخيه حسن المذكور، واَودَعَ الثلاثةَ فى السجن، وفى ذلك اليوم قتل ابو الفضل ابن الخشّاب لفتنة جرت بحلب، وقيل بل قتل قبلَ قبضِ اولاد الداية بيوم، لانّهم تولّوا تدبير ذلك،

---

[1] وفيات ۲: ۸۹ پر ہے: وكان (نور الدين) قد عهد بالملك الى ولده الملك الصالح عماد الدين اسمٰعيل وعمره يوم مات ابوه ا اسنة فقام بالامر من بعده وانتقل من دمشق الى حلب ودخل قلعتها يوم الجمعة مستهل المحرّم سنة ۵۷۰ وخرج السلطان صلاح الدين من مصر وملك دمشق وغيرها من بلاد الشام ولم يبق عليه سوى مدينة حلب، ملک صالح حلب ہی میں ۵۷۷ میں فوت ہوا اس کی عمر ۲۰ سال سے کم ہی تھی +

[2] was meditating great projects، ملک صالح کو امراء نوری نے امیر موصل گو مشتکین کی سرپرستی میں حلب بھیج دیا کہ حلب دمشق سے زیادہ محفوظ تھا۔ شمس الدین دایہ قلعہ حلب پر اور بدر الدین حسن بن دایہ شہر حلب پر متصرف تھا، ابن الخشاب قاضی شہر، رئیس احداث اور شیعہ جماعت کا زعیم تھا۔ یہ اُمراء سب کے سب حلب پر متصرف ہونا چاہتے تھے اور نابالغ ملک صالح کی سربراہی کرنا چاہتے تھے، آخر گو مشتکین پہنچا تو اُس نے اولاد دایہ کو قید کر دیا (دیسلان ج ۴: ص ۵۶۰)

[الباب الثّانی صلاح الدّین السّلطان

۵۷۰-۵۸۳

۱- فتح الشّام ۵۷۰-۵۷۱]

ثمّ ان صلاح الدّین بعد وفاة نور الدّین علِمَ انّ ولده الملك الصالح صبیّ لا یستقل بالامر. ولا ینهضُ بأعباء الملك واختلّت الاحوالُ بالشام[1]، وكاتب شمسُ الدین المقدّم ذكره صلاحَ الدّین[2]، فتجهّز من مصر فی جیشٍ كثیرٍ وترَكَ بها مَن یَحفظُها، وقصد دمشق مُظْهِرًا انّه یتولّی مصالح الملك الصالح فدخلها بالتسلیم فی یوم الثلاثاء سلخ ربیع الآخر سنة سبعین وخمسمائة [۵۷۰] وتسلّم قلعتَها، وكان اوّلُ دُخولِهِ دارَ ابیه، (قلتُ: وهی الدار المعرفة بالشریف العقیقی وهی الیوم فی قُبالةِ المدرسة العادلیّة مشهورة هناك بالعقیقی) قال: واجتمع الناس الیه وفرحوا به، وأنفقَ فی ذلك الیوم

---

[1] اس وقت جبکہ زنگی کی سلطنت ٹکڑے ہو رہی تھی اور مسلمانان شام کا کوئی لیڈر باقی نہ رہا تھا۔ اندیشہ یہ تھا کہ اُمراء کی باہمی کشمکش سے فائدہ اُٹھا کر فرنج شام پر قابض نہ ہو جائیں۔ اسلئے صلاح الدین کو شام کے امور میں مداخلت لازم ہوئی (صلاح الدین ص ۱۳۴ بعد)

[2] دیکھو صلاح الدین ص ۱۳۶ ؛

مالاجزيلًا، واظهر السّرور بالدّ مشقيين وصَعِدَ القلعةَ، وسار الى حَلَب، فنازل حِمْص، واخذ مدينتها في جمادى الاولى من السنة، ولم يشتغل بقلعتها و توجه الى حلب ونازلها في يوم الجمعة سلخ جمادى الاولى من السنة وهي الوقعة الاولى

ثمّ انّ سيف[1] الدين غازى بن قطب الدين مودود بن عماد الدين زنكى صاحب الموصل لما احسّ بما جرى علم انّ الرجلَ قد استفحل امرُه وعَظُم شأنُه، وخاف ان غَفَل عنه استحوذَ[2] على البلاد، و استقرّت قدمُه في الملك، وتعدّى الامر اليه، فأنفذ عسكرًا وافرًا وجيشا عظيما، وقدّم عليه اخاه عزّ الدين مسعود بن قطب الدين مودود وساروا يريدون لقائه ليردّوه عن البلاد، فلما بلغ صلاح الدين ذلك رَحَلَ عن حلب في مستهلّ رجب من السنة عائدا الى حماة ورجع الى حِمْص، فاخذ قلعتها، ووصل عزّ الدين مسعود الى حلب، واخذ معه عسكر ابن عمّه الملك الصالح بن نور الدّين صاحب حلب يومئذ، وخرجوا في جمع عظيم، فلمّا عرف صلاح الدين بمسيرهم سار حتى وافاهم على قُرُونِ[3] حماة، وراسلهم وراسلوه واجتهدَ اَن يصالحوه فما صالحوه ورأوا انّ ضرب المصاف معه ربّما نالوا به غرضهم، والقضاء يجرّ الى امور وهم بها لا يشعرون، فتلاقوا

---

[1] يعنى غازى ثانى دیکھو حاشیہ صفحہ ۸۲
[2] gain mastery over
[3] قُرُون حماة قُلّتان متقابلتان جبل يشرف عليها (اى على حماة) معجم البلدان، یہ پہاڑیاں حماة کے شمال مغرب میں دس میل کے فاصلے پر ہیں (دیسلان)

فقضى الله تعالى ان انكسروا بين يديه واُسر جماعةٌ منهم فمنّ عليهم،
وذلك في تاسع شهر رمضان من السنة [۵۷۰] عند قرُون حماة، ثم
سار عقيب كسرتهم ونزل على حلب وهى الوقعة الثانية، فصالحوه
على اخذ المعرّة وكفر طاب وبارين[1]،

ولمّا جرت هذه الواقعة كان سيف الدين غازى يحاصر اخاه عماد الدين
زنكى صاحب سنجار، وعزم على اخذها منه، لانّه كان قد انتمى الى
صلاح الدّين، وكان قد قارب اَخذَها، فلما بلغه الخبر ان عسكره انكسر
خاف ان يبلغ اخاه عمادَ الدّين الخبرُ، فيشتدّ امره ويقوى جأشُه، فراسله
وصالحه، ثمّ سار من وقته الى نصيبين واهتمّ بجمع العساكر
والانفاق فيها وسار الى البيرة، وعبر الفرات وخيّم على الجانب
الشامى، وارسل [الى] ابن عمّه الصالح [بن] نور الدين صاحب
حلب حتّى تستقرّ له قاعدةٌ يصل اليها، ثمّ انه وصل الى حلب،
وخرج الملكُ الصالح الى لقائه واقام على حلب مدّةً، وصعد قلعتها
جريدةً، ثمّ نزل وسار الى تلّ السلطان[2]، (قلتُ: وهى منزلةٌ بين
حماة وحلب) قال: ومعه جمع كثير، وراسل صلاح الدين الى مصر يطلب
عسكرها فوصل اليه وساربه حتى نزل الى قرُون حماة، ثم تصافوا

[1] وفيات طبع مصر میں مارین ہے مگر وہ درست نہیں (دیکھو دیسلان ۴: ۵۰۶ اور
صلاح الدین ص ۱۴۰)، بارین حلب اور حماة کے درمیان ایک شہر ہے۔ اسی طرح کفر طاب
معرّة اور حلب کے درمیان واقع ہے +

[2] یہ مقام حلب سے ۱۵ میل کے فاصلے پر ہے +

بکرۃ الخمیس العاشر من شوال سنة احدی وسبعين [۵۷۱] وجرى
قتالٌ عظیمٌ، وانکسرت میسرۃ صلاح الدین بمظفر الدین بن زین الدین
(قلتُ: هو صاحب اربل المقدم ذکرہ) قال: فانه کان علی میمنة سیف الدین
فحمَلَ صلاحُ الدین بنفسه فانکسر القومُ وأسر منهم جمعًا من کبار
الامراء فمنّ علیهم واطلقهم، وعاد سیفُ الدین الی حلب فاخذ منها
خزائنَه، وسار حتی عَبَرَ الفراتَ وعاد الی بلاده، ومنع صلاحُ الدین
من تتبّع القوم، ونزل فی بقیّة ذلك الیوم فی خیامهم، فانّهم ترکوا
أثقالهم وانهزَموا، ففرّق صلاحُ الدین الإصطبلاتِ، ووهبَ الخزائن،
واعطی خیمةَ سیفِ الدین لابن اخیه عزّ الدین فرخشاہ (قلتُ: هو
ابن شاهان شاہ بن ایوب وهو اخو تقی الدّین عمر صاحب حماۃ وفرخشاہ
صاحب بعلبكّ وهو والد الملك الامجد بهرام شاہ صاحب بعلبكّ)

قال: وسار الی مَنْبِجٍ فتسلّمها، ثم سار الی قلعة عزاز[۲] یحاصرها،
وذلك فی رابع ذی القعدۃ من سنة احدی وسبعین [۵۷۱]، و
فیها وثب[۲] جماعة من الاسماعیلیّة علی صلاح الدّین فنجّاہ الله سبحانه
منهم وظفرہ بهم، واقام علیها حتّی اخذها فی رابع عشر ذی الحجّة
من السنة، ثم سار حتّی نزل علی حلب فی سادس عشر الشهر المذکور
واقام علیها مدّۃ ثم رحل عنها، وکانوا قد اخرجوا الیه ابنةً صغیرۃً

---

[۱] هی بُنَیدۃ فیها قلعة ولها رستاق شمالی حلب بینهما یوم (معجم البلدان)
[۲] دیکھو صلاح الدین ص ۱۳۵ و ۱۳۸۔

لنور الدّین سألته عزاز فوهبها لها،

[۲۰۔ المصالحۃ ۵۷۲-۵۷۶]

ثمّ عاد صلاح الدین الی مصر لیتفقّد احوالها، وکان مسیرہ الیہا فی شہر ربیع الاول من سنۃ اثنتین وسبعین [۵۷۲] وکان اخوہ شمس الدّین تورانشاہ قد وصل الیہ من الیمن فاستخلفہ بدمشق ثمّ تأہّب للغزاۃ، وخرج یطلب الساحل[1] حتی وافی الفرنج علی الرّملۃ، وذلک فی اوائل جمادی الاُولی سنۃ ثلاث وسبعین [۵۷۳] وکانت الکسرۃ علی المسلمین فی ذلک الیوم (قلتُ: وذلک لامرٍ[2] یطول شرحہ) قال: فلما انہزموا لم یکن لہم حصن قریب یأوون الیہ، فطلبوا جہۃ الدّیار المصریّۃ وضلّوا فی الطّریق، وتبدّدوا، واُسر منہم جماعۃ منہم الفقیہ عیسی[3] الہکّاری، وکان ذلک وہنًا عظیمًا جبرہ

---

[1] the littoral provinces of Syria occupied by the Franks

[2] شکست کی وجہ ویبسلان کے نزدیک یہ تھی کہ عین جنگ میں میمنہ اور میسرہ کو حکم دیا گیا کہ باہم جگہ بدل لیں: یہ نہ ہو سکا (نیز دیکھو صلاح الدین ص ۱۵۴ ببعد)

[3] ان کا حال وفیات ج ۱ ص ۳۹۷ پر دیا ہے، یہ حسنی سید تھے، اور حلب کے ایک مدرسہ میں فقہ پڑھاتے تھے۔ امیر شیرکوہ نے ان کو اپنا امام مقرر کیا۔ اس کے ساتھ مصر گئے اور اس کے بعد صلاح الدین کو وزارت دلانے میں کامیاب کوشش کی اور سلطان کے امرائے معتمد میں شامل اور اُس کے مشوروں میں شریک ہوئے، ”وکان کثیر الادلال علیہ یخاطبہ بما لا یقدر علیہ غیرہ من الکلام..... وکان یلبس بالاجناد ویعتمّ بعمائم الفقہاء فیجمع بین اللّباسین“ ان کے بھائی کا بھی یہی لباس تھا جو (بقیہ بر صفحہ ۱۱۳)

اللہ تعالی بوقعة حِطّین المشہورة ،

واما الملك الصالح صاحب حلب فانه تخبّط[۱] امرُه ، وقبض علی گُمشتِکِین صاحب دولته ، وطلب منه تسلیم حَارِمٍ الیه فلم یفعل فقتله ، فلما سمع الفرنج بقتله نزلوا علی[۲] حارم طَمَعًا فیها ، و ذلك فی جُمادی الاخری من السنة [۵۷۳] ، فلما رأی اهل قلعتها الخطر من جهة الفرنج سلّموها الی الملك الصالح فی العشر الاخیر من شهر رمضان من السنة ، فرحل الفرنج عنها ، واقام صلاح الدین بمصر حتی لَمّ شَعْثَهَا وشَعَثَ اصحابه من اثر کَسْرَة الرَّمْلَة ، ثم بلغه تخبّطُ الشام فعزم علی العَوْد الیه ، واهتمّ بالغَزَاة ، فوصله رسول قِلِیج اَرْسَلَان صاحب الرّوم[۳] یلتمس الصلح و یتضرّر من الارمن ، فعزم علی قَصْد بلاد ابن لَاؤُن[۴] (قلتُ : وهی بلاد سِیس الفاصلة[۵]

(بقیہ صفحہ ۱۱۲) قاضی ابن خلکان نے خود دیکھا ، ۵۸۵ھ میں فوت ہوئے ، ہکّاری کی نسبت کے متعلق وفیات ۱ : ۳۴۶ پر ہے : "هذه النسبة الی قبیلة من الاکراد لهم معاقل و حصون و قری من بلاد الموصل من جهتها الشرقیّة ، " لیکن لب اللباب سیوطی میں ہے کہ یہ نسبت الهكّاریّة " ولایة من اعمال الموصل " کی طرف ہے ، [۱] to be disordered

[۲] حارِمٌ " حصن حصین وکورة جلیلة تجاه انطاکیة وهی الآن من اعمال حلب وفیها اشجار کثیرة ومیاهٌ وهی لذلك وَبِئَه " (معجم البلدان) ،

[۳] Asia Minor مراد ہے ، اس واقعہ کی تفصیل کے لئے دیکھو صلاح الدین ص ۱۶۱ ، بعد ،

[۴] Lesser Armenia کے ہر بادشاہ کو مسلمان مؤرخ 'Son of Leon' کے نام سے یاد کرتے ہیں ۔ اس بادشاہ کا اپنا نام Rhupen تھا ،

[۵] the maritime region between Aleppo and Asia-Minor.

بين حلب والروم من جهة الساحل، قال: لينصر قليج ارسلان عليه، فتوجه اليه، واستدعى عسكر حلب، لانه كان فى الصلح[1] انه متى استدعاه حضر اليه، ودخل بلاد ابن لاون، واخذ فى طريقه حصنا واخربه، ورغبوا اليه فى الصلح فصالحهم ورجع عنهم، ثم سأله قليج ارسلان فى صلح الشرقيين[2] باسرهم فاجاب الى ذلك، و حلف صلاح الدين فى عاشر جمادى الاولى سنة ست وسبعين و خمسمائة [٥٧٦] ودخل فى الصلح قليج ارسلان والمواصلة[3]، وعاد بعد تمام الصلح الى دمشق، ثم منها الى مصر،

[۳- فتح الجزيرة ۵۷۶-۵۷۹]

ثم توفى الملك الصالح بن نور الدين فى التاريخ[4] المذكور فى ترجمة والده وكان قد استحلف امراء حلب واجنادها لابن عمه عز الدين مسعود صاحب الموصل، (قلت: وقد تقدم ذكره وهو ابن عمه قطب الدين مودود فلما مات سيف الدين فى التاريخ[5] المذكور فى ترجمة

---

[1] یعنی اس صلح نامے میں جو ملک صالح اور صلاح الدین کے درمیان مرتب ہوا تھا +

[2] مجلس صلح سمیساط کے قریب منعقد ہوئی تھی اور اس میں امرائے الجزیرہ (موصل و جزیرہ ابن عمر واربل وکیفا و ماردین) اورشاہان قونیہ و ارمینیہ شامل ہوئے تھے اور سلطان صلاح الدین نے اس کی صدارت کی تھی۔ میعاد صلح دو سال تھی (صلاح الدین ص ۱۶۲) +

[3] یعنی اہل موصل +

[4] ملک صالح اسماعیل ۵۷۷ میں فوت ہوا (اسکے نسب نامے کیلئے دیکھو حاشیہ صفحہ ۸۲)

[5] سیف الدین غازی ثانی ۵۷۶ھ میں فوت ہوا +

قام مقامه اخوه عزّ الدین مسعود المذکور) قال: فلما بلغ عزّ الدین خبرُ موت الملک الصالح وانه اوصی له بحلب بادر الی التوجّه الیها خوفاان یسبقه صلاح الدین فیأخذها، وکان اول قادمٍ الیها مظفر الدّین بن زین الدین، (قلتُ: ہو صاحب اِربِل وکان اذ ذاک صاحب حرّان وہو مضافٌ الی المَوَاصِلَة[1] لانّ تلک البلاد کانت لهم) قال: فوصَلها مظفر الدّین فی ثالث شعبان سنة سبع وسبعین [۵۷۷] وفی العشرین منه وصلها عزّ الدین مسعود وصَعِد الی القلعة فاستولَی علی مافیها من الحَوَاصِل[2]، وتزوّج امّ الملک الصالح فی خامس شوّال من السنة،

قلتُ:

ثم ان شیخنا ابنَ شدّاد ذکر بعد هذا امورا ذکرتُها فی ترجمة عزّ الدین مسعود بن مودود وترجمة اخیه عماد الدین زنکی وترجمة تاج الملوک بوری اخی صلاح الدین فلاحاجة الی اعادتها ههنا فمن اراد الوُقُوفُ علیها یکشفها فی هذا التراجم،

قلتُ:

وحاصل الامر ان عزّ الدین مسعود قَایَضَ[3] اخاه عماد الدین زنکی صاحب سِنجار عن حلب بسنجار وخرج عزّ الدّین عن حلب و دخلها عماد الدّین زنکی وجاءه صلاح الدین فحاصره ولم یقدر عماد الدین علی حِفظِ حلب، وکان نزول صلاح الدین علی

[1] یعنی اہل موصل + [2] treasures [3] exchanged

حلب فی السادس والعشرین من المحرّم سنة تسع وسبعین و
خمسمائة [۵۷۹]، (وقال ابن شدّاد: نَزَل علیها فی سادس عشر
المحرّم واللّٰه اعلم) فتحدّث عماد الدین زنکی مع الامیر حُسام الدین
طُمان بن غازی فی السّرّ بما یفعله، فاشار علیه بأن یطلُبَ منه بلادًا
وینزِلَ له عن حلب بشرط ان یکون له جمیعَ ما فی القلعة من الاموال،
فقال له عماد الدین وهذا کان فی نفسی، ثم اجتمع حسام الدین
طُمان بصلاح الدین فی السرّ علی تقریرِ القاعدةِ فی ذلك، فاجابه صلاح
الدین الی ماطَلَبَ، ودَفَعَ له سِنجار وخابور ونَصِیبِین وسَرُوج،
ودفع لطُمان الرّقّة لسَفارته بینهما، وحلف صلاح الدین علی
ذلك فی سابع عشر صفر من السنة، وکان صلاح الدین قد نزل
علی سِنجار، واخذها فی ثامن شهر رمضان سنة ثمان وسبعین
[۵۷۸]، واعطاها لابن اخیه تقیّ الدین عمر فلمّا جری الصلح
علی هذه الصورة اعطاها عمادَ الدّین، وتسلّم صلاح الدّین قلعة
حلب، وصَعِد الیها یوم الاثنین السابع والعشرین من صفر سنة
تسع وخمسمائة [۵۷۹]، واقام بها حتّی رتّب اُمُورها، ثم رَحَل عنها
فی الثانی والعشرین من شهر ربیع الآخر من السنة، وجَعَلَ فیها ولدَه
الملك الظّاهر المقدّم ذکره فی ترجمة مستقلّة وکان صبیًا، ووَلّی
القلعةَ سیفَ الدین یازکوج الاَسَدِی[۲] وجعله یرتّب مَصالِحَ ولدِهِ،

---

ratification of the the projected arrangement [۱]

[۲] یعنی مولی اسد الدین شیرکوه +

[۴ - صلاح الدّین فی دمشق ۵۷۹ - ۵۸۲]

ثم سار صلاح الدین الی دمشق فی التاریخ المذکور، قال ابن شدّاد: وتوجّه من دمشق لقصد محاصرة الکرک فی الثالث من رجب من السنة المذکورة [۵۷۹]، وسیّر الی اخیه الملک العادل وهو بمصر یستدعیه لیجتمع به علی الکرک فسار الیه بجمعٍ کثیرٍ وجیشٍ عظیمٍ، واجتمع به علی الکرک فی رابع شعبان من السنة [۵۷۸]، فلمّا بلغ الفرنجَ الخبرُ حشدُوا خلقا کثیرا وجاءوا الی الکرک لیکونوا فی قُبَالَةِ عسکر المسلمین، فخاف صلاح الدین علی الدّیار المصریّة فسیّر الیه ابنَ اخیه تقی الدین عمر، ورحل عن الکرک فی سادس عشر شعبان من السنة، واستصحب اخاه الملکَ العادلَ معه ودخل دمشق فی الرّابع والعشرین من شعبان من السنة واعطاه حلب ودخلها فی یوم الجمعة الثانی والعشرین من شهر رمضان من السنة، وخرج الملک الظاهر ویازکُوج ودخلا دمشق فی یوم الاثنین الثامن والعشرین من شوال من السّنة،

وکان الملکُ الظاهر احبَّ اولادِهِ الیه لِما فیه من الخلال الحمیدة ولم یأخذ منه حلب الّا لمصلحة رآها فی ذلک الوقت، وقیل ان العادل اعطاه علی اخذ حلب ثلثمائة الف دینار یستعین بها علی الجهاد والله اعلمُ، ثم انّ صلاح الدّین رأی عودَ الملکِ العادل

opposite to ـله

الی مصر وعَود الملک الظاہر الی حلب صلح[1]، قیل کان سبب ذلک
ان الأمیر عَلَم الدین سلیمان بن حیدر، قال لصلاح الدین وکان بینہما
مؤانسة قبل ان یتملّک البلادَ، وقد سایرہ یوما وکان من امراء حلب
والملک العادل لایُنصِفہ ویقدّم علیہ غیرہ، وکان صلاح الدین قد
مَرِض علی حصار الموصِل وحُمِل الی حرّان وأشفی علی الھلاک فلمّا
عُوفِی رجع الی الشام واجتمعا فی المسیر قال لہ وکان صلاح الدّین
قد اَوصَی لکلّ واحد من اولادہ بشیء من البلاد: بأیّ رأی کنت
تظنّ انّ وصیّتک تُمضَی کانّک کنت خارجًا الی الصید وتعود فلا
یخالفونک، اما تستَحِی ان یکون الطائر اَھدَی منک الی المصلحة؟
قال: وکیف ذاک؟ وھو یضحک، قال: اذا اراد الطائر ان یعمل عُشّا
لِفراخِہ قصد اعالی الشجر لیحمی فراخہ، وانت سلّمتَ الحصونَ
الی اھلک، وجعلتَ اولادک علی الارض ھذہ حلبُ ھی أمّ البلاد
بید اخیک، وحماة بید ابن اخیک، وحمص بید ابن اسد الدین،
وابنک الافضل مع تقی الدین بمصر یُخرجہ متی شاء، وابنک الآخر مع
اخیک فی خیمة یفعل بہ ما اراد، فقال لہ: صدقتَ فاکتُم ھذا الامرَ،
ثمّ اخذ حلب من اخیہ، واعطاھا ولدہ الملکَ الظاھر، واعطی الملکَ
العادل بعد ذاک حرّان والرُّھا[2] ومیّا فارقینَ لِیُخرِجہ من الشّام،
ویتوفّر الشامَ علی اولادہ فکان ماکان،

[2] Edessa

قلتُ:

وقد تقدّم فی ترجمة عزّ الدین مسعود بن قطب الدین مودود صاحب الموصل فصلٌ یتعلق بنزول صلاح الدین علی الموصل وحصارها ثلاث مرّات ولم یقدر علیها،

قال شیخنا ابن الاثیر فی تاریخه انه نزل علیها فی الدفعة الثالثة، وکان زمن الشتاء وعزم علی المقام واقطاع[1] جمیع الموصل، وکان نزوله فی شعبان من سنة احدی وثمانین وخمسمائة [۵۸۱] فاقام شعبان وشهر رمضان، وتردّدت الرسل بینه وبین صاحبها، فبینما هو کذلک مرض صلاح الدّین فعاد الی حرّان ولحقته الرسل بالاجابة الی ما طلب، وتمّ الصلحُ علی اَن یُسلِّم الیه صاحب الموصل شهرزور واعمالها[2] وولایة قالی[3] قلا وما وراء الزاب من الاعمال واَن یَخطُب له علی المنابر وینقّش اسمه علی السکّة، فلمّا حلف ارسل صلاح الدین نوّابه تسلّم البلاد التی استقرّت القاعدة[4] علی

---

[1] Cutting the province into fiefs.

[2] its dependencies.

[3] غالباً درست قارابلی ہے جو صوبہ کرکور میں ایک پہاڑی درہ ہے۔ اس میں سے وہ سڑک گزری ہے جو موصل سے بغداد کو جاتی ہے (دبسلان)۔ قالی قلا موصل سے بہت دُور ہے۔ اور وہ صاحب موصل کے تصرف میں نہ تھا،

[4] agreement، اس معاہدے کی رُو سے الجزیرہ کا شمالی حصہ اور کُردستان کا کچھ حصہ سُلطان کی سلطنت میں شامل ہوُا اور اتابک موصل اس کے ماتحت امیروں میں شامل ہوا۔

تسليمها، وطال المَرَضُ على صلاح الدين بحرّان، واشتدّ به حتّى يئسوا منه فحلّف النّاس لاولاده، وكان عنده منهم الملك العزيز عماد الدّين عثمان واخوه العادل جاءه مِن حلب وهو مَلِكُها يومئذٍ، وجَعَلَ لكُلّ واحدٍ شيئًا من البلاد وجعل الملكَ العادلَ وصيًّا على الجميع، ثمّ انه عُوفى وعاد الى دمشق فى المحرّم من سنة اثنتين وثمانين [۵۸۲]، ولمّا كان مريضًا بحرّان كان عنده ناصر الدّين محمّد ابن عمّه[۱]، وله من الاِقطاع[۲] حِمْص والرَّحْبَة فسار من عنده الى حمص، واجتاز بحلب، واَحْضَرَ جماعةً من الاَحْداث ووَعَدَهم واعطاهم مالاً على تسليم دمشق اليه اذا مات صلاح الدين، فعُوفى فلم يَمْضِ اِلّا قليلُ حتّى مات ناصر الدّين ليلةَ عيد النحر من السّنة، فانّه شرب الخمر فاكثر منه فاصبح ميتًا، وقيل[۳] انّ صلاح الدّين وضع عليه انسانا فحضر عنده ونادمه وسقاه سمًّا، فلمّا اصبحوا من الغد لم يروا ذلك الشخص، وكان يقال له

---

[۱] یعنی اسد الدین شیرکوہ عمّ صلاح الدین[۲] جاگیر۔

[۳] ابن الاثیر کی اس روایت کے متعلق لین پول نے (صلاح الدین حاشیہ ص ۱۹۴ پر) لکھا ہے: the improbable suggestion... hardly deserves notice.

النّاصح بن العمید، فسألوا عنه فقالوا انه سار من لیلته، وکان هذا مما قوّی الظنّ واللہ اعلم، فلمّا توُفّی اعطی اقطاعه لولدہ شیرکُوہ، وعمرُہٗ اثنتا عشرۃ سنة، وخلّف من الاموال والدواب والاثاث شیئاً کثیراً، فحضر صلاح الدّین الی حمص، واستعرض ترکته و اَخذَ اکثرھا، ولم یترك الاما لاخیر فیه، ثم قال شیخُنا بعد ھذا کلّه: وبلغنی انّ شیرکُوہ حضرَ عند صلاح الدین بعد موت أبیه بسنةٍ، فقال له الی این بلغتَ فی القرآن فقال له: الی انّ الذین یأکلون اموالَ الیتٰمٰی ظُلماً اِنّما یأکلون فی بُطونهم ناراً و سَیَصْلَوْنَ سَعِیراً، فعجب الجماعةُ وصلاحُ الدین من ذکائه، واللہ اعلم بصحّة ذٰلكؒ،

ؒ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ابن الاثیر کی عمر کا بیشتر حصّہ موصل میں گزرا اور اُس کا بھائی اتابک موصل کا مشیر تھا، اسلئے وہ اتابکانِ موصل کا جانب دار ہے، اس کی تاریخ الاتابکی اتابکوں کی مدح سرائی پر مشتمل ہے۔ سلطان صلاح الدین نے موصل کا محاصرہ کیا تو ابن الاثیر شہر میں موجود تھا اور تین سال بعد سلطان کی مدد کے لئے جو فوج بھیجی گئی اس میں بھی شامل تھا، غرض خاندان اتابکان شام کی بربادی اور موصل کی تسخیر ابن الاثیر کے نزدیک سلطان کا ناقابل معافی قصور تھا، اسی لئے وہ تاریخ اتابکی میں سلطان پر حرف گیری کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا اور اپنے محسن آقاؤں اور اپنے گھرانے کے محسنوں کے حق کی ادائیگی اِسی میں سمجھتا ہے، تاہم وہ سلطان کی خدمات اسلامی کا معترف ہے خصوصاً کامل میں جو اس نے بعد کے زمانے میں تصنیف کی اُس کا رویہ زیادہ غیر جانب دارانہ ہے (صلاح الدین دیباچہ ص ۷) یہاں یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ سلطان نے شام اور الجزیرہ کی اسلامی حکومتوں کے خلاف جنگی اقدامات کیوں کئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سلطان صلاح الدین کا مقصدِ حیات وزارتِ مصر پانے کے بعد سے (بقیہ برصفحہ ۱۲۲)

قال ابن شدّاد: ولمّا وَصَلَ صلاحُ الدّین الی دمشق عَقِیب مرضه وابلالِه سیّر بطلب اخاه الملك العادل فخرج من حلب جرِیدةً یوم السابعَ والعشرین من شهر ربیع الاوّل من سنة اثنتین وثمانین [۵۸۲] ومَضَی الی دمشق فاقام فی خدمة السلطان صلاح الدّین، وجرت بینهما احادیثُ ومراجعاتٌ وقواعدُ تتقرّر الی جُمادَی الاُخری من السَّنَة، فاستقرّ الأمر علی عود الملك الصالح الی مصر واُخذت حَلَبُ منه، وسار الملك الظّاهرُ الیها ودخل قلعتها یوم السَّبت سنة اثنتین وثمانین وخمسمائة [۵۸۲] وقد ذکرتُ فی ترجمة الملك الظّاهر انه دخل حلب مالكًا لها فی مِثْل یوم وفاته وعیّنتُ هناك التاریخ واسم الیوم، هکذا وجدته وما ادری من این نقلتُه، وسلّم السلطانُ وَلَدَه الملكَ العزیز الی العادل وجعله اتابکَه، قال ابن شدّاد

(بقیہ از صفحہ ۱۲۱) فقط ایک تھا، وہ یہ کہ ایک مضبوط اسلامی حکومت قائم کر کے ساحل شام کو فرنج سے مستخلص کرایا جائے اور اس مطلب کو حاصل کرنے کے لئے فتح الجزیرہ سے چارہ نہ تھا، یہ علاقہ اس کے دشمنوں کے ہاتھ میں تھا اگر وہ ساحلی علاقہ پر حملہ کرتا تو لازم تھا کہ بہت سی فوجیں ان دشمنوں کی روک تھام کے لئے علیحدہ کر دیجاتیں۔ اس علاقہ کو فتح کرنے کے بعد اس احتیاط کی ضرورت نہ رہی بلکہ اُس علاقہ کی ساری فوج اس کی امداد کے لئے موجود ہو گئی، آگے ہم دیکھیں گے کہ جنگ عکا میں صاحب موصل وسنجار وجزیرہ و اربل وحرّان اور کرد سب سُلطان کے ساتھ تھے، اور اگر اس تمام علاقے کی فوج اُس کو نہ ملتی تو تیسری صلیبی جنگ کی تازہ دم یورپی فوجوں کا مقابلہ سُلطان کے لئے محال ہو جاتا (صلاح الدین ص ۹۹ و ۱۹۷)

Gaurdian ؎ with an escort of light cavalry ؎

قال لی الملك العادل لمّا استقرّت هذه القاعدة اجتمعتُ بخدمة الملك العزیز والملك الظّاهر وجلستُ بینهما، وقلتُ للملك العزیز اعلم یا مولانا انّ السلطان امرنی ان اَسیرَ فی خدمتك الی مصر، وانا اعلم انّ المقدّمین[1] كثیرٌ، وما یخلو اَن یُقال عنّی ما لا یجوز، ویخوّفونك منّی، فان كانَ لك عزمٌ ان تسمع منهم فقل لی حتّی لا آجیٔ، فقال: كیف یتهیّأ لی ان اسمع منهم او ارجع الی رأیهم، ثمّ التفت الی الملك الظّاهر وقلتُ له: انا اَعرِفُ انّ اخاك ربّما سمع فی اقوال المقدّمین، وانا فمالی الّا انتَ وقد قَنِعتُ منك بمَنْبِج متی ضاق صدری من جانبه، فقال: مُبارَكٌ، وذكر لی كلّ خیر، وزوّج السّلطانُ ولده الملكَ الظّاهرَ غازیة خاتون ابنة عمّه الملك العادل، ودخل بها یوم الاربعاء السادس والعشرین من رمضان من السنة،

[1] audacious fellows

[الباب الثالث۔ صلاح الدین البطل المجاهد

۵۸۳ — ۵۸۷

۱۔ وقعة حِطّین[1] ۵۸۳ھ]

ثمّ کانت وقعة حِطّین المبارکة علی المسلمین، قال: وکانت فی یوم السبت رابع عشر (ین) شهر ربیع الآخر سنة ثلاث وثمانین وخمسمائة [۵۸۳] ..... فی وسط نهار الجُمُعة، وکان کثیرا ما یقصد

---

[1] حِطّین طَبَرِیہ کے مغرب کی طرف ایک گاؤں ہے جو سرسبز میدان میں واقع ہے اس میدان کی جنوبی حد پر قریباً عمودی سلسلہ چٹانوں کا ہے۔ ان چٹانوں کی مغربی اور مشرقی حد پر چوٹیاں ہیں جن کو قُرُون حِطّین کہتے ہیں، ان چٹانوں کے جنوب مشرق میں جو ناہموار سطح مرتفع ہے اُس پر وہ جنگ ہوا جس کا ذکر متن میں آیا ہے۔ اس جنگ سے صلیبیوں کی قوت کا خاتمہ ہو گیا، فرنجی فوجیں گرمی اور پیاس سے مضطرب ہو کر کچھ تو عُرضہ تلف ہوئیں اور کچھ رُو بفرار، کچھ فوج مشرقی چوٹی کی طرف بھاگ آئیں تو جنوبی ڈھلوان سے نیچے لڑھک گئیں۔ فاتح نے اس فتح کی یادگار میں اس چوٹی پر قبة النصر بنایا (انسائیکلو پیڈیا آف اسلام بذیل حِطّین)۔

لقاء العدوّ فی یوم الجمعة عند الصلوة تبرّکًا بدعاء المسلمین الخطبة
علی المنابر فسار فی ذلك الوقت بمن اجتمع له من العساکر
الاسلامیة وکانت عِدّةً تجوز العَدّ والحَصرَ علی تعبیة حسنة و
هیئة جمیلة، وکان قد بَلَغَهٗ عن العدوّ انه اجتمع فی عدّةٍ
کثیرةٍ بمرج صَفُّوریة بِارض عکّا عند ما بلغهم اجتماع العساکر
الاسلامیة فسار ونزل علی بحیرة طَبَرِیّة علی سطح الجبل ینتظر قصدَ
الفرنج له اذا بلغهم نُزوله بالموضع المذکور، فلم یتحرّکوا ولم یَخرُجوا
من منزلتهم، وکان نزولهم بالموضع المذکور یوم الاربعاء الحادی
والعشرین من شهر ربیع الآخر [۵۸۳]، فلمّا رآهم لا یتحرّکون عن
منزلتهم نزل جَریدةً[1] علی طبریة وترك الاطلاب[2] علی حالها قُبالَةَ
العدوّ ونازل طَبَرِیّة وهَجَمَها[3] واَخَذَها فی ساعةٍ واحدةٍ وانتهب
الناس ما بها واخذوا فی القتلِ والسَّبیِ والحریق وبَقِیَتِ القلعةُ
محتمیةً بمن فیها ولمّا بلغ العدوّ ما جری علی طَبَرِیّة قلقوا لذلك و
رحلوا نحوها فبلغ السلطان ذلك فترك علی طَبَرِیّة مَن یحاصرها و

---

[1] with a troop of cavalry [2] Squadrons

[3] stormed it — دراصل فتح طبریّہ نے فرنجی حکومتِ قُدس کا خاتمہ کر دیا کیونکہ اس تاریخ سے دو مہینے کے اندر اندر بیروت سے غزہ تک سارا فلسطین سلطان صلاح الدین نے لے لیا بجز یروشلم اور صور اور چند قلعوں کے کہ وہ چندے اور فتح نہ ہوئے، جنگِ حطّین کے بعد فرنجیوں کا بادشاہ اور مشہور اُمرا قید اور قتل ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ قلعے اور شہر پے در پے فتح ہوتے گئے +

لحق بالعسكر فالتقى بالعدوّ على سطح جبل طبريّة الغربيّ منها وذلك
فی یوم الخمیس الثانی والعشرین من شهر ربیع الآخر [۵۸۳] وحال
اللیلُ بین العسکرین فباتا علی مصافٍ الی بُکرةِ یوم الجمعة الثالث
والعشرین فرکب العسکرانِ وتصادما والتحم القتال واشتدّ الامر
وذلك بارض قریة تُعرف بِلُوبِیا[1]، وضاق الخِناقُ بالعدوّ وهم
سائرون کانّهم یُساقون الی الموت وهم ینظرون وقد اَیقنوا
بالوَیل والثُّبور واحسّت نفوسهم انهم فی غَدٍ یومهم ذلك من
زوّارِ القبور ولم تزل الحرب تضطرم والفارسُ مع قرنه یصطدِمُ
ولم یبق الّا الظّفر ووقعُ الوبال علی مَن کفر فحال بینهم اللیلُ
بظلامِهِ وبات کلُّ واحدٍ من الفریقین بمقامه وتحقّق المسلمون
اَنّ مِن ورائهم الاُردُنُّ ومِن بین ایدیهم بلادُ العدوّ وانّهم لا
یُنجیهم الّا الاجتهادُ فی القتال فحملت اطلابُ المسلمین من
کلّ جانب وحمل القلبُ وصاحُوا صیحةَ رجلٍ واحدٍ "اللّٰهُ اَکبر"
فالقی اللّٰهُ تعالی الرّعبَ فی قلوب الکافرین وکان حقًّا علیه نصرُ
المؤمنین، ولمّا اَحسّ القومَسُ[2] بالخِذلانِ هَرَبَ منهم فی اوائل الامرِ
وقصَدَ جهة صُور[3] وتبِعَهُ جماعةٌ من المسلمین فنجا منهم، وکفی اللّٰهُ
شرّه، واحاط المسلمون بالکافرین من کُلّ جانبٍ، واَطلَقُوا علیهم

---

[1] یہ گاؤں حِطّین سے قریباً دو میل جنوب مغرب کو تھا +

[2] comes، مراد ہے Ruimond count of Tripoli سے +

[3] Tyre +

السِّهام وحَكَّموا فيهم السيوفَ، وسَقَوهم كأسَ الحِمَام، وانهزمت طائفةٌ منهم فتبعها ابطالُ المسلمين فلم ينجُ منها احدٌ، واعتصمت طائفةٌ منهم بتلٍّ يقال له تلُّ حَطِّين، وهي قرية عندها قبرُ[۱] النبيّ شعيب عليه السلام فضايقهم المسلمونَ وَاشعَلُوا حولَهم النِّيرانَ، واشتدَّ بهم العطَشُ وضاق بهم الامرُ حتّى كادوا يستسلمون لِلاَسْرِ خوفًا من القتل لِما مرّ بهم، فأُسر مقدَّمُهم[۲] وقُتل الباقُون، وكان ممّن اُسر من مقدّميهم الملك واخوه جُفرِي[۳] والبرنس[۴] ارناط صاحب الكرك والشّوبك، وابنُ الهُنفَرِي[۵] وابن صاحب طبَرِيّه ومقدّمُ[۶] الديويه وصاحب جُبَيل ومُقدَّم[۷] الاسبتار،

قال ابن شداد: ولقد حَكَى لي من اَثِق به انّه رأى بحَوْران شخصًا واحدًا معه نَيّفٌ وثلاثون اسيرًا اقدر بطهم بطُنُب[۸] خيمةٍ

---

[۱] یہ قبر قرون حطّین میں سے مغربی چوٹی کی ایک سنگلاخ وادی میں واقع ہے۔ دروز لوگ ہر سال اس کی زیارت کو آتے ہیں (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام بذیل حَطّین)

[۲] their chiefs

[۳] Geoffroi de Lusignan، کتاب میں ہے جُفری واخوہ، مگر جفری کا بھائی بادشاہ تھا نہ کہ جفری، اسلئے واخوہ کو پہلے لکھ دیا گیا ہے۔

[۴] Prince Renaud (de Châtillon

[۵] "the son of al-Honferi" (Humphrey of Thoron)

[۶] the (grand) master of the Templars

[۷] the (grand) master of the Hospitallers

[۸] rope of a tent

لمّا وَقعَ علیهم مِن الخِذْلان، ثمّ ان القومس الذی هَرَب فی
اوّل الامر وصل الی طرابلس فاصابه ذاتُ[۱] الجنْب فهلَکَ منها،
واما مقدّما الاسبتاریة والدیویة فانّ السلطان قتلهما
وقتل من بقی من صِنفهما حیّا، واما البرنس ارناط فان السلطان
کان قد نَذَر انّه اِن ظَفِرَ به قَتَلَه، وذلك لانّه کان قد عَبَرَ به
عند الشوبك قومٌ من الدیار المصریة فی حال الصُّلح[۲] فغدَرَ
بهم وقَتَلَهم، فناشدوه الصلح الذی بینه وبین المسلمین فقال
مایتضمّن الاستخفاف بالنبیّ صلّی الله علیه وسلّم وبلغ ذلك
السلطان فحملَتْه حمیّتُه ودینُه علی ان یَهْدِرَ دمَه، ولمّا فتح
الله علیه بنصره جلَسَ فی دِهْلِیز[۳] الخیمة لانّها لم تکن نُصِبَتْ بَعْدُ،
وعُرِضت علیه الاُسَارَی وصار النّاسُ یتقرّبون الیه بمَن فی
اَیدیهم منهم، وهو فَرِحٌ بما فَتَح اللهُ تعالی علی یدیه للمسلمین
ونُصِبت له الخیمة فجلس فیها شاکرًا لله تعالی علی ما اَنْعَمَ
به علیه، واستحضر الملكَ [واَخاه[۴]] جُفْری والبرنسَ ارناط، و
ناوَلَ السلطانُ [الملكَ اَخا] جُفْری شَرْبَةً من جُلّاب وثَلج
فشَرِب منها، وکان علی اشدّ حالٍ من العَطَش. ثمّ ناولها البرنسَ،
وقال السلطان للتُرجُمان قل للملك انت الذی سقیتَه و

---

[۱] Pleurisy [۲] truce
[۳] the vestibule of the tent
[۴] دیکھو حاشیہ صفحہ سابق ۔

كان من جميل عادة العرب وكريم اخلاقهم ان الاسير اذا اَكَلَ اَوْشَرِب من مالِ مَن اَسَرَ اَمِنَ، فقصَدَ السلطانُ بقوله ذلك، ثم امر بمسيرهم الى موضعٍ عيّنه لهم، فمضوا بهم اليه فأَكَلُوا شيئًا، ثم عادوا بهم، ولم يبق عنده سوى بعض الخَدَم، فاستحضرهم، واَقعدَ الملكَ فى دهليز الخيمة، واستحضر البرنس ارناط، و اوقفه بين يديه وقال له: ها انا انتصر لمحمّد منك، ثم عَرَضَ عليه الاسلامَ فلم يفعل فسَلَّ النَّمْشَا[1] فضربه بها فحلَّ كَتْفَه، وتمّم قتله مَن حضَر، واخرجت جُثّته ورُميتْ على باب الخيمة، فلمّا رآه الملكُ [اخو][2] جُفْرِى على تلك الحالة لم يشكّ فى انّه يُلحقه به، فاستحضره وطيّب قلبَه وقال له: لم تجر عادةُ الملوك ان يقتلوا الملوك، واما هذا فقد تجاوز الحدَّ وتجرّأ على الانبياء،

وبات الناس فى تلك الليلة على اتمّ سرور ترتفع اصواتُهم بحمد الله تعالى وشكره وتهليله وتكبيره حتّى طَلَعَ الفجرُ،

٢. فتح القُدْس - ٥٨٣

ثم نزَل السلطانُ على طَبَرِيّة يوم الاحد الخامس والعشرين من شهر ربيع الآخر، وتسلّم قلعتها فى ذلك النّهار، واقام عليها

---

[1] sword, dagger ٭ [2] يہ اصل میں نہیں ہے مگر جیسا پہلے ذکر ہُوا مصنّف کو بادشاہ اور اُس کے بھائی جُفری میں التباس ہوا ہے۔

الی یوم الثلاثاء، ثم رحل طالبا عکّا، فکان نزوله علیها یوم الاربعاء سلخ ربیع الآخر، وقاتلها بکرة یوم الخمیس مستهلّ جمادی الاولی سنة ثلاث وثمانین [۵۸۳] فاخذها، فاستنفذ مَن کان فیها من اُساری المسلمین، وکانوا اکثر من اربعة آلاف اسیر، واستولی علی ما فیها من الاموال والذخائر والبضائع، لانها کانت مَظِنّة التُّجار وتفرّقتِ العساکرُ فی بلاد السّاحل یأخذون الحُصون والقِلاع والاماکن المنیعة، فاَخَذوا نابُلُس وحَیْفا وقَیْسارِیّة والصَّفُّورِیّه والناصِرة، وکان ذلک لخُلُوّها من الرّجال، لانّ القتل والاَسْرَ اَفْنَی کثیرا منهم،

ولمّا استقرّتْ قواعدُ عَکّا وقسِم اموالُها واُسارها سار یطلب تِبْنِین فنزل علیها یوم الاحد حادی عشر جمادی الاولی وهی قلعةٌ منیعةٌ فنُصَبَ علیها المناجیقَ وضیّق بالزّحف خِناق مَن فیه وکان فیها ابطال معدودون، وفی دینهم متشدّدون، فقاتلوا قتالا شدیدا، ونَصَرَ اللّٰهُ سبحانه وتعالی علیهم فتسلّمها منهم یوم الاحد ثامن عشرة عَنْوَةً، واَسَرَ من بقی فیها بعد القتل، ثم رحل عنها الی صیدا فنزل علیها وتسلّمها غدَ نزولِهِ علیها، وهو یوم الاربعاء الحادی والعشرین من جُمادی الاولی، واقام علیها رَیْثَما قَرّرَ قواعدَها، وسار حتّی اتی بیروت فنزل علیها لیلة

---

order was re-established ۲ ، Palestine ۱

الخميس الثانى والعشرين من جمادى الاولى، وركّب عليها المجانيق
وداوم الزّحفَ والقتال حتّى اخذها فى يوم الخميس التاسع و
العشرين من الشهر المذكور، وتسلّم اصحابُه جُبَيْلَ وهو على
بيروت، ولما فرغ بالُه من هذا الجانب رأى قصدَ عسقلانَ
ولم يرَ الاشتغال بصُورٍ[1] بعد اِنْ نزل عليها ثمّ رأى ان العسكر
تفرّق فى الساحل وذَهَبَ كُلُّ واحدٍ يحصُل لنفسه، وكانوا قد
ضَرِسوا[2] من القتال وملازمة الحرب والنِزال، وكان قد اجتمع فى
صُور من بقى فى الساحل من الفرنج، فرأى ان قصده عسقلان
اولى لانّها ايسر من صور فاتى عسقلان، ونزل عليها يوم الاحد
السادس عشر من جمادى الآخرة من السنة، وتسلّم فى طريقه
اليها مواضع كثيرة كالرّملَة والدارون، واقام على عسقلان
المناجيق وقاتلها قتالا شديدا وتسلّمها يوم السّبت سلخ جُمادى
الآخرة من السنة، واقام عليها الى ان تسلّم اصحابُه غزّة وبيت
جبريل والنّطرون من غير قتال، وكان بين فَتْحِ عسقلان وآخذِ

---

[1] صُور والے مایوسی کے عالم میں شہر حوالے کرنے پر آمادہ تھے کہ عین اُس وقت کونراڈ جس کو عرب مؤرّخ مرقس (Marquess of Montferrat) کہتے ہیں قسطنطنیہ سے براہِ سمندر یہاں آن پہنچا۔ یہ شخص ایک نامور جنگ جو اور ہوشیار سردار تھا اس کے پہنچنے پر فوج کا حوصلہ بڑھ گیا اور اُنھوں نے شہر کے حوالہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اگر عکّا کے بعد فوراً یہ شہر لے لیا جاتا تو اُس کے فتح ہو جانے میں کوئی شک نہ تھا (صلاح الدین ص ۲۲۰ ببعد)۔

[2] fatigued and harassed = دانت کھٹّے ہونا ÷

الفرنج لها من المسلمين خمس وثلاثون سنة ، فانهم كانوا اخذوها من المسلمين فی السابع والعشرين من جمادی الآخرة سنة ثمان و اربعين وخمسمائة [۵۴۸]، هكذا ذكره شيخنا ابن شداد فی السيرة، وذكر الشهاب ياقوت الحموی فی كتابه الذی سمّاه "المشترك وضعا والمختلف صقعاً" انهم اخذوها من المسلمين فی رابع عشر جمادی الآخرة من السنة،

قال ابن شدّاد: لمّا تسلّم عسقلان والاماكن المحيطة بالقدس[۱] شمّر عن ساق الجدّ والاجتهاد فی قصد القدس المبارك، واجتمعت اليه العساكر التی كانت متفرّقة فی الساحل، فسار نحوه معتمداً على الله تعالى مفوّضاً امره اليه منتهزاً الفرصة فی فتح باب الخير الذی حثّ على انتهازه بقوله صلّى الله عليه وسلّم من فتح له باب خيرٍ فلينتهزه فانّه لا يعلم متى يغلق دونه، وكان نزوله عليه يوم الاحد الخامس عشر من رجب سنة ثلاث وثمانين و خمسمائة [۵۸۳]، وكان نزوله بالجانب الغربی، وكان مشحونا بالمقاتلة[۲] من الخيّالة والرجّالة[۳]، وخبّر[۴] اهل الخبرة ممّن كان معه من كان فيه من المقاتلة فكانوا يزيدون على ستّين الفا خارجاً عن

---

۱ Jerusalem، ۲ ای الذين يأخذون فی القتال والتاء للتأنيث على تأنيث الجماعة و الواحد المقاتل،

۳ horse and foot،

۴ خبر الشیٔ علمه بكنهه وحقيقته، estimated

النّساء والصبيان، ثم انتقل لمصلحة[1] رآها الى الجانب الشمالى
فى يوم الجمعة العشرين من رجب ونصب المناجيق وضيّق البلد
بالزّحف والقتال حتّى اخذ النّقب فى السّور مما يلى وادى جهنّم،
ولمّا رأى [الاعداءُ] ما نزل بهم من الامر الذى لا مدفع له عنهم و
ظَهَرتْ اَمَارَاتُ فتح المدينة وظهورِ المسلمين عليهم وكان قد
اشتدّ رُوعهم لِمَا جرى على ابطالهم وحُماتهم من القتل والاسر وعلى
حصونهم من التخريب والهدْم وتحقّقوا أنّهم سائرون الى ما صار
اولئك اليه فاستكانوا وأخذوا فى طَلَب الامان، واستقرّت القاعدة[2]
بالمراسلة من الطّائفتين، وكان تسليمه فى يوم الجمعة السابع
والعشرين من رجب وليلته كانت ليلة المعراج المنصوص عليها
فى القرآن الكريم فانظرْ الى هذا الاتّفاق[3] الغريب العجيب كيف
يَسَّرَ اللهُ تعالى عودَه الى المسلمين فى مثل زمن الاِسراء بِنبيّهم
صلّى الله عليه وسلّم، وهذه علامة قبول هذه الطّاعة من الله
تعالى، وكان فتحُه عظيما شَهِدَه من اهل العلم خلقٌ، ومِن
ارباب الحِذْق والزّهد عالَمٌ، وذلك انّ النّاس لما بلغهم ما يسّر
الله تعالى على يده من فتح الساحل وقَصْدِ القُدْسِ قَصَده العلماء

[1] شہر کے مغربی جانب میں دو برج تھے جنکی زد سلطان کی منجنیقوں پر پڑتی تھی اور محصوروں کے متواتر حملوں کی وجہ سے ان آلات کے نصب کرنے میں رکاوٹ ہوتی تھی (صلاح الدین ۲۲۶) اسی مصنف نے لکھا ہے کہ پانچ دن کے بعد سلطان نے فوجوں کو مشرقی جانب منتقل کر دیا جدھر کی فصیل نسبتاً کم مضبوط تھی ٭

[2] the basis of the treaty [3] extra-ordinary coincidence

من مصر والشام بحيث لم يتخلّف احد منهم، وارتفعت الاصواتُ بالضَّجيج بالدعاء والتهليل والتكبير، وصُلّيت فيه الجُمُعَةُ يومَ فتحِهِ وخَطَبَ الخطيبُ، (قلتُ) وقد تقدّم فى ترجمة القاضى محى الدّين بن محمّد بن على المعروف بابن الزَّكِيّ ذكرُ الخُطْبةِ التى خَطَبَ بها ذلك اليوم فيُكشف منه، ورأيتُ فى رسالة القاضى الفاضل المعروفة بالقُدْسِيّة ان الخطبة اُقيمت يوم الجمعة رابع شعبان،...

قلتُ:

وقد تقدّم فى ترجمة اَرْتُق طَرَفٌ من اخبار القُدْس وانّ الافضل امير الجيوش بمصر اخذ من ولديه سُقْمان وايل غازى ثم ان الفرنج استولوا عليه يوم الجمعة الثالث والعشرين من شعبان سنة اثنتين وتسعين واربعمائة [۴۹۲]، وقيل فى ثانى شعبان، وقيل يوم الجمعة السادس والعشرين من شهر رمضان من السنة، ولم يزل بايديهم حتى استنقذه صلاحُ الدين فى التاريخ المذكور،

نعود الى كلام ابن شدّاد

وكانت قاعدةُ الصّلح انّهم قَطَعوا على انفسهم عن كل رجل عشرين دينارا وعن كل امرأة خمسة دنانير صوريّة وعن كلّ ذكرٍ صغيرٍ وانثى دينارا واحدا فمن احضر قَطِيعَتَه نجا بنفسه والاّ اُخذ اسيرا وفرّج عمّن كان بالقدس من اُسارى المسلمين وكانوا خَلْقًا عظيما واقام به يجمع الاموال ويفرّقها من الاُمراء والرّجال ويجبو

بها الفقهاءَ والزّهاد والوافدين عليه وتقدّم بايصال مَن اقام بقطيعته الى مأمنه وهى مدينة صُور، ولم يرحل عنه ومعه من المال الذى جُبِى له شئٌ وكان يقارب مائتى الف دينار وعشرين الف دينار، وكان رحيلُه عنه يوم الجمعة الخامس والعشرين من شعبان من السّنة[١] [٥٨٣]،

[٣- محاصَرة صُور ٥٨٣-٥٨٤]

ولمّا فتح القُدس حسُنَ عنده فتحُ صُور وعلم انّه إن آخّر أمرها رُبّما عَسِر عليه فسار نحوها حتى اتى عكّا فنزل عليها ونظر فى امورها، ثم رحل عنها متوجّها الى صُور فى يوم الجمعة خامس شهر رمضان من السنة فنزل قريبا منها، وارسل لإحضار آلات القتال، ولمّا تكاملت عنده نزل عليها فى ثانى عشر الشهر المذكور وقاتلها وضايقها قتالا عظيما، واستدعى اسطول مصر فكان يقاتلها فى البرّ والبحر، ثمّ سيّرَ مَن حاصَرَ هُونَين فسُلّمت فى الثالث والعِشرين من شوال من السنة، ثم خرج أُسطُولُ صور فى الليل، فكَبَسَ[٢] اسطولَ المسلمين، واخذوا المقدّم[٣] والرئيس[٤] و

---

[١] لین پول نے فتح قدس کے باب کو ان الفاظ پر ختم کیا ہے: اگر تسخیر قدس کے علاوہ صلاح الدین کے متعلق ہم کو کوئی بات بھی معلوم نہ ہوتی تو صرف اسی سے ثابت کیا جا سکتا تھا کہ وہ اپنے زمانے بلکہ شاید ہر زمانے کے فاتحین میں فروسیت[a] اور فراخی حوصلہ کے اعتبار سے سب سے بڑھ کر تھا (صلاح الدین ص ۲۳۴)، [٢] هجم عليه واحتجه، surprise، [٣] the military chief، [٤] the naval commander،

a) chivalry

خمس قِطَع للمسلمین وقتلوا خلقا کثیرا من رجال المسلمین و ذلک فی السابع والعشرین من الشھر المذکور، وعَظُم ذلک علی السلطان وضاق صَدرُہ، وکان الشِتاء قد ھَجَمَ، وتراکمت الامطار، واستشارھم فیما یفعلون فاشاروا علیه بالرحیل لیستریح الرجالُ ویجتمعوا للقتال فرحل عنھا، وحَمَلُوا من آلات الحصار ما امکن وحرقوا الباقی الذی عَجَزُوا عن حَمله لکثرة الوَحَل والمطر، وکان رحیله یوم الاحد ثانی ذی القعدة من السنة، وتفرقتِ العساکر واعطی کل طائفة منھا دُستُورا وسار کلّ قوم الی بلادھم[1]، واقام ھو مع جماعة من خواصّه بمدینة عَکّا الی ان دخلت سنة اربع وثمانین وخمسمائة [۵۸۴]، ثم نزلوا علی کَوکَبْ[2] فی اوائل المحرّم

[1] سارے فلسطین میں صُور ہی ایک اہم مقام تھا جو سُلطان نے فتح نہ کیا، فرنگیوں کی بچی کھچی فوج سب طرف سے اس میں جمع ہوگئی تھی، سُلطان مذکورۂ متن وجوہات سے مجبور تھا کہ محاصرۂ صور کو اُٹھا دے مگر اس سے بڑی خرابی پیدا ہوئی بقول لین پول سُلطان کو چاہیئے تھا کہ ہر حال میں صُور کو فتح کر لیتا خواہ اس کی آدھی فوج اس میں ضائع ہو جاتی اس لئے کہ آئندہ چل کر یہی مقام فرنگ کا معسکر اور اُن کی تمام مساعی کا مرکز بنا، بغیر اس کے غالباً تیسری صلیبی جنگ ناممکن ہو جاتی، سُلطان کو بلاشبہ مجبوری تھی، اس لئے بھی کہ اس کی فوج میں اقوام مختلفہ جمع تھیں جن کو ہم آہنگ اور یک جہت رکھنا خصوصاً اس صورت میں جب محاصرہ طویل اور دشمن قوی ہو سخت دشوار تھا مگر آئندہ کی خرابیوں پر نظر رکھتے ہوئے یہ مصنف کہتا ہے کہ ہر وقت کے باوجود برّ و بحر سے محاصرہ جاری رکھنا اور نئی آنے والی فوجوں کو بھگا دینا اور سامانِ رسد کی درآمد کو کُلّی مسدود کر دینا لازمی تھا، یہ نہ ہو سکا اور اس محاصرے کے اُٹھنے کے تھوڑی مدت بعد سُلطان کی فتوحاتِ مسلسلہ کا دَور ختم ہوگیا۔ یہ مُدّت وہ تھی جس میں سقوط یروشلم کی اطلاع یورپ میں پہنچی اور وہاں سے فرنگی فوجیں اُدھر آنی شروع ہوئیں (صلاح الدین ص ۱۸۱ بعد)

من السنة، ولم يبق معه من العسكر الّا القليلُ، وكان حصنا حصينا وفيه الرجال والاقوات فعلم انه لا يُؤخذ الّا بقتالٍ شديدٍ فرجع الى دمشق ودخلها فى سادس عشر ربيع الاوّل من السنة،
قال ابن شدّاد: ولمّا كان على كوكب وصلتُ الى خدمته ثم فارقتُه ومضيتُ الى زيارة القُدس والخليل عليه السلام و دخلتُ دمشق يوم دخول السلطان اليها، (قلتُ: وقد ذكرتُ هذا فى ترجمته)

واقام بدمشق خمسة ايّام ثم بلغه انّ الفرنج قصدوا جُبَيل و اغتالوها فخرج مُسرِعًا وكان قد سَيَّر يستدعى العساكر من جميع المواضع وسار يطلب جُبيل، فلما عرف الفرنج بخروجه كُفُّوا عن ذلك، وكان بلغه وصول عماد الدين صاحب سِنجار ومظفّر الدين بن زين الدين وعسكر الموصل الى حلب قاصدين بخدمته والغُزاة معه فسار نحو حِصن[1] الاكراد،

قال ابن شدّاد فى السيرة انّه اتّصل بخدمة السلطان فى مستهلّ جُمادى الاولى من سنة اربع وثمانين [٥٨٤]؛ وجميع ما ذكرته

---

[1] اس قلعہ کا مفصل حال، اُس کا خاکہ اور فوٹو اینسائکلوپیڈیا آف اسلام میں دیکھو۔ یہ نہایت مضبوط قلعہ جو کوہ لبنان کی ایک ناقابل گذر بلندی پر تھا سُلطان نورالدین اور سُلطان صلاح الدین دونوں نے فتح کرنا چاہا مگر نہ کرسکے۔ آخر سنہ ۶۶۹ء میں سُلطان بیبارس نے اس کو فتح کیا، قلعہ اب بھی موجود ہے۔ فرنج اس کو Crac des Chevaliers کہتے تھے +

بروايتى عمّن أثق به، ومن ههنا ما أسطر إلّا ما شاهدته او اخبرنى به من اثق به خبرًا يقارب العيان،

قال: لمّا كان يوم الجمعة رابع جمادى الاولى دخل السلطان بلاد العدوّ على تعبية حسنة ورتّب الأطلاب[1] وسارت الميمنة اوّلا ومقدّمها عماد الدين زنكى والقلب فى الوسط والميسرة فى الاخير ومقدّمها مظفّر الدين فوصل الى أنطرطوس[2] ضاحى نهار الاحد سادس جمادى الاولى فوقف قُبالتها ينظر اليها لأنّ قصده كان جَبَلَة فاستهان امرها فسيّر مَن ردّ الميمنة وأمرها بالنزول على جانب البحر والميسرة على جانب الآخر ونزل هو موضعه والعساكر مُحدِقة بها من البحر الى البحر وهى مدينة راكبة على البحر ولها برجان كالقلعتين فركبوا وقاربوا البلد وزحفوا واشتدّ القتال وباغتوها فما استتمّ نصبُ الخيام حتى صَعِدَ المسلمون سُورَها واخذوها بالسيف وغَنِم المسلمون جميع ما فيها وما بها وأُحرِق البلدُ، واقام عليها الى رابع عشر جُمادى الاولى وسلّم احد البُرجين الى مظفر الدين فما زال يخاربه حتى اخربه،

واجتمع به ولده الملك الظاهر لانّه كان قد طلبه فجاء فى عسكر عظيم ثم سار يريد جَبلة وكان وصوله اليها فى ثانى عشر جُمادى

---

[1] divisions of troops

[2] بلد من سواحل الشام وهى آخر اعمال دمشق من البلاد الساحلية واول اعمال حمص (معجم البلدان)،

الاولی، فما استتمّ نزول العسکر حتی اخذ البلدُ، [1]

وراسله اهل[2] الانطاکیة فی طلب الصّلح فصالحهم لشدة ضجر العسکر[3] من الانکتار[4] وکان الصلح معهم لاغیر علی ان یُطلِقوا کلّ اسیر عندهم والصلح الی سبعة اشهر فان جاءهم من ینصرهم والّا سَلَّمُوا البلد،

ثم رحل السلطان فسأله ولدُه الملکُ الظّاهر صاحبُ حلب ان یجتاز به فاجابه الی ذلك فوصل حلب فی حادی عشر شعبان واقام بالقلعة ثلاثة ایّام وولده یقوم بالضیافة حقَّ القیام، وسار من حلب فاعترضه تقی الدین عمر ابن اخیه واصعده الی قلعة حماة وصنع له طعاما واحضر له سِماعا من جنس ما تعمل الصوفیة وبات فیها لیلة واحدة واعطاه جبلة واللّاذِقِیّة، وسار علی طریق بعلبكّ ودخل دمشق قبل شهر رمضان بایّام یسیرة[5]، ثم سار

[1] اس کے بعد ذیل کے قلعوں کی تسخیر کا مختصر حال مصنّف نے دیا ہے: لاذقیۂ صهیون، بگاس، برزنه، دربشاک، بغراس، اس بیان کو بوجہ طوالت حذف کیا گیا +

[2] Bohemond III اس وقت انطاکیہ کا امیر تھا، اور اُس کا لڑکا ریمونڈ طرابلس الشام کا حاکم +

[3] یہ فوج تین مہینے سے سفر اور لڑائیوں کی مشقّت اُٹھا رہی تھی، اور لوٹ کا مال بھی بہت سا اُس کو مل چکا تھا +

[4] یعنی roi d'Angleterre (= شاہ انگلینڈ، رچرڈ ثانی) +

[5] سُلطانِ کے دمشق آنے پر فوجوں کو آرام کی اجازت مل گئی مگر سلطان رحمہ اللہ نے اپنے لئے آرام تجویز نہیں کیا اور باوجود (بقیہ بر صفحہ ۱۴۰

فی اوائل شھر رمضان یرید صَفَد فنزل علیھا ولم یزل القتال حتّی تسلّمھا بالامان فی رابع عشر شوال و فی شھر رمضان المذکور سُلّمت الکرک سَلّمھا نُوّاب صاحبھا......

قال ثم سار الی کوکب[۱] وضایقوھا وقاتلوھا مُقاتلۃً شدیدۃ و الامطار متوالیۃ والوحول والریاح عاصِفۃ والعدوُّ متسلّط لعلوّ مکانہ فلمّا تیقّنوا انّھم مأخوذون طلبوا الامان فاجابھم الیہ وتسلّمھا منھم فی منتصف ذی القعدۃ من السنۃ،

[۱۲. وقعۃ عکّا - ۵۸۵]

ثم نزل الغور واقام بالمُخیّم بقیّۃ الشھر واعطی الجماعۃ دُستُورًا وسار مع اخیہ العادل یرید زیارۃ القُدس و وداع اخیہ لانّہ کان متوجّھا الی مصر ودخل القُدس فی ثامن ذی الحجۃ وصلّی بھا العید، وتوجّہ فی حادی عشر ذی الحجۃ الی عسقلان لینظر الی امورھا واَخَذَھا من اخیہ العادل وعوّضہ عنھا الکرک، ثمّ مرّ علی بلاد الساحل یتفقّد احوالھا ثمّ دخل عکّا فاقام بھا مُعظم المحرّم من سنۃ خمس وثمانین [۵۸۵] واَصلح اُمورھا ورتّب بھا

(بقیہ صفحہ ۱۳۹) رمضان بھر اپنے فرائض کی ادائیگی میں مصروف ہوگیا اور شام کے شدید سرما اور بارشوں کے زور شور اور زمین کی دلدلی کیفیت غرض ہر مانع سے بے پروا ہوکر اپنے کام میں لگ گیا۔

[۱] کوکب، صفد اور کرک کی فتح سے وادی یردن کو مصر و عرب سے ملانے والے راستے پھر کھل گئے۔

الامیر بہاء الدین قراقوش[1] والیاً وامرہ بعمارۃ سُورِھا وسار الی دمشق فدخلھا فی مستھلّ صفر من السنۃ، واقام بھا الی شھر ربیع الاول مِن السنۃ،

ثم خرج الی شَقِیف[2] اَرنُون وھو موضعُ حَصین فخیّم فی مَرج عُیون بالقرب من الشقیف فی سابع عشر شھر ربیع الاوّل واقام ایّاما یباشر قتالہ کلّ یوم والعساکر تتواصل الیہ، فلمّا تحقّق صاحب[3] الشقیف اَنّہ لاطاقۃ لہ بہ نزَل الیہ بنفسہ فلم یَشعُر بہ الّا وھو قائمٌ علی باب خیمتہ فاَذِنَ لہ فی دُخولہ الیہ واکرمہ واحترمہ وکان من اکبر الفرنج وعقلائھم وکان یُعرف بالعربیّۃ وعندہ اطلاع

---

[1] قراقوش (ترکی میں عقاب کو کہتے ہیں) خادم صلاح الدین، اور اس کے زمانۂ استقلال میں "زمام قصر مصر" اور اُس کی غیبت میں نائب مصر، نیک بخت، عالی ہمت، نیک نیت آدمی تھا، قلعہ جبل۔ فصیل قاہرہ و مصر، کئی پلیں اور سرائیں اور اوقاف اپنی یادگار چھوڑے۔ محاصرۂ عکّا میں گرفتار ہوا، اور ادائے زر فدیہ کے بعد سلطان کے پاس پہنچا، ۵۹۷ میں فوت ہوا +

[2] ھو قلعۃ حصینہ جدّاً فی کھف من الجبل قرب بانیاس من ارض دمشق بینھا وبین الساحل (معجم)

[3] Belfort یعنی ریجینلڈ صیدائی، سلطان نے اسیرانِ حطین میں سے شاہ یروشلم اور بعض اکابر فرنج کو یہ اقرار لے کر چھوڑ دیا تھا کہ وہ سلطان کے خلاف کبھی ہتھیار نہ اُٹھائیں گے۔ پادریوں نے اس حلف کو باطل قرار دے دیا اور بادشاہ مذکور فوج جمع کر کے عکّا کی طرف بڑھا۔ ریجینلڈ کی چالاکی سے سلطان کے چار مہینے شقیف پر ضائع ہوئے اور شاہ یروشلیم نے لشکر اور سامان جمع کر لیا اور سلطان سے پہلے عکّا کے سامنے خندقیں بنا کر بیٹھ گیا (صلاح الدین ص ۲۵۳ ببعد)

على شيءٍ من التواريخ والاحاديث وكان حسن التأنّي لتاحضر بين يدى السلطان واكل معه الطعام ثم خلا به، وذكر انّه مملوكه و تحت طاعته وانّه يسلّم اليه المكان من غير تعب واشترط ان يُعطى موضعا يسكنه بدمشق فانه بعد ذلك لايَقْدِر على مُساكنة الفرنج واقطاعا يقوم به وباهله وشروطا غير ذلك، فاجابه الى ذلك،

وفى اثناء شهر ربيع الاوّل وصله الخبر بتسليم الشَّوْبَك وكان السلطان قد اقام عليها جمعا يحاصرونه مدّة سنة كاملة الى ان نَفِد زادُ مَن كان فيه فسلّموه بالامان،

ثم ظهر للسلطان بعد ذلك انّ جميع ما قاله صاحبُ الشَّقيف كان خديعةً فرسَم عليه ثم ظهر له ان الفرنج[1] قصدوا عكّا ونزلوا عليها يوم الاثنين ثالث عشر رجب سنة خمس وثمانين [۵۸۵]، وفى ذلك اليوم سيّر صاحب الشقيف الى دمشق بعد الاهانة الشديدة واتى عكّا ودخلها بغتةً ليقوّى قلوب من بها وسيّر استدعى العساكر من كلّ ناحية فجاءته، وكان العدوّ بمقدار الفى فارس وثلاثين الف راجل ثم تكاثر الفرنج واستفحل امرُهم واحاطوا بعكّا ومنعوا مَن يدخل اليها ويخرج، وذلك يوم الخميس سَلْخ رجب؛ فضاق صدرُ السلطان لذلك، ثمّ اجتهد فى فتح الطريق اليها لتستمرّ السابلةُ بالمِيرة والنَّجَدَة[2] وشاوَرَ الامراءَ فاتّفقوا على

[1] یعنی King Guy شاہ یروشلم اور اسکی فوج +

[2] reinforcements

مضايقة العدو ولينفتح الطريق ففعلوا ذلك وانفتح الطريق وسلكه المسلمون ودخل السّلطانُ عكّا فاشرف على اُمورها،

ثمّ جرى بين الفريقين مُناوشات فى عدّة ايّام وتأخّر[1] النّاس الى تَلّ العِياضية وهو مشرفٌ على عكا وفى هذه المنزلة توُفّى الامير حُسام الدين طُمان المقدّم .... وذلك ليلة نصف شعبان سنة خمس وثمانين وخمسمائة [۵۸۵] وكان من الشّجعان،

ثمّ انّ شيخنا ابن شدّاد ذكر بعد هذا وقعات ليس لنا غرضٌ فى ذكرها وتطوّل هذه الترجمة باستيفاء الكلام فيها اذ ليس الغرض سوى المقاصد[2] لاغير، ......

قال ابن شدّاد: سمعتُ السّلطان ينشدُ وقد قيل له انّ الوَخم

---

[1] retired to ، تل عیاضیہ کوہ لبنان کی ایک پہاڑی پر تھا، سردیوں میں عکّا کے میدان میں ملیریا پھیل جاتا ہے۔ بلندی پر اس سے نجات تھی اور دشمن سے بھی یہ مقام محفوظ تھا اور اُس کی نقل و حرکت پر نظر بھی رکھی جا سکتی تھی صورتِ حالات یہ تھی کہ عکّا میں فرنجیوں نے مسلمانوں کو محصور کر رکھا تھا۔ اور سلطان نے محاصرین کو، مگر سلطان نے اپنی علالت کی وجہ سے اپنے مشیروں کی رائے کو قبول کر کے فوج کو متصلہ پہاڑیوں پر ہٹا لیا ورنہ غالباً شعبان ۵۸۵ ھ میں سلطان کی فتح پر جنگ کا خاتمہ ہو گیا ہوتا۔ مزید توقف کے فیصلے سے شاہ یروشلم کو مہلت مل گئی اور وہ لوگ جو سقوط یروشلم کی خبر یورپ میں شائع کر رہے تھے اُن کو وقت مل گیا کہ وہ وہاں کے بادشاہوں کو جنگ پر آمادہ کریں اور فوجیں لے کر یروشلم کو دوبارہ فتح کرنے کی نیّت سے مشرق کا رُخ کریں (صلاح الدین ص ۲۶۵ بعد)

[2] Main points +

قد عَظُم بمرج عكّا وانّ الموت قد فشَا فى الطائفتين ؎

اُقتُلُونی و مالکا　　　　واقتُلُوا مالکًا معی

یرید بذلك اَنّه قد رَضِی اَن یُتلفَ کما اَتلفَ اللّٰہُ اعداءہ

(قلتُ) وھذا البیت له سببٌ یحتاج الی شرح، وذلك انّ مالك بن الحارث المعروف بالاَشتَر النّخَعیّ کان من الابطال المشھورة وھو من خواص علیّ بن ابی طالب رض تماسك فی یوم وقعة الجَمَل المشھورة ھو وعبد اللّٰه بن الزّبیر ابن العَوّام وکان ایضا من الابطال وابن الزّبیر یومئذ مع خالته عائشة اُمّ المؤمنین رض وطلحة والزّبیر رض وکانوا یحاربون علیّاً رض، فلمّا تماسکا صار کلٌّ واحد منھما اذا قوِی علی صاحبه جعله تحته ورکِبَ صدره وفعل ذلك مرارا وابن الزّبیر ینشد ؎

اقتلونی و مالکا　　　　واقتلوا مالکا معی

یرید الاشتر النّخعی ھذه خلاصة القول فی ذلك و ان کانت القصّة طویلة وھی فی التواریخ مبسوطة......

[الباب الرّابع۔ صلاح الدّین والانکسار

۵۸۵ - ۵۸۷

۱۔ محاصرۃ عکّا وخروجہ من ایدی المسلمین

۵۸۵ - ۵۸۷]

رجعنا الی ماکنّا فیہ

قال ابن شداد: ثم ان الفرنج جاءھم الامدّاد[۱] من داخل البحر واستظھروا علی الجماعۃ الاسلامیّۃ بعکّا، وکان فیھم الامیر سیف[۲] الدّین علی بن احمد المعروف بالمَشْطُوب الھکّاریّ، والامیر بھاء الدین قَراقُوش الخادم الصَّلاحی وضایقوھم اشدّ

---

[۱] یعنی افواج یورپ +

[۲] اس کا حال وفیات ۱ : ۵۹ ببعد پر ہے۔ مشطوب امیر اکراد تھا "ولم یکن فی امراء الدولۃ الصلاحیۃ احد یضاھیہ ولا یدانیہ فی المنزلۃ وعلو المرتبۃ وکانوا یسمّونہ الامیر الکبیر وکان ذلک علَمًا علیہ عندھم لا یشارکہ فیہ غیرہ" ۵۸۸ میں فوت ہوا، "قیل لہ ذلک (المشطوب) لشطبۃ کانت بوجھہ" (وفیات)

المضايقة الى ان غلبوا على حِفظ[۱] البلد، فلما كان يوم الجمعة سابع عشر جمادى الاخرى من سنة سبع وثمانين وخمسمائة [۵۸۷] خرج من عكّا رجل عوّامٌ ومعه كتب من المسلمين يذكرون حالهم ومالهم فيه وانّهم قد تيقّنوا الهلاك ومتى اخذوا البلاد عنوةً ضُربت رقابهم، وانّهم صالحوا على ان يُسلّموا البلد وجميع ما فيه من الآلات والاسلحة والمراكب ومأتى الف دينار وخمسمائة اسير مجاهيل[۲] ومائة اسير معيّنين[۳] من جهتهم وصليب[۴] الصَّلبُوت على ان يخرجوا بانفسهم سالمين وما معهم من الاموال والاقمشة المختصّة بهم وذراريهم ونسائهم وضمنوا للمركيس[۵] لانه كان الواسطة فى هذا الامر اربعة آلاف دينار، ولمّا وقف السلطانُ على الكتب المشار اليها انكر ذلك انكارًا عظيمًا وعظُم عليه هذا الامر[۶] وجمع اهل الرّأى من اكابر دولته وشاورهم فيما يصنع واضطربت آراؤه وتقسّم فكره وتشوّش حالُه وعزم على ان يكتب فى تلك الليلة مع العوّام ويُنكر عليهم للمصالحة على هذا الوجه وهو يتردّد فى هذا فلم يشعُر الّا وقد ارتفعت اعلامُ العدوّ وصُلبانه وناره

---

۱ keeping the town

۲ not designated

۳ whose names were mentioned

۴ Cross of the Crucifixion

۵ Marquis = مرکیس مراد ہے۔ Conrad of Monferrat

۶ اس لئے کہ جنگ رملہ کے بعد ۱۴ سال میں ایک دفعہ بھی سلطان کو بجز فتحمندی کوئی دوسری صورت دیکھنے کا اتفاق نہ ہوا تھا۔

وشِعارُه[۱] علی اسوار البلد وذلک فی ظَهِیرۃِ یومِ الجمعۃ سابع عشر جُمادی الآخرۃ من السَّنۃ[۲] [۵۸۷] وصاح الفرنج صَیْحۃً عظیمۃً واحدۃً وعَظُمت المصیبۃ علی المسلمین واشتدّ امرُهم وحُزنهم ووقع فیهم الصّیاح[۳] والعَوِیلُ والبُکاء والنَّحِیبُ[۴]،

[۲۔ مسیر العدو علی الساحل وحدیث الصلح [۵۸۷]

ثم ذکر ابن شدّاد بعد هذا انّ الفرنج خرجوا من عَکّا

۱؎ their distinctive emblems

۲؎ محاصرہ نے دو سال طول کھینچا تھا؛ اور اس وقت محاصرین میں سے رچرڈ شاہ انگلستان اور فلپ شاہ فرانس اور اُن کی فوجیں شامل تھیں، گو سلطان کی امداد کے لئے بہت سی نئی افواج اطراف سے آگئی تھیں مگر محصورین نے تنگ آکر بغیر مزید انتظار کے ہتھیار ڈال دئے۔ اِن محصوروں کی نسبت سفرنامۂ شاہ رچرڈ کے مصنّف کی رائے یہ ہے: اس روز یہ مشہور ترک جن کی بہادری اور مہارت جنگ حیرت ناک تھی۔ شہر کی فصیل پر نظر آنے لگے۔ محاصرین ان محصورین کے خوش و خُرّم چہروں کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے۔ یہ لوگ کامل افلاس کی حالت میں عَکّا کو چھوڑنے لگے تھے۔ مگر ان کو عکّا کے ہاتھ سے نکل جانے نے مایوس نہیں کر دیا تھا اور ان کے چہروں سے کسی قسم کا ہراس نمایاں نہ تھا بلکہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ فتحیاب وُہ ہیں (صلاح الدین ص۹۶ ببعد)

۳؎ to wail and groan.

۴؎ lamentation

قاصدین عسقلان لیأخذوھا[1] وساروا علی الساحل والسلطانُ و عساکرہ قُبالتُھم الی ان وصلوا الی اَرْسُوف وکان بینھما قتالٌ عظیم ونال المسلمین منه وھنٌ شدیدٌ[2]، ثمر ساروا علی تلک الھیئة تتمّة عشر منازل من مسیرھم من عکّا، واتی السّلطان الرَّمْلَة،

واتاہ من اخبرہ بانّ القوم علی عَزْمِ عِمارۃ[3] یافا وتقویتھا بالرجال والعُدَد والآلات فاحضر السلطان ارباب مشورته و شاورھم فی امر عسقلان وھل الصواب خرابُھا ام بقائُھا فاتفقت آرائھم ان یبقی الملک العادل قُبالَةَ العدُوّ ویتوجّه السّلطانُ بنفسه ویخرّ بھا خوفا من اَن یَصِلَ العدُوُّ الیھا ویستولی علیھا وھی عامرۃٌ ویأخذ بھا القُدْسَ وینقطع بھا طریق مصر وامتنع

---

[1] رچرڈ کی غرض یہ تھی کہ ساحل کے ساتھ ساتھ یافہ اور عسقلان تک جائے اور ان مقامات کو فتح کرکے اپنا جنگی مرکز بنائے۔ پھر وہاں سے قدس کو دوبارہ لے، فلپ شاہ فرانس اور رچرڈ میں جھگڑا ہوگیا تھا، اسلئے عکّا ہی سے فلپ فرانس کو واپس ہوگیا (دیکھو صلاح الدین ص ۳۰۶)

[2] اس جنگ کا مفصّل حال صلاح الدین ص ۳۱۴ بعد پر سفرنامۂ شاہ رچرڈ سے نقل ہوا ہے۔ بقول لین پول فلسطین میں یہ جنگ شاہِ رچرڈ کا بہترین کارنامہ تھا، یہ ساحلی سفر ماہرانہ جنگی قیادت کے ساتھ سرانجام دیا گیا، گو کل فاصلہ ۶۰ میل اور مدّت سفر بیس دن تھی، لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اصل مقصودِ صلیبیہ کا اِس سفر سے فتح قدس تھا، اس کو حاصل کرنے کے لئے وہ یافہ سے فقط ایک دن کی راہ قدس کی جانب بڑھنے پائے اور بس، ارسوف کے نقصانات کے باوجود سُلطان کی قوت بدستور باقی تھی اور اس کی فوج قدس کی راہ روک کر کھڑی تھی +

[3] rebuilding

العسكرُ من الدُّخول وخافوا ممّا جَرَى على المسلمين بعكّا ورأوا انّ حِفْظَ القُدْس أَوْلَى، فتعيّنَ خرابُها من عدّةِ جهاتٍ، و كان هذا الاجتماع يوم الثلاثاء سابع عشر شعبان سنة سبع و ثمانين وخمسمائة [٥٨٧] فسار اليها سُحْرَةَ الاربعاء ثامن عشر الشهر، قال ابن شدّاد: وتحدّث معى فى معنى خرابها بعد ان تحدّث مع ولده الملك الافضل فى امرها ايضًا، ثم قال: لَأَنْ أَفْقِدَ وَلَدِى جميعَهم أَحبُّ الىّ مِن أَن أَهْدِمَ منها حَجَرًا ولكن اذا قضى الله تعالى ذلك وكان فيه مَصْلَحَةٌ للمسلمين فما الحيلة فى ذلك،

قال ولمّا اتّفق الرّأى على خرابها اوقع الله فى نفسه ذلك و أَنَّ المَصْلَحَةَ فيه بعَجْز المسلمين عن حِفْظها وشَرَعَ فى خرابها سُحْرَةَ يوم الخميس التاسع عشر من شعبان من السنة، وقَسَمَ السُّورَ على المسلمين، وجَعَلَ لكُلّ امير من العسكرِ بَدَنَةً[١] معلومةً و برجا معيّنا يخرّبونه ودخل الناس البلدَ ووقع فيهم الضَجيجُ والبكاءُ وكان بَلَدًا خفيفًا[٢] على القلب مُحْكَمَ الاسوارِ عظيمَ البناء مرغوبا فى سَكَنه، فلحق الناس على خرابه حزنٌ عظيمٌ، وعَظُمَ عويلُ اهل البلد عليه لفِراقهم اوطانَهم وشَرَعوا فى بَيْع مالا يَقْدِرُونَ على حمله فباعوا ما يساوى عشرةَ آلافٍ بدرهمٍ وباعوا اثنى عشر طيرٍ

---

[١] a curtain ; [٢] very agreeable

دجاج بدرهمٍ واحدٍ واختُلِطَ[1] البلد وخرج الناس باهلهم واولادهم الى المخيّم وتشتّتوا فذهب قومٌ منهم الى مصر وقومٌ الى الشّام وجرت عليهم امورٌ عظيمةٌ، واجتهد السلطانُ واولادُه فى خرابها كى لا يسمع العدوّ فيتسرّعُ اليه ولا يمكن من خرابها وبات الناسُ على اصعب حالٍ واشدِّ تعبٍ ممّا قاسوه فى خرابها،

وفى تلك الليلة وصل من جناب الملك العادل مَن اخبرَ اَنّ الفرنج[2] تحدّثوا معه فى الصلح وطلبوا جميعَ البِلاد الساحلية، فرأى السّلطان اَنّ فى ذلك مَصلحة لِمَا عِلم مِن نفوس الناس من الضّجَر مِن القتالِ وكثرةِ ما عليهم من الدّيون وكتب اليه بأذن له فى ذلك وفوّض الامرَ الى رأيه، واصبح يوم الجمعة العشرين من شعبان وهو مصرٌّ على الخراب واستعمل النّاسَ عليه وحثّهم على العَجَلة فيه واَباحهم ما فى المِفرى[3] (الذى كان على الميرة) مذخورا خوفا من هُجوم الفرنج والعَجْز عن نَقْله واَمَرَ باحراق البلدِ فاُضرِمت النيران فى بيوته وكان سُورها عظيما ولم يزل الخراب يعمل فى البَلَد الى سلخ شعبان من السنة، واصبح يوم الاثنين مستهلّ شهر رمضان امر ولده الملك الافضل

---

[1] all was confusion in the town ،

[2] granary ،

[3] صلح کی تحریک رچرڈ کی طرف سے ہوئی، اس کی تفصیل کے لئے دیکھو صلاح الدین ص ٣٢٦ ببعد ؛

ان يباشر ذلك بنفسه وخواصّه ولقد رأيته يحمل الخشب بنفسه لاجل الاحراق،

وفي يوم الاربعاء ثالث شهر رمضان اتى الرّملة ثم خرج الى لُدّ واشرف عليها وامر باخرابها واخراب قلعة الرّملة ففُعل ذلك،

وفي يوم السبت ثالث عشر رمضان تأخر السلطان بالعسكر الى جهة الجبل ليتمكّن النّاس من تسيير دوابهم لاحضار مايحتاجون اليه ودار السّلطانُ حول النّطرون وهي قلعةٌ منيعةٌ فأمر باخرابها وشرع النّاسُ في ذلك،

[۳- انعقاد الصّلح ۵۸۸]

ثم ذكر ابن شداد بعد هذا ان الانكتار[1] وهو من اكابر ملوك الافرنج سيّر رسوله الى الملك العادل يطلب الاجتماع به فاجابه الى ذلك، واجتمعا يوم الجمعة ثامن عشر شوال من السنة وتحادثا مُعظم ذلك النهار وانفصلا عن مُودّةٍ اكيدةٍ والتمس الانكتارُ من العادل ان يسأل السّلطان ان يجتمع به فذكر ذلك العادل للسلطان فاستشار اكابر دولته في ذلك ووقع الاتّفاق على انه اذا جرى الصلحُ بيننا يكون الاجتماعُ بعد ذلك، ثم وصل رسول الانكتار وقال: إنّ الملك يقول انّي احبّ صداقتك ومودّتك و انت تذكر انّك اعطيت هذه البلاد الساحليّة لاخيك فاريدُ

[1] مراد رچرڈ شاہ انگلستان سے ہے (دیکھو ص ۱۳۹ حاشیہ ۴)

اَنْ تکون حَکَمًا بینی و بینہ ولا بُدّ اَنْ یکون لنا عُلْقَۃٌ[1] بالقُدُس، واطال الحدیثَ فی ذلک فاجابہ السلطانُ بوعدٍ جمیلٍ واَذِن لہ فی العَود فی الحال وتأثَّرَ[2] لذلک تاثیرًا عظیمًا، قال ابن شدّاد: وبعد انفصال الرّسول قال لی السلطانُ متی صالحناھم لم نأمن غائلتَہم ولو حَدَثَ بی حادِثُ الموتِ ما کانت تجتمع ھٰذہ العساکرُ وتقوی الفرنجُ والمَصلَحَۃ ان لا نزول عن الجِھاد حتّی نُخرجَھم من الساحل او یأتینا الموتُ، ھٰذا کان رأیُہ وانّما غُلب علی الصّلح،

قال ابن شدّاد: ثم تردّدت الرُّسُل بینھم فی الصلح واطال القولَ فی ذلک فترکتُہ اذ لاحاجۃَ الیہ وجرتْ بعد ذلک وقعاتٌ اَضْرَبْتُ عن ذکرھا لطول الکلام فیھا، وحاصلُ الامر انّہ تمّ الصُّلح بینھم وکان الانجاز[3] یوم الاربعاء الثانی والعشرین

---

[1] ای فی ھذا المال عُلْقَۃٌ ای تعلّقٌ ؎

[2] یعنی قاصد بہت متاثر ہوا، صلح کی گفتگو نہایت مختصر ہے مفصل حالات کے لئے دیکھو صلاح الدین ص ۳۲۷ بعد،

[3] peace was concluded and ratified، شرائط صلح یہ تھیں کہ ساحل کے شہر عکّا سے یافہ تک شاہ رچرڈ کو ملیں۔ عسقلان جو اُس نے پھر آباد کیا تھا دوبارہ ویران کر دیا جائے مسلم اور فرنج ایک دوسرے کے شہروں میں آئیں جائیں۔ عیسائی زائروں کو قُدْس کی زیارت کی اجازت ہو، مُدّت صلح تین سال تھی۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ صلح (بقیہ برصفحہ ۱۵۳)

من شعبان سنة ثمان وثمانين وخمسمائة [۵۸۸] ونادى المُنادى بانتظام الصلح، وانّ البلاد الاسلامية والنصرانية واحدةٌ فى الامن والمسالمة، فمَن شاء مِن كلّ طائفة ان يتردّد الى بلاد الطائفة الأُخرى فمن غير خوف ولا محذور، وكان يوما مشهودا نال الناس من الطائفتين فيه من المسرّة مالا يعلمه الّا اللهُ تعالى، وقد عَلِمَ اللهُ تعالى اَنّ الصلح لم يكن عن مَرضاته[1] وايثاره لكنّه رأى المصلحة فى الصلح لسَآمَة العسكر ومُظاهرتهم بالمخالفة، وكان مصلحةً فى علم الله تعالى فانّه انفقتْ وفاتُه بعد الصلح فلو اتّفق ذلك فى اثناء وَقَعاتِه كان الاِسلام على خطَر،

(بقیہ صفحہ ۱۵۱)
سے پہلے دریائے یردن کے مغرب میں ایک انچ زمین بھی مسلمانوں کے قبضے میں نہ تھی۔ اس ـــــ سے. پانچ سال بعد یہ صلح ہوئی، اس عرصے میں پوپ کی درخواست پر سارا یورپ مصروف پیکار ہوگیا، پھر بھی صلح کے بعد سارا فلسطین بدستور سلطان کی سلطنت میں شامل رہا بجز ساحل کے اُس تنگ حصّہ کے جو صور سے یافہ تک پھیلا ہوا ہے (دیکھو صلاح الدین ص ۳۵۶ ببعد)+

[1] ضمیر راجع بسلطان +

خاتمة

[وفاته رح

٥٨٩]

ثم اعطى العساكر الواردة عليه من البلاد البعيدة برسم النجدة[1] دستوراً فساروا عنه وعزم على الحج لما فرغ باله من هذه الجهة، وتردد المسلمون الى بلادهم[2] وجاؤا هم الى بلاد المسلمين، وحملت البضائع والمتاجر الى البلاد وحضر منهم خلق كثير لزيارة القدس وتوجه السلطان الى القدس ليتفقد احوالها واخوه الملك العادل الى الكرك وابنه الملك الظاهر الى حلب وابنه الافضل الى دمشق واقام السلطان بالقدس يقطع الناس ويعطيهم دستوراً ويتأهب للمسير الى الديار المصرية

---

[1] for reinforcing the army

[2] يعني بلاد الفرنج

وانقطع شوقه عن الحج ولم يزل كذلك الى ان صح عنده سير مركب الانكتار متوجها الى بلاده فى مستهل شوال، فعند ذلك قوى عزمه على ان يدخل الساحل جريدة يتفقد القلاع البحرية الى بانياس ويدخل دمشق ويقيم بها اياما قلائل ويعود الى القدس ومنه الى الديار المصرية،

قال شيخنا ابن شداد: وامرنى بالمقام فى القدس الى حين عوده لعمارة مارستان[٢] انشأه به وتكميل المدرسة التى انشأها فيه، وسار منه ضاحى نهار الخميس السادس من شوال سنة ثمان وثمانين وخمسمائة [٥٨٨]،

ولما فرغ من افتقاد احوال القلاع وازاحة خللها دخل دمشق بكرة الاربعاء سادس عشر شوال وفيها اولاده الملك الافضل والملك الظاهر والملك الظافر مظفر الدين الخضر المعروف بالمشمر واولاده الصغار وكان يحب البلد ويؤثر الاقامة فيه على سائر البلاد، وجلس[٣] للناس بكرة يوم الخميس السابع عشر منه وحضروا عنده وبلّوا[٤] شوقهم منه وانشدوه الشعرا ولم يتخلف احد منهم عنه من الخاص والعام واقام ينشر جناح عدله ويهطل سحاب انعامه وفضله ويكشف مظالم الرعايا،

---

١ with an escort of cavalary ٢ hospital

٣ held a public audience

٤ were enabled to gratify their desire

فلما كان يوم الاثنين مستهلّ ذى القعدة عَمِل الملكُ الافضل دعوةً للملك الظاهر، لانّه لمّا وصل الى دمشق و بلغه حركةُ السلطان اقام بها لِيَتَمَلّى[1] بالنظر اليه ثانياً وكانّ نفسه كانت قد احسّت بدُنوّ اجله فودّعه فى تلك الدّفعة مراراً متعدّدة، ولمّا عمل الملكُ الافضل الدعوةَ اظهر[2] فيها من الهمم العالية ما يليق بهمّته، وكانّه اراد بذلك مجازاته عمّا خدمه به حين وصل الى بلده، وحضر الدعوةَ المذكورة اربابُ الدنيا والآخرة، وسأل السلطانَ الحضورَ فحضرَ جبْراً لقلبه، وكان يوماً مشهوراً على ما بلغني، ولمّا تصفّح الملكُ العادل احوالَ الكرَك واصلح ما قصَدَ اصلاحه سار قاصداً الى البلاد الفراتيّة فوصل الى دمشق يوم الاربعاء سابع عشر ذى القعدة وخرج السلطان الى لقائه واقام يتصيد حوالى غَباغِب[3] الى الكُسْوَة[4] حتى لقيه وسارا جميعاً يتصيّدان، وكان دخولهما الى دمشق آخر نهار الاحد حادى عشر ذى الحجة سنة ثمان وثمانين [٥٨٨]

واقام السلطان بدمشق يتصيّد هو واخوه واولاده و

[1] to enjoy a thing long

[2] displayed magnificence

[3] نواحی دمشق میں شہر سے ۶ فرسخ پر ایک گاؤں ہے (معجم)

[4] دمشق سے مصر کو جائیں تو یہ گاؤں پہلی منزل پر آتا ہے ۔

يتفرجون فى اراضى دمشق ومَواطن الظباء وكأنه وَجد راحةً مما كان به من مُلازمه التعبِ والنصب وسهر الليلِ وكان ذلك كالوَداع لاولاده ونَسِىَ عزمَه الى مصرَ وعرضت له امورٌ أُخرُ وعزماتٌ غير ماتقدّم ،

قال ابن شدّاد: ووَصلنى كتابُه الى القُدس يستدعينى لخدمته وكان شِتاءٌ عظيمًا ووَحلا شديدا فخرجتُ من القدس فى يوم الجمعة الثالث والعشرين من المحرم سنة تسع و ثمانين، وكان الوصول الى دمشق فى يوم الثلاثاء ثانى عشر صفر من السنة، وركب السلطان لملتقى الحاجّ يوم الجمعة خامس عشر صفر وكان ذلك آخِرَ رُكوبِهِ ،

ولمّا كان ليلة السَّبت وَجدَ كَسَلاً عظيما وما تنصف الليلُ حتى غشيته حُمّى[1] صفراوية وكانت فى باطنه اكثر منها فى ظاهره واصبح يوم السبت متكسّلا عليه آثرُ الحُمّى، ولم يظهر ذلك للناس لكن حضرتُ عنده انا والقاضى[2] الفاضل فدخل ولدُه الملك الافضل وطال جُلوسُنا عنده واخذ يشكو قَلقَه فى الليل وطاب له الحديثُ الى قريب الظُهر، ثمّ

---

[1] bilious fever

[2] ابو على عبد الرحيم بن بهاء الدين اللخمى المصرى الدار المعروف بالقاضى الفاضل الملقب مجير الدين وزير سلطان صلاح الدين کا حال وفیات ۱: ۴ ۲۸ پر دیکھو۔ قاضى موصوف ۵۹۶ھ میں فوت ہوئے ۔

انصرفنا وقلوبنا عنده، فتقدّم الينا بالحضور على الطعام فى خدمة ولده الملك الافضل، ولم يكن للقاضى الفاضل فى ذلك عادة فانصرف ودخلتُ فى الايوان القِبْلِى[1] وقد مُدّ السماطُ وابنه الملك الافضل قد جلس فى موضعه فانصرفتُ وما كانت لى قوّةٌ فى الجلوس استيحاشًا له وبكى فى ذلك اليوم جماعة تفاؤلا بجلوس ولده فى موضعه، ثم اخذ المرض يتزايد من جسده ونحن نلازم التردّد طرَفَي النهار وندخل انا والقاضى الفاضل فى النهار مرارًا وكان مَرَضُه فى رأسه وكان من آمارات انتهاء العُمُرِ غَيْبَةُ طبيبِه الّذى كان قد عَرَفَ مزاجَه سَفَرًا وحَضَرًا ورأى الاطبّاء فَصْدَه فَفَصَدُوه فى الرابع فاشتدّ مرضُه وقَلَّتْ رُطوباتُ بدنه وكان يغلب عليه اليُبْسُ ولم يزل المرض يتزايد حتى انتهى الى غاية الضعف واشتدّ مرضه فى السادس والسابع والثامن ولم يزل المرضُ يتزايد ويَغِيبُ[2] ذهنُه، ولمّا كان التاسع حَدَثَت له غَشْيةٌ وامتنع من تناوُلِ المشروب واشتدّ الخوفُ فى البلد وخاف الناسُ ونقلوا اَقْمِشَتَهم من الاسواق وعلا الناسَ مِن الكآبة والحُزْن مالا يُمْكِنُ حكايتُه، ولمّا كان العاشر من مرضه حُقِنَ دَفْعَتَيْنِ وحَصَلَ من الحقن

[1] جنوبى ۔

[2] his intellect became deranged

بعضُ الراحة وفَرِح الناسُ بذلك، ثمر اشتدّ مرضُه و آيِس منه الاطبّاءُ، ثمر شَرَعَ الملكُ الافضلُ فی تحلیف النّاس، ثمر انّه تُوُفّی بعد صلاة الصبح من یوم الاربعاء السابع والعشرین من صفر سنة تسع وثمانین وخمسمائة [۵۸۹ھ]،

وکان یوم موته یومًا لمر یُصِبِ الاسلامُ والمسلمون بمثله منذ فقد والخلفاءَ الراشدین رضی الله عنهم وغَشِی القلعةَ والمُلكَ والدنیا وحشةٌ لا یَعلَمُها الّا الله تعالیٰ، وبالله لقد کنتُ اسمع من النّاس انّهم یتمنّون فِداءَ مَن یَعِزّ علیهم بنفوسهم وکنتُ اَتوهّم ان هذا الحدیث علی ضَربٍ[1] من التجوّز والترخّص الی ذلك الیوم فانّی علمتُ من نفسی ومن غیری انّه لو قُبِل الفِدٰی بالاَنفس لَفُدِیَ بالانفُس، ثم جلس ولده الملك الافضل للعزاء، وغسّله الدَّوْلَعی[2]، ......

قال: واُخرج بعد صلاة الظُّهر رحمه الله تعالی علی تابوت مُسجّیً بثوب فُوطةٍ فارتفعت الاصواتُ عند مشاهدته و اَخذ الناس فی البکاء والعویل وصلّوا علیه اَرسالاً[3]، ثمر اعید الی الدار الّتی فی البستان وهی الّتی کان متمرّضا بها و دُفن فی الصُّفّة الغربیة منها وکان نُزولُه فی حفرته قریبا من صلاة العصر،

---

[1] one of hyperboles & lax expressions، [2] خطیب جامع دمشق ۔
[3] in successive bands

ثمّ اطال ابن شدّاد القول فی ذلك فحذفته خوفا من المَلالة وَاَنْشَد فی آخر السِيْرة بیت ابی تمّام الطائیّ وهو ؎

ثم انقضت تلك السِنُوْنُ واهلُها
فکانّها وکانّهم اَحلامُ

رحمهُ الله تعالیٰ وقدّس روحه فلقد کان من محاسن الدنیا وغرائبها،

وذکر سِبْط ابن الجَوْزِیّ فی تاریخه فی سنة ثمان وسبعین وخمسمائة ما مثاله: وفی خامس المحرم خروج صلاح الدّین من مصر فنزل البِرْکَة قاصدا الشام وخرج اعیانُ الدولة لوَداعه وانشده الشعراء ابیاتًا فی الوَداع فسَمِع قائلاً یقول فی ظاهر الخیمة ؎

تَمَتَّعْ من شَمیم عَرارِ نجدٍ
فمابعدَ العَشیّةِ مِن عَرارِ

فطلب القائلَ فلم یُوجد فوجَم السّلطانُ وتطیّر الحاضرون فکان کما قال، فانّه اشتغل ببلاد الشرق والفرنج ولم یَعُدْ بعدَها الی مصر، (قلتُ) وهذا البیت من جملة ابیات فی الحَماسة فی باب النسیب، وذکر شیخُنا عزُّ الدین ابن الاثیر فی تاریخه الکبیر هذه القضیة علی صورةٍ اُخریٰ فقال: ومن عجیب ما یُحکی من التطیّر اَنّه لمّا برَز عن القاهرة اقام بخیمته

حتیٰ تجتمعَ العساکرُ وعنده اعیان دولته والعلماء وارباب الآداب فمن بین مُودِّعٍ له وسائرٍ معه وکلٌّ واحد منهم یقول شیئاً فی الوَداع والفراق وفی الحاضرین مُعلّمٌ لبعض اولاده، فاخرجَ رأسه من بین الحاضرین وانشد هذا البیت فانقبض صلاحُ الدین وتَطیّرَ بعد انبساطهِ وتنکّر المجلسُ علی الحاضرین فلم یَعُدْ الیها الی ان مات مع طول المدّة،

وذکر ابن شدّاد ایضاً فی اوائل السیرة انه مات ولم یخلف فی خزائنه من الذهب والفضّة الاّ سبعة واربعین درهما ناصِریّةً[1] وجرْماً واحداً، ذهباً صُوریّاً: ولم یخلف مِلکا لا داراً ولا عَقاراً ولا بستانا ولا قریةً ولا مزرعةً،

وفی ساعة موته کتب القاضی الفاضل الی ولده الملک الظاهر صاحب حلب بِطاقةً[2] مضمونها: لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فی رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ، انّ زلزلةَ السّاعةِ شیءٌ عظیم، کتبتُ الی مولانا السلطان الملک الظّاهر اَحْسَنَ اللّٰهُ عَزاءَه وجَبَرَ مُصابَه وجعل فیه الخَلَفَ فی الساعة المذکورة و وقد زُلزل المسلمون زِلزالاً شدیداً وقد حَفَرت الدُّموعُ المحاجِرَ، وبلغت القلوبُ الحَناجِرَ وقد وَدَّعتُ اباک ومخدومی وَداعاً لا تَلاقیَ بعده، وقد قبّلتُ وجهه عنّی وعنک و

[1] بظاہر مراد سلطان کے اپنے سکّے سے ہے۔ [2] ازابن شدّاد و فیات: حرماً letter

اسلمتُه الى الله تعالى مغلوبَ الحيلة ضعيفَ القوّة راضيًا عن الله عزّوجلّ، ولا حول ولا قوّة الّا بالله العلىّ العظيم، وبالباب من الجنُود المجنّدَة والاسلحة المُغمَّدة مالا يدفع البلاء ولا مَلِك يردّ القضاء وتدمَعُ العينُ ويخشَعُ القلبُ ولا نقول الّا ما يُرضى الربّ، وانّا عليك يا يوسُفُ لمحزونون، واما الوصايا ممّا يُحتاج اليها والآراء فقد شغلنى المُصابُ عنها، واما لائحُ الامر فانّه اِنْ وَقَعَ اتّفاقٌ فما عَدِمْتُم الّا شخصه الكريم وان كان غير ذلك فالمصائبُ المستقبلةُ اهونُها موتُه وهو الهَولُ العظيم والسلام،

قلتُ لله دَرُّه فلقد ابدع فى هذه الرسالة الوجيزة مع ما تضمنته من المقاصد السديدة فى مثل تلك الحالة التى يَذهَلُ فيها الانسانُ عن نفسه......

قال غير ابن شدّاد: ثمّ ان السلطان صلاح الدين رحمه الله تعالىٰ بَقِى مدفونا بقلعة دمشق الى اَنْ بُنيت له قبّةٌ فى شمالى الكلّاسة التى هى شمالىّ جامع دمشق ولها بابان احدهما الى الكلّاسة والآخر فى زُقاقٍ غيرِ نافذٍ وهو مجاورُ المدرسة العزيزية زقلتُ ولقد دخلت هذه القبّة من الباب الذى فى الكلّاسة وقرأت عنده وترحمّتُ عليه واحضر لى القيّمُ و متولّى القبّة بُقجةً فيها سلبوسٌ بدنه وكان فى جملته قباءٌ اصفرُ قصيرٌ وراسُ كُمّيه باسود (كذا) فتبرّكتُ به)

قال ثمّ نُقل مِن مَدفِنِه بالقلعة الى هذه القبّة فى يوم
عاشوراء وكان الخميس من سنة ۵۹۲ھ ورُتّب عندهُ القرّاءُ ومَن
يَخدِم المكان، ثمّ اِن ولده الملك العزيز عمادُ الدين عثمان المقدّم
ذكره لمّا اخذ دمشق من اخيه الملك الافضل بَنَى الى جانب
هذه القبة المدرسة العزيزية ، ووقف عليها وقفاً جيداً
وللقبة المذكورة شُبّاكٌ الى هذه المدرسة وهى من اعيان
مدارس دمشق، وزرتُ قبره فى اوّل ساعة من رمضان سنة
۶۸۰ فقرأتُ على صُندُوق قبره بعد تاريخ وفاته ما مثاله:
اَللّٰهمّ فارض عن تلك الروح وافتَح له ابوابَ الجنّة فهى آخر ما كان
يرجوه من الفتوح

وذكر قيّمُ المكان اَنّ هذا من كلام القاضى الفاضل

(قلتُ) ولمّا مَلَكَ السلطانُ صلاحُ الدين الديارَ المصرية
لم يكن بها شئٌ من المدارس[1] فانّ الدولة المصرية كان مذهبُها
مذهبُ الاماميّة فلم يكونوا يقولون بهذه الاشياء فعمّر فى
القَرَافَةِ الصُّغرى المَدرسةَ المجاوِرةَ لِضَريح الامام الشافعى رض
وبَنَى مدرسة بالقاهرة فى جِوارِ المَشهد المنسوب الى الحسين
ابن على رض وجعل عليها وَقفاً كثيراً، وجَعَلَ دارَ سعيدِ[2] السُّعَداءِ

---

[1] (orthodox) colleges

[2] سعید خدام قصر (محل فاطمیہ) میں سے تھا خلیفہ مستنصر عبیدی نے اُس کو آزاد کیا،
اور وہ ۵۴۴ھ میں قتل ہوا (دیسلان) ۔

خادم المصريين خانقاه ووقف عليها وقفًا طويلا، وجعل دار عباس[1] المذكور فی ترجمة الظافر[2] العبیدی والعادل[3] ابن السلار مدرسة للحنفية وعليها وقف جيد كبير ايضا، والمدرسة التی بمصر[4] المعروفة بزين[5] التجار وقفا على الشافعية ووقفها جيد ايضًا، وبنى بالقاهرة داخل القصر مارستانًا وله وقف جيد وله مدرسة بالقدس ايضًا، ووقفها كثير وخانقاه بها ايضا، وله بمصر مدرسة للمالكية،

ولقد افكرت فی نفسی من امور هذا الرجل وقلت انه سعيد فی الدنيا والآخرة فانه فعل فی الدنيا هذه الافعال المشهورة من الفتوحات الكثيرة وغيرها، ورتب هذه الاوقاف العظيمة وليس فيها شئ منسوبًا اليه فی الظاهر فان المدرسة التی بالقرافة ما نسمیها الناس الا بالشافعی، والمجاورة للمشهد لا يقولون ايضًا الا المشهد، والخانقاه

---

[1] وزیر ظافر +

[2] وفیات ۱: ۷۸ ،

[3] ابوالحسن علی بن السلار المنعوت بالملك العادل سیف الدین وزیر ظافر عُبیدی صاحب مصر کا حال دیکھو وفیات ۱: ۳۷۰ پر ،

[4] Old Cairo +

[5] ابوالعباس احمد بن المظفر بن الحسین المعروف بزین التجار الشافعی الدمشقی سلطان صلاح الدین کے مدرسے میں مدرس تھا ، ۵۹۱ میں فوت ہوا (دیلان) +

لا يقولون الّا خانقاه سعيد السعداء، والمدرسة الحنفيّة لا يقولون ايضًا الّا مدرسة السّيوفية والتى بمصر لا يقولون الّا مدرسة زين التجّار والتى بمصر ايضا لا يقولون الّا مدرسة المالكيّة وهذه صدقة السرّ على الحقيقة والعجب انّ له بدمشق فى جوار البيمارستان النّورى مدرسة يقال له ايضا الصلاحيّة فهى منسوبة اليه وليس لها وقفٌ، وله بها مدرسة للمالكية ايضا ولا تُعرف به، وهذه النِعَم من الطاف الله تعالى به،

وكان مع هذه المملكة المتّسعة والسلطنة العظيمة كثيرَ التواضُع واللُّطف، قريبا من الناس، رحيمَ القلب، كثيرَ الاحتمال والمداراة، وكان يحبّ العلماء واهل الخير ويقرّبهم ويُحسن اليهم، وكان يميل الى الفضائل ويستحسن الاشعار الجيّدة ويردّدها فى مجالسه حتى قيل انّه كان كثيرا ما يُنْشد قول ابى منصور محمّد بن الحسين بن احمد بن الحسين بن اسحق الحِميَرىّ، وقيل إنّها لابى محمّد احمد بن على بن خَيْران العامِرى كان اميرًا بالمَرِيّة من بلاد الاَنْدُلُس وكان جدُّه خَيْران من سَبْىِ المنصور بن ابى عامر فنُسب اليه والله اعلم وهى هذه،

وزارنى طيفُ مَن اَهوَى على حَذَرٍ
من الوُشاة وداعى الصبح قد هَتَفا

فکِدتُ اُوقِظُ مَن حَولی بہ فَـرِحًا
وکادیَهتِكُ سِترَالحُبِّ بی شَغَفـا
ثمرانتبهتُ وآمالی تخیّـل لی
نیلَ المُنی فاستحالتْ غِبطَتِی اَسَفـا

وقیل انه کان ایضا یعجبه قول نَشْوُ الملك ابی الحسین علی بن مُفَرَّج المعروف بابن المنجّم المَعَرّی الاصل المصریّ الدار والوفاة، وھو فی خضاب الشیب ولقد احسـن فیه وھـو ؎

وما خَضَّبَ النّاسُ البَیاضَ لقُبحِه
واقبحُ منه حین یَظهَرُ ناصِلُه
ولکنّه مات الشبابُ فسُوِّدت
علی الرّسمِ مِن حُزنٍ علیه مَنازِلُه

قالوا فکان اذا قال مات الشباب یُمسِكُ کرِیمته[۱] ویَنظُرُ الیها ویقول: اِیْ واللّٰہ مات الشّبابُ، وذکر العماد الکاتبُ الاِصبَهانی فی کتاب الخریدۃ انّ السلطان صلاح الدین فی اوّل ملکه کتَبَ الی بعض اصحابه بدمشق ھـذین البیتین ؎

ایُّهَا الغائبون عنّا وان کُنْـتُمْ لقلبی بذکرکم جِیرانا *
انّنی مُـذْ فَقَـدتُکم لَا اَراکم بعُیُونِ الضمیرِ عندی عِیانا

---

[۱] کلّ شیءٍ یکرم علیك، مراد ڈاڑھی سے ہے +

من

روايات العبرات

بقلم المرحوم مصطفى لطفي المنفلوطي

ترجمۂ

منفلوطی

صاحبُ العبرات

[۱۸۷۶ - ۱۹۲۴]

سیّد مصطفی لطفی المنفلوطی[1] دَورِ حاضر کے نامور مصری ادیبوں میں سے تھا۔ اس کا مجمل حال بلیٹن[2] آف دی سکول آف اورینٹل سٹڈیز ج ۵ بابت ۳۰-۱۹۲۸ء ص ۳۱۱ بعد پر فاضل معاصر مسٹر ایچ۔ آر۔ گیب نے دیا ہے۔ اور اس کی تصنیفات پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ یہ مضمون وہاں دیکھنا چاہیئے۔ ذیل میں اس کی بعض باتیں اجمالی طور پر درج کی جاتی ہیں ؂

سیّد مصطفیٰ اصلاً نیم ترک نیم عرب تھا۔ حسب معمول اُس نے جامع ازہر میں مذہبی تعلیم حاصل کی۔ پہلے شاعری میں نام پیدا کیا۔ پھر نثر نگاری کی طرف متوجہ ہُوا۔ اور المؤید میں مضامین لکھنے لگا۔ اس زمانہ میں شام کے ادباء نے عربی ادب کی بیش بہا خدمت کی تھی۔ سیّد مذکور اِدھر تو ان کے کام سے بہت متاثر ہُوا۔ اُدھر اصلاح مذہب، اتحاد

---

[1] منفلوط بلدۃ بالصعید فی غربی النیل بینها و بین شاطئ النیل بُعدٌ (معجم البلدان)

[2] *Bulletin of the School of Oriental studies*

بین المسلمین اور جدید مصری قومی تحریک اِن سبھوں کا اثر بھی اس پر پڑا۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ سید مذکور اپنے زمانہ کے مبہم غیر واضح اور متناقض میلانات کا مجموعہ بن گیا۔

سنہ ۱۹۱۰ء میں سید منفلوطی نے النظرات کے نام سے ایک مجموعہ مضامین شائع کیا۔ دَورِ جدید کی عربی کتابوں میں سے کوئی کتاب اِس مجمُوعہ کی ہر دلعزیزی کو آج تک نہیں پہنچ سکی۔ اِس لئے کہ اس سلاست اَور روانی اَور چمک دمک کے مضامین و مواعظ اس سے پہلے ادب عربی میں موجُود نہ تھے۔ اس کتاب کا اسلوبِ تحریر۔ موضوع۔ طرزِ بیان۔ غرض اس کی ہر چیز مصریوں کے لئے بغایت جاذبِ توجّہ اور دل کش ثابت ہوئی۔ مصنّف کوئی یورپی زبان نہ جانتا تھا۔ مگر اس کی کتاب کے ہر صفحے سے ظاہر ہے کہ وہ مغربی مصنّفین خصوصًا روسو[1] اَور وکٹر ہیوگو[2] کی تصنیفات کا رہینِ منّت ہے۔ گو یہ اثرات اس تک براہِ راست نہیں۔ بلکہ بالواسطہ پہنچے۔ وہ واسطہ بیشتر اور اکثر فرح انطون کی تصنیفات تھیں۔

منفلوطی کی طبیعت ملہوف[3] اَور جذباتی واقع ہُوئی تھی۔ اس لئے وہ ہمیشہ اپنے بنی نوع کی فطرت کے تاریک پہلو پر نظر جمائے

---

[1] Rousseau.

[2] Victor Hugo.

[3] Melancholy and sentimental.

رکھتا تھا۔ زندگی اس کے لئے وادیٔ عبرات تھی۔ جس سے بچنے کے لئے وہ تخیّل کی طرف رجُوع کرتا تھا۔ وہ کہتا ہے۔ "میری نظر میں حسن تخیّلی حسن حقیقی سے زیادہ مرغوب ہے۔ خوبصُورت شہروں کا حال تو مَیں پڑھنا چاہتا ہُوں۔ مگر اُن کو آنکھوں سے دیکھنا قطعاً نہیں چاہتا۔ گویا مجھ کو ڈر ہے کہ اصل چیز مجھ سے میری خیالی خوشی چھین نہ لے"۔ لیکن بارہا یہ مصنّف اجتماعی بے انصافیوں سے متاثّر ہو کر کلبیّت (Cynicism) پر اُتر آتا ہے۔ جو اس کی تحریر کا سخت ترین عیب ہے۔ اس حالت میں وہ دائیں بائیں ہر شخص پر حملہ کرتا ہے۔ اس وقت نہ کوئی مصلح اِس سے بچتا ہے نہ صاحبِ دولت و جاہ، اس کا سخت ترین حملہ اربابِ سیاستؔ[1] پر ہوتا ہے۔ جن کی نسبت اس کا خیال ہے کہ ان کے لئے جھوٹا اور بے ایمان ہونا لازمی ہے +

منفلوطی کے مضامین کے موضوع سے کہیں زیادہ اس کے اسلُوب تحریر کی خوبی نے اُس کو ہر دلعزیز بنایا۔ اس کو خوب معلوم تھا۔ کہ عربی اسلوب تحریر میں تبدیلی کی ضرُورت ہے۔ اُس نے بارہا اس عقیدہ کا اظہار کیا۔ کہ کسی مصنّف کے اسلوبِ تحریر کی خوبی یہ ہے کہ قاری پر مصنّف کے خیالات آئینہ ہو جائیں۔ اس کی تحریر میں قدیم و جدید اثرات کی آمیزش ہے۔ جدید اثرات اس کے بیان کی سلاست اور

[1] Politicians +

مضامین کے ڈھانچ میں نمایاں ہیں - ایک معمولی سی مثال - ایک سادہ
سی حکایت سے وہ مضمون کو شروع کرتا ہے - پھر اس کو پھیلا کر ایک پورا
قصہ اُس میں سے پیدا کر لیتا ہے - اسی طرح جدید اثرات اس کی نئی
نئی تشبیہوں، نئے نئے استعاروں میں بھی نظر آتے ہیں - مگر ان جدید
اثرات کے پہلو بہ پہلو قدیم اثرات بھی اس کی تحریر میں موجود ہیں - وہ
یُوں کہ جہاں تاثرات زور کرتے ہیں - وہ نثر مسجع لکھنا شروع کر دیتا ہے
جس سے ایک عجیب ترنم[1] اور صقل اس کے کلام میں پیدا ہو
جاتا ہے - جو اس کے معاصروں کے ہاں نہیں ملتا ۔

پہلے مضامین کی نسبت منفلوطی کے پچھلے مضامین مواد اور اسلوب
تحریر دونوں کے اعتبار سے فروتر ہیں - تحریر میں لچک کم ہو گئی ہے -
ظرافت بھی کم ہے - اور آرائش میں تصنّع زیادہ نمایاں ہے - بحیثیت
مجموعی منفلوطی کا کام اس کے تمام پیشروؤں کے کام سے بدرجہا بہتر ہے
اور گو اس میں اصلاح کی گنجائش باقی ہے - تاہم قدما کی زبان میں افسانہ
نگاری کی پہلی کامیاب کوشش وہی ہے - جو منفلوطی نے کی جدید
ادب عربی میں النظرات سے زیادہ دل خوش کن کوئی کتاب نہیں ہے،
مگر اس کی روشن خوبیاں بعض عیوب کی پردہ دار بھی ہیں - یعنی یہ کہ اس
میں خیالات کی کمی ہے - اور ان میں جدت موجود نہیں ہے - اور کتاب
کو سرسبسر پڑھا جائے - تو خیالات اور ترکیبوں بلکہ استعاروں تک کا

---

[1] Cadence and finish ؎

تکرار اور منافقشانہ اور ناقدانہ رنگِ تحریر جو ساری کتاب پر چھایا ہؤا ہے قاری کو ملول کر دیتا ہے ؞

علاوہ النظرات کے منفلوطی نے العبرات کے نام سے ایک مجموعہ روایات کا لکھا۔ اِن میں سے بعض روایات فرانسیسی وغیرہ اصلیں پر مبنی ہیں اور بعض مصنّف نے خود وضع کی ہیں۔ النظرات میں بھی اس قسم کے تراجم ہیں لیکن ان کی تحریر کے وقت مصنّف کا مقصد غالباً یہ تھا کہ وہ دکھلائے کہ عربی زبان میں مغربی بلند تحریروں کے ادا کرنے کی قابلیّت بہمہ وجوہ موجود ہے۔ العبرات میں عیب یہ ہے کہ اس میں مصنّف نے اپنے تئیں انتہا پسند رومانی دبستان کی جذباتی حزن پسندی[1] کے حوالہ کر دیا ہے۔ اور اشخاصِ روایت کی تصویروں کو یک رنگ بنا دیا ہے۔ دھوپ، چھاؤں اور روشنی اور سایہ کی آمیزش ان میں مطلق نہیں دکھائی۔ گو اسلوبِ تحریر کی خوبی کی بنا پر العبرات کو بہت ہر دلعزیزی حاصل ہوئی ہے۔ مگر در اصل ادبِ جدید میں اس کا پایہ النظرات سے بہت کم ہے ؞

مصادر۔ (۱) بلیٹین (دیکھو متن)۔ (۲) اسلامک کلچر حیدرآباد بابت اپریل و اکتوبر ۱۹۳۵ء (۳) معجم المطبوعات بذیل المنفلوطی

---

[1] sentimentality and pessimism of the extreme romantic school.

الهاوية

ما أكثر أيام الحياة وما أقلّها!

لم أعش من تلك الأعوام الطوال التي عشتها في هذا العالم إلّا عامًا واحدًا مرّ بي كما يمر النجم الدهريّ في سماء الدنيا ليلة واحدة ثم لا يراه الناس بعد ذلك.

قضيتُ الشطر الأوّل من حياتي أفتش عن صديق ينظر إلى أصدقائه بعين غير العين التي ينظر بها التّاجر إلى سلعته، والزارع إلى ماشيته، فأعوزني ذلك حتى عرفتُ فلانًا منذ ثماني عشرة عامًا فعرفت امرءًا ما شئتُ ان ارى خلة من خِلال الخير والمعروف في ثياب رجل الّا وجدتُها فيه، ولا تخيّلتُ صورة من صُوَر الكمال الانساني في وجه الانسان الّا أضاءت لي في وجهه، فجلّت مكانته عندي ونزل من نفسي منزلة لم ينزلها احد من قبله، وصَفَتْ كأس الودّ بيني وبينه لا يكدّرها علينا مكدّر حتى عرض لي من حوادث الدهر ما ازعجني من مستقرّي فهجرتُ القاهرة الى مسقط رأسي غير آسف على شيء فيها الّا على فراق ذلك الصَدِيق الكريم، فتراسلنا حقبة من الزّمن ثم فترت عنّي كتبه ثم انقطعت، فحزنتُ لذلك حزنًا شديدًا! وذهبت بي الظنون في شأنه كل مذهب الّا ان أرتاب في صدقه و

وفائه، وكنت كلما هممتُ بالمصير اليه لتعرّف حاله قعد بی عن ذلك همّ كان يقعدنی عن كلّ شأن حتى شأن نفسی فلم أعد الى القاهرة إلا بعد عدّة أعوام فكان أوّل همّی يوم هبطتُ أرضها ان أراه فذهبتُ الى منزله فی الساعة الاولى من الليل فرأيتُ ما لا تزال حسرته متّصلة بقلبی حتى اليوم،

تركتُ هذا المنزل فردوسًا صغيرا من فراديس الجنان تتراءی فيه السعادة فی ألوانها المختلفة، وتترقرق وجوه ساكنيه بشرًا وسرورًا، ثم زرتُه اليوم فخُيّل إلیّ أنّنی أمام مقبرة موحشة ساكنة لا يهتف فيها صوتٌ ولا يتراءی فی جوانبها شَبَح ولا يلمع فی ارجائها مصباح فظننتُ أنّی أخطأتُ المنزل الذی أريده أو انّنی بين يدی منزل مهجور حتّى سمعتُ بكاء طفل صغير ولمحتُ فی بعض النوافذ نورًا ضعيفًا فمشيتُ الى الباب فطرقتُه فلم يجبنی احد فطرقتُه أُخرى فلمحتُ من خَصاصه[1] نورًا مقبلًا ثم لم يلبث ان أنفرج لی عن وجه غلام صغير فی أسمال بالية يحمل فی يده مصباحًا ضئيلًا، فتأمّلته على ضوء المصباح فرأيتُ فی وجهه صورة أبيه فعرفتُ انه ذلك الطفل الجميل المدلّل الذی كان بالأمس زَهْرَة هذا المنزل وبدر سمائه، فسألته عن

[1] خصاص الباب خرقه ۔

ابيه فأشار إليّ بالدخول ومشى أمامي بمصباحه حتى وصل بي الى قاعة شعثاء مغبرّة بالية المقاعد والاستار، ولولا نقوش لاحت لي في بعض جدرانها كباقي الوشم في ظاهر اليد ما عرفتُ انّها القاعة التي قضينا فيها ليالي السعادة والهناء اثنى عشر هلالًا، ثم جرى بيني وبين الغلام حديث قصير عرف فيه مَن انا، وعرفتُ أنّ أباه لم يعد الى المنزل حتى الساعة وانّه عائد عمّا قليل، ثم تركني ومضى وما لبث الا قليلًا حتّى عاد يقول لي: ان والدته تريد أن تحدثني حديثًا يتعلّق بابيه، فخفق قلبي خفقة الرّعب والخوف وأحسستُ بشرّ لا أعرف مأتاه[١]، ثم التفتُّ فاذا امرأةٌ ملتفّة برداء اسود واقفة على عتبة الباب فحيّتني فحيّيتُها ثم قالت لي: هل علمتَ ما صنع الدهر بفلان بعدك؟ قلتُ: لا، فهذا اول يوم هبطتُ فيه هذا البلد بعد ما فارقتُه سبعة أعوام، قالت: ليتك لم تفارقه، فقد كنتَ عصمتَه التي يعتصم بها وحِماه من غوائل الدهر وشُروره، فما هو الّا أن فارقتَه حتّى أحاطت به زُمْرةٌ من زُمَر الشيطان وكان فتًى كما تعلمه غريرًا ساذجًا فما زالت تغريه بالشرّ وتزيّن له منه ما يزيّن الشّيطان للانسان

[١] المأتى الوجه الذى يأتى منه الشئ .

حتى سقط فيه فسقطنا جميعًا فى هذا الشقاء الذى تراه ، قلتُ: وأىُّ شرٍّ تريدين يا سيّدتى ؟ ومَن هم الذين أحاطوا به فأسقطوه ؟ قالت: سأقُصّ عليك كلّ شىءٍ فاستمعْ لما أقول:

ما زال الرّجل بخير حتّى اتّصل بفلانٍ رئيسِ ديوانه وعلقتْ حبالُه بحباله وأصبح من خاصّته الذين لا يفارقون مجلسه حيث كان ولا تزال نعالُهم خافقةً وراءه فى غدَواته ورَوحاته فاستحال من ذلك اليوم أمْرُه وتنكّرت صورةُ أخلاقه وأصبح منقطعًا عن أهله وأولاده لا يراهم إلّا فى الفَيْنَةِ[1] بعد الفَيْنة وعن منزله لا يزوره إلّا فى أُخْرَيات الليال، ولقد اغتبطتُ فى مبدأ الأمر بتلك الحظوة التى نالها عنه ذلك الرّئيس والمنزلة الّتى نزلها من نفسه ورجوتُ له من ورائها خيرًا كثيرًا مغتفِرة فى سبيل ذلك ما كنتُ أشعر به من الوحشة والألم لانقطاعه عنّى واغفاله أمرى وأمر أولاده حتّى عاد فى ليلة من اللّيالى شاكيًا متألمًا يكابد غُصَصًا شديدةً وآلامًا جِسامًا فدنوتُ منه فشممتُ مِن فمه رائحةَ الخمر فعلمتُ كلّ شىءٍ.

علمتُ أنّ ذلك الرّئيس العظيم الذى هو قُدوة مرؤوسيه

---

[1] الفَيْنَة = الساعة والحين .

فى الخير ان سَلَكَ طريق الخير؛ و الشرّ أن سلك طريق الشرّ، قد قاد زوجى الفتى المسكين إلى شرّ الطريقَين ، وسلك به أسوأ السبيلَين، و انه ما كان يتخذه صَدِيقاً كما زعم بل نديماً على الشراب، فتوسّلتُ اليه بكلّ عزيز عليه ، و سكبتُ على يديه من الدموع كلّ ما تستطيع أن تسكبه عينٌ رجاءً أن يعود إلى حياته الاولى الّتى كان يحيا ها سعيداً ابين أهله و أولاده فما أجديتُ عليه شيئاً ،

ثم علمتُ بعد ذلك أن اليد الّتى ساقته إلى الشراب قد ساقته إلى اللّعِب، فلم أعجب لذلك لأنى أعلم أنّ طريق الشرّ واحدة فمن وقف على رأسها لا بُدّ له أن ينحدر فيها حتّى يصل إلى نهايتها ، فأصبح ذلك الفتى النبيل الشريف الذى كان يعفّ بالأمس عن شرب الدّواء اذا اشتمّ فيه رائحة النبيذ و يستحيى أن يجلس فى مجتمع يجلس فيه قومٌ شاربون سِكّيراً مقامراً مستهتراً لا يحتشم ولا يتلوّم ولا يتّقى عاراً ولا مأثماً ، وأصبح ذلك الأب الرّحيم و الزّوج الكريم الذى كان يضِنّ بأولاده أن يعلق بهم الذرّ ، وبزوجه أن يتجهّمهما[1] وجه السّماء ابًا قاسِيًا و زوجًا سليطًا، يضرب أولادهُ كلّما دنوا منه و يشتم زوجته

[1] تجهّمه = استقبله بوجهٍ كريه .

وينتهرها كلما رآها، وأصبح ذلك الرجل الغيور الضنين بعرضه وشرفه لا يبالى أن يعود إلى المنزل بعض الليالى فى جمع من عُشَرائه الأشرار فيصعد بهم الى الطبقة التى أنام فيها أنا و أولادى فيجلسوا فى بعض غُرَفها، ولا يزالون يشربون ويقصفون[1] حتى يذهب بعقولهم الشرابُ فيهتاجوا ويرقصوا ويملأوا الجوّ صُراخًا وهُتافًا ثم يتعادَوْا[2] بعضهم وراء بعض فى الأَبْهَاء[3] و الحجرات حتّى يلجوا علىّ باب غرفتى، وربّما حدّق بعضهم فى وجهى أو حاول نزع خِمارى على مَرأًى من زوجى ومَسْمعٍ فلا يقول شيئًا ولا يستنكر امرًا، فافرّ بين ايديهم من مكان الى مكان، وربّما فررتُ من المنزل جميعه وخرجتُ بِلا إزار ولا خِمار غير إزار الظلام وخماره، حتّى أصل إلى بيت جارة من جاراتى فأقضى عندهم بقيّة الليل،

وهنا تغيّرتْ نغمة صوتها فأمسكتُ عن الحديث وأطرقتْ برأسها فعلمتُ انها تبكى فبكيتُ بينى وبين نفسى لبكائها، ثم رفعتْ رأسها وعادت الى حديثها تقول:

وما هى إلّا أعوام قلائل حتّى أُنفقَ جميعَ ما كان فى يده

---

[1] قصف الرجل = انهمك فى الأكل وشرب ولهو،

[2] من العَدْو وهو الجَرْى،

[3] الأبْهاء جمع بَهو وهو البيت المقدّم امام البيوت •

من المال فكان لابُدّ له أن يستدين ففعل فأثقله الدَّين فرهَن فعجِز عن الوفاء فباع جميع مايملك حتى هذا البيت الذى نسكنه ولم يبق فى يده غير راتبه الشهرى الصغير. بل لم يبق فى يده شئ حتى راتبه، لأنّه لايملكه إلّا ساعة من نهار، ثم هو بعد ذلك مِلكٌ للدّائنين، او غنيمةٌ للمقامرين،

هذا ما صنعتْ يدُ الدّهر به، أمّا ما صنعتْ بى وبأولادى فقد مرّ على آخر حِليةٍ بعتُها مِن حُلاى عامٌ كاملٌ، وهاهى حوانيت المرابين والمسترهِنين ملآى بملابسى وادوات بيتى وآثاثه، ولولا رجل من ذوى قرباى رقيقُ[1] الحال يعود علىّ من حين إلى حين بالنزر القليل مما يستلّهُ من أشداق عياله لهلكتُ وهلك أولادى جوعًا،

فلعلّك تستطيع ياسيّدى أن تكون عونًا لى على هذا الرجل المسكين فتنقذه من شقائه وبلائه بما ترى له فى ذلك من الرّأى الصالح، وأحسبُ أنّك تقدر منه للمنزلة التى تنزلها مِن نفسهِ على ما عجز عنه الناس جميعًا، فان فعلتَ أحسنتَ إليه وإلينا إحسانا لا ننسى يدك فيهِ حتّى الموت،

ثم حيّتْنى ومضت لسبيلها، فسألتُ الغلام عن الساعة التى أستطيع أن أرى أباه فيها فى المنزل، فقال إنّك

[1] رقة الحال كناية عن الفقر.

تراه فی الصّباح قبل ذهابه إلی الدیوان، فانصرفتُ لشأنی و قد أضمرتُ بین جنبَیَّ لوعةً ما زالت تُقیمنی وتُقعدنی وتذود عن عینَیَّ سِنَةَ الکَرَی حتی انقضی اللیل وما کاد ینقضی،

ثم عدتُ فی صباح الیوم الثانی لأرٰی ذلک الصّدیق القدیم الّذی کنتُ بالأمس أسعد النّاس به ولا أعلم ما سیر أمری معه بعد ذلك وفی نفسی من القَلَق والإضطراب ما یکون فی نفس الذاهب إلی میدان سِباقٍ قد خاطر فیه بجمیع ما یمتلك فهو لا یعلم أ یکون بعد ساعة أسعد الناس ام أشقاهم،

* * *

ألآن عرفت أنّ الوجوه مِرَایا[1] النفوس تضیئ بضیاءها وتظلم بظلامها، فقد فارقتُ الرجل منذ سبع سنوات فأنستنِی الأیّام صورته ولم یبق فی ذاکرتی منها إلّا ذلك الضّیاء اللامع ضیاء الفضیلة والشرف الذی کان یتلألأ فیها تلألؤ نور الشمس فی صفحتها؟ فلمّا رأیتُه الآن ولم أر أمام عینی تلك الغِلالة البیضاء من الضیاء التی کنتُ أعرفها خُیِّل الیّ أنّنی أرٰی صورة غیر الصورة الماضیة ورجلا غیر الذی کنتُ أعرفه من قبل،

[1] المرایا جمع مرآة +

لرأر أمامی ذلك الفتی الجميل الوضّاح الّذی کان کل منبت شعرة فی وجهه فمّا ضاحكاً تموج فيه إبتسامة لامعة بل رأيت مكانه رجلا شقيّا منكوباً قد لَبِس الهرم قبل أوانه وأوفی علی الستّين قبل أن يسلخ الثلاثين، فاسترخی حاجباه وثقلت أجفانه وجمدت نظراته وتهدّل عارضاه وتجعّد جبينه واستشرف² عاتقاه وهوی رأسه بينهما هُويّة بين عاتقی الأحدب، فكان اوّل ما قلت له لقد تغيّر فيك كلّ شیء يا صديقی حتی صورتك، وكانّما ألمّ بما فی نفسی وعرف أنّی قد علمتُ من امره كل شیء فاطرق برأسه إطراق من يری أنّ باطن الأرض خيرٌ له من ظهرها ولم يقل شيئاً، فدنوتُ منه حتی وضعتُ يدی علی عاتقه وقلتُ له:

والله ما أدری ماذا أقول لك؟ أأعِظك وقد كنتَ واعظی بالأمس، ونجمَ هُدایَ الذی أستنير به فی ظُلُمات حياتی؟ أم أرشدك إلی ما أوجب الله عليك فی نفسك وفی أهلك؟ ولا أعرف شيئاً أنت تجهله، ولا تصل يدی إلی عِبرة تقصر يدك عن نيلها أم أسترحمك لأطفالك الضّعفاء وزوجتك البائسة المسكينة التی لا عَضُد لها فی الحياة ولا معين سواك؟ وانت صاحب القلب الرّحيم الّذی

² استشرف الشیء = ارتفع +

طالما خفق بالبُعَداء ، فأحرى أن يخفِق رحمة بالأقرِباء ،

إنّ هذه الحياة التى تحياها يا سيّدى انما يلجأ إليها الهَمَل العاطلون الذين لا يصلحون لِعمَلٍ من الأعمال ليتواروا فيها عن أعين النّاس حياءً وخجلاً حتى يأتيهم الموت فينقذهم من عارهم وشقائهم ، وما أنت بواحد منهم ،

إنّك تمشى ياسيّدى فى طريق القبر وما أنت بناقِمٍ على الدّنيا ولا بمتبرِّمٍ[١] بها فما رغبتُك فى الخروج منها خروج اليائس المُنْتَحِر[٢] ،

عذرتُك لوانّ ماربحتَ فى حياتك الثانية يقوم لك مقام ما خسرتَ من حياتك الأولى ، ولكنّك تعلم أنّك كُنتَ غنيًّا فأصبحتَ فقيرًا ، وصحيحًا فأصبحتَ سقيمًا ، وشريفًا فأصبحتَ وَضيعًا فإن كنتَ ترى بعد ذلك أنّكَ سعيدٌ فقد خَلَتْ رقعة الأرض من الأشقياء ،

إن كلّ ما يعنيك من حياتك هذه أن تطلب فيها الموت فاطلبه فى جرعة سم تشربها دفعةً واحدةً فذلك خيرٌ لك من هذا الموت المنقطع الذى يكثر فيه عذابك وألمك ، وتعظم فيه آثامك وجرائمك ، وما يعاقبك الله على الأخرى باكثر مما يعاقبك على الأولى ،

---

[١] تبرّم بالامر سئمه وضجر منه ۔ [٢] خود کشی کرنے والا ۔

حسبنا يا صديقى من الشقاء فى هذه الحياة ما يأتينا به القدر فلا نضم إليه شقاء جديدا نجلبه بأنفسنا لأنفسنا ، فهات يدك وعاهدنى على ان تكون لى منذ اليوم كما كنت لى بالامس ، فقد كنا سعداء قبل ان نفترق ، ثم افترقنا فشقينا وها نحن أولاء قد التقينا ، فلنعش فى ظلال الفضيلة والشرف سعداء كما كنا ،

ثم مددت يدى إليه فراعنى أنه لم يحرك يده فقلت له: مالك لا تمد يدك إلى ؟ فاستعبر باكيا وقال: لأنى لا أحب أن أكون كاذبا ولا حانثا ، قلت: وما يمنعك من الوفاء ؟ قال: يمنعنى منه أننى رجل شقى لا حظ لى فى سعادة السعداء ، قلت: قد استطعت أن تكون شقيا ، فلم لا تستطيع أن تكون سعيدا ؟ قال: لأن السعادة سماء والشقاء أرض ، والنزول إلى الأرض أسهل من الصعود إلى السماء ، وقد زلت قدمى عن حافة الهوة فلا قدرة لى على الاستمساك حتى أبلغ قرارتها ، وشربت أول جرعة من جرعات الحياة المريرة فلا بد لى أن أشربها حتى ثمالتها[1] ولا شئ من الأشياء يستطيع أن يقف فى سبيلى إلا شئ واحد فقط ، هو أن لا أكون قد شربت الكأس الأولى قبل اليوم ، وما دمت قد فعلت

[1] الثمالة = البقية من اسفل الإناء ٭

فلا حيلة لى فى ما قضى الله، قلتُ: ليس بينك و بين النُّزوع إلّا عزمة صادقة تعزمها فاذاً أنت من النّاجين، قال: إن العزيمة أثر من آثار الإرادة، وقد أصبحتُ رجلاً مغلوبًا على أمرى لا إرادة لى ولا إختيار، فدعنى يا صديقى والقضاء يصنع بى ما يشاء، و ابكِ صديقك القديم منذ اليوم إن كنت لا ترى بأسًا فى البكاء على الساقطين المذنبين،

ثم انفجر باكيًا بصوتٍ عالٍ وتركنى مكانى دون أن يجيبنى بكلمة وخرج هائمًا على وجهه لا أعلم أين ذهب، فانصرفتُ لشأنى وبين جنبىّ من الهمّ والكمد ما الله به عليم،

*

* *

لم يستطع رئيس الدّيوان أن يحتمل نديمه بالأمس زمنًا طويلاً فأقصاه عن مجلسه إستثقالاً له، ثم عزله من وظيفته استنكارًا لعمله، ولم تذرف عينه دمعةً واحدةً على منظر صريعه الساقط بين يديه، ولم يستطع مالك البيت الجديد أن يمهل فيه المالك القديم أكثر من بضعة شهور ثم طرده عنه فلجأ هو وزوجته وولداها الى غرفة

حقيرة فى بيت قديم فى زُقاق مهجور فأصبحتُ لا أراه بعد ذلك إلا ذاهبًا إلى الحانة أو عائدًا منها، فإن رأيته ذاهبًا زويتُ وجهى عنه، او عائدًا دنوتُ منه فمسحتُ عن وجهه مالصق به من التُّراب أو عن جبينه ما سال منه من الدم ثمّ قُدْتُهُ إلى بيته.

وهكذا مازالت الأيام والأعوام تأخذ من جسم الرجل و من عقله حتّى أصبح مَن يراه يرى ظلًّا من الظِلال المنتقلة أو حُلْمًا من الأحلام السارية يمشى فى طريقه مشية الذاهل المشدوه[1] لا يكاد يشعر بشىء مما حوله، ولا يتّقى ما يعترض سبيله حتى يدانيه، ويقف حينا بعد حين فيدور بعينه حول نفسه كأنّما يُفتّش عن شىء أضاعه وليس فى يده شىء يضيع، أو يفتّ بنظره فى أثوابه، وما فى أثوابه غير الرقاع والخروق، وينظر إلى كلّ وجه يقابله نظرة شزراء كأنّما يستقبل عدُوًّا بغيضا وليس له عدُوّ ولا صَدِيق، وربما تعلّق بعض الصّبيان بعاتقه فدفعهم عنه بيده دفعا لينا غير آبه ولا محتفل كما يدفع النائم المستغرق عن عاتقه يد موقظه حتّى إذا خلا جوفه من الخمر وهدأت سَورتها فى رأسه انحدر إلى الخان فلا يزال يشرب ويتزيّد حتّى

---

[1] شُدِهَ الرّجلُ دُهِش وشُغِل وحُيِّر فهو مشدوه +

يعود إلى ما كان عليه ،

ولم يزل هذا شأنه حتى حدثت منذ بضعة شهور الحادثة الآتية:

*

* *

عجزت تلك الزوجة المسكينة أن تجد سبيلاً إلى القوت وأبكاها أن ترى ولدها وابنتها باكيين بين يديها تنطق دموعهما بما يصمت عنه لسانهما فلم ترلها بدًّا من أن تركب تلك السّبيل التى يركبها كلّ مضطرٍّ عديمٍ، فأرسلتْهما خادمين فى بعض البيوت يقتاتان فيها ويُقيتانها فكانت لا تراهما إلّا قليلاً ولا ترى زوجها إلّا فى اللّيلة التى تغفل فيها عنه عيون الشرطة وقلّما تغفل عنه، فاصبحتْ وحيدةً فى غرفتها لا مؤنس لها ولا معين إلّا جارةٌ عجوزٌ تختلف إليها من حين إلى حينٍ، فاذا فارقتْها جارتُها وخلتْ بنفسها ذكرتْ تلك الأيّام السعيدة التى كانت تتقلّب فيها فى أعطاف العيش النّاعم والنعمة السابغة بين زوجٍ كريمٍ وأولادٍ كالكواكب الزُّهر حسناً وبهاءً ، ثم تذكر كيف أصبح السيّد مسوداً والمخدوم خادماً والعزيز الكريم ذليلاً ومَهيناً ، وكيف انتثر ذلك العِقد اللؤلؤىّ المنظوم الّذى كان حلية بديعة فى جِيد الدّهر ثمّ استحال

بعد انتشاره الى حَصَبات منبوذات على سطح الغبراء تطؤها النعال، وتدوسها الحوافر والاقدام، فتبكى بكاء الواله فى إثر قوم ظاعنين حتى تتلف نفسها أو تكاد، على أنها ما أضمرت قط فى قلبها حِقداً لذلك الإنسان الذى كان سبباً فى شَقائها وشقاء ولديها لاحدّثتها نفسُها يومًا من الأيام بمغاضبته أو هجرانه، لانها امرأة شريفة، والمرأة الشريفة لا تغدر بزوجها المنكوب، بل كانت تنظر إليه نظر الأُمّ الحنون إلى طفلها الصغير فترحمه وتعطف عليه، وتسهر بجانبه إن كان مريضًا، وتأسو جراحه إن عاد جريحًا، وربما طرده الخمّار فى بعض لياليه من حانه حينما يجد معه ثمن الشراب فيعود إلى بيته ثائرًا مهتاجا يطلب الشراب طلبًا شديدًا فلا تجد بُدًّا من أن تعطيه نفقة طعامها، أو تبتاع له من الخمر ما تسكن به نفسه رحمة به وابقاء على تلك البقيّة الباقيه من عقله،

وكأنّ الدهر لم يكفه ما وضع على عاتقها من الأثقال حتّى أضاف إليها ثقلاً جديدًا فقد شعرت فى يوم من أيّامها بنَسَمَةٍ تتحرّك فى اَحشائها فعلِمتْ أنّها حاملُ وأنّها ستأتى الى دار الشّقاء بشقىّ جديد فهتفت صارخةً، رحمتَك اللّهم! فقد امتلأتِ الكأسُ حتّى ما تسع قطرةً

واحدةً، وما زالت تكابد من آلام الحمل ما يجب أن تكابده إمرأة مريضه منكوبة حتى جاءت ساعةُ وَضعِها فلم يحضرها أحد إلّا جارتها العجوز فأعانها الله على أمرها فوضعت ثمّ مرضت بحُمّى النِّفاس مَرَضًا شديدًا فلم تجد طبيبًا يتصدّق عليها بعلاجها لأنّ البلد الّذى لا يستحيى أطبّاؤه أن يطالبوا اهل المريض بعد موته بأجرة علاجهم الذى قتله لا يمكن أن يوجد فيها طبيب محسن أو متصدّق، فما زال الموت يدنو منها رُويدًا رويدًا حتّى أدركتها رحمةُ الله فوافاه أجلها فى ساعة لا يوجد فيها بجانبها غير طفلتها الصغيرة عالقةً بثديها،

فى هذه الساعة دخل الرجل ثائرا مهتاجًا يطلب الشراب، ويفتّش عن زوجته لتأتى له منه بما يريد فدار بعينه فى أنحاء الغرفةِ حتى رآها ممدودةً على حصيرها ورأى ابنتها تبكى بجانبها فظنّها نائمة فدنا منها و دفع الطفلة بعيدًا عنها وَ أخذ يُحرّكها تحريكًا شديدًا فلم تشعر بحركة فرابهُ الأمرُ و أحسّ برعدة تتمشّى فى أعضائه حتّى أصابت قلبه فبدأ صوابُه يعود إليه شيئًا فشيئًا فأكبّ عليها يحدِّق فى وجهها تحديقًا شديدًا ويَزحف نحوها رويدًا رويدًا حتّى رأى شَبَح الموت يحدِّق اليه من عينيها الشاخصتَين

الجامدتين فتراجع خوفًا وذعرًا فوطئ فى تراجعه صدر ابنته فأنّت أنّةً مولمةً لم تتحرّك بعدها حركةً واحدة، فصرخ صرخة شديدة وقال: واشقاآه واشقاآه وخرج هائمًا على وجهه يعدو فى الطُرُق ويضرب رأسه بالعَمَد والجُدْران ويدفع كل مايجد فى طريقه من إنسان اوحيوان ويصيح: إبنتى! زوجتى! هلمّوا إلىّ! أدركونى! حتّى أعيا فسقط على الأرض وأخذ يفحص التّراب برجليه ويئنّ أنين الذّبيح والنّاسُ من حوله آسفون عليه لا لأنّهم يعرفونه بل لأنّهم قرأوا فى وجهه آيات شقائه،

فكانت تلك اللحظة القصيرة الّتى استفاق فيها من ذُهوله الطويل سببًا فى ضياع مابقى من عقله،

وماهى إلّا ساعة أوساعتان حتّى أصبح مقيّدًا مغلولًا فى قاعة من قاعات البيمارستان، فوارحمتاه له ولزوجته الشهيدة، ولطفلته الصريعة ولأولاده المُشرّدين البؤساء.

نخبة من

المعلّقات السّبع

قصيدة عمرو بن كلثوم التّغلبيّ

ترجمۂ

عمرو بن کلثوم التغلبیؔ

معلّقات[1] کی وجہ تسمیہ اور تعداد کے متعلق اصحاب اخبار میں اختلاف ہے۔ ابن عبد ربہ (المتوفیٰ ۳۲۸ھ) نے لکھا ہے:

"وقد بلغ من كلف العرب به (بالشعر) وتفضيلها له ان عمدت الى سبع قصائد خيّرتها من الشعر القديم فكتبتها بماء الذهب فى القباطیؔ المدرجة وعلقتها فى استار الكعبة فسمته المذهبات يقال مذهّبة امرئ القيس ومذهّبة زهير والمذهّبات سبع وقد يقال لها المعلّقات"

مگر ابن عبد ربہ کے معاصر ابو جعفر النحاس (م۔ ۳۳۸ھ) نے اس روایت سے اختلاف کیا ہے اور لکھا ہے:

"واختلفوا فى جمع هذه القصائد السبع وقيل ان العرب كان اكثرهم يجتمع بعكاظ ويتناشدون الاشعار فاذا استحسن الملك قصيدة قال علّقوها واثبتوها

---

[1] ماخوذ از تاریخ آداب اللغۃ العربیہ (زیدان) ۱: ۹۸ ببعد۔

فی خزائنی فاما قول من قال انّہا علّقت فی الکعبۃ فلا یعرفہ احد من الرواۃ واصحّ ما قیل فی ھذا ان حمّاداً[1] الراویۃ لما رأی زھد النّاس فی الشّعر جمع ھذہ السبع وحضّھم علیھا وقال لھم ھذہ ھی المشھورات فسمّیت القصائد المشھورۃ"

مستشرقین یورپ کی رائے بہت حد تک ابو جعفر نحاس کی اس رائے کے موافق ہے' ان قصائد کو کعبے میں لٹکانے کی روایت غالباً قدیم نہیں، اس مضمون پر مفصّل بحث ڈاکٹر نکلسن کی کتاب لٹریری ہسٹری آف دی عربز کے صفحہ ۱۰۱ بعد پر دیکھنی چاہیئے +

اب رہا معلّقات کی تعداد کا مسئلہ' ابو زید القرشی صاحب جمھرۃ اشعار العرب نے اُن کی تعداد آٹھ بتائی ہے (یعنی معلّقات امرء القیس، زہیر، نابغہ، اعشٰے، لبید، عمرو بن کلثوم، طرفہ و عنترہ) مگر زوزنی کے نزدیک وہ سات ہیں (بحذف معلّقۂ نابغہ و اعشٰے و بشمول معلّقۂ حارث بن حلّزہ)، علّامہ تبریزی شارح معلّقات (متوفی ۵۰۲ھ) نے بھی یہی کہا ہے البتّہ ابو جعفر النحاس نے کہا ہے کہ معلّقات تو سات ہی ہیں مگر بعض

---

[1] المتوفی ۷۷۲ء +

لوگوں نے نابغہ اور اعشٰے کے قصائد کو بھی اُن میں شامل کر لیا ہے
گو اُن کا شمار معلقات میں نہیں کیا،

جو معلّقہ صفحات آئندہ میں درج ہے اِس کا مصنّف عمرو
ابن کُلثُوم بن مالک بن عتّاب التَّغلِبِی ہے۔ وہ تَغلِب
بن وائل کی شاخ بنو جُشَم بن بَکر سے تھا اور ۱۵ ہی برس
کی عمر میں قبیلہ کا سردار تسلیم کیا گیا تھا، اس کے مولد اور
وفات کی صحیح تاریخ معلوم نہیں ہے۔ اس کا زمانہ چھٹی صدی
عیسوی کا زمانہ تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ ڈیڑھ سو سال تک زندہ رہا،

علّامہ تبریزی نے ابو عمرو الشیبانی کا قول نقل کیا ہے
کہ تَغلِب جاہلیّت میں بڑا زبردست قبیلہ تھا اور اگر
اسلام ذرا دیر میں آتا تو یہ قبیلہ اَور قبیلوں کو نگل چکا ہوتا،
جن حالات میں عمرو بن کلثوم نے ذیل کا معلّقہ تصنیف
کیا، اُن کے متعلق مختلف روایات ہم تک پہنچی ہیں۔ ایک
اُن میں سے وہ روایت ہے جو کتاب الاغانی[1] ج ۹ ص ۱۸۱
پر دی ہے اور وہاں سے لیکر مختصراً یہاں درج کی جاتی ہے:۔

کہتے ہیں کہ عمرو بن ھند نے ایک دن اپنے ندیموں سے
پوچھا کہ عربوں میں سے کوئی شخص ایسا ہے جس کی ماں میری ماں
کی خدمت کو عار سمجھے، اُنہوں نے کہا ہاں عمرو بن کلثوم اسلیئے کہ
اس کی ماں کا باپ مہلہل بن ربیعہ، چچا کلیب بن وائل[2]

[1] طبع اول [2] ... ربیعہ

اعزّ العرب اور شوہر کلثوم بن مالک افرس العرب اور بیٹا عمرو بن کلثوم سیّد القوم ہے، اس پر عمرو بن ہند نے اِن ماں بیٹے کو جزیرہ سے بلوا بھیجا۔ وہ حیرہ میں اس شان سے پہنچے کہ بیٹے کے ساتھ ایک جماعت بنو تغلب کی اور ماں کے ساتھ ایک گروہ تغلبی خواتین کا۔ بادشاہ نے حیرہ اور فرات کے درمیانی میدان میں شامیانہ لگوایا اور رؤسائے مملکت کو بلوا بھیجا سب آئے۔ ان میں سردارانِ تغلب بھی تھے، عمرو بن کلثوم بادشاہ کے شامیانے میں جا بیٹھا اور اُسکی ماں لیلی بادشاہ کی ماں ہند (عمۂ امرؤ القیس بن حُجر شاعر) کے خیمہ میں گئی۔ جو بادشاہی شامیانے کے ایک جانب میں تھا، ابن ہند نے ماں کو کہہ رکھا تھا کہ جب وہ پھل وغیرہ منگوائے تو نوکروں کو اِدھر اُدھر بھیجدیا جائے اور لیلی (اُمّ عمرو بن کلثوم) سے کام کرنے کو کہا جائے، ابن ہند نے کھانا منگوایا، پھر پھلوں کے لانے کا حکم دیا، اس وقت ہند نے لیلی سے کہا: اے لیلی یہ طبق تو ذرا اُٹھا دینا، لیلی نے کہا: جس کو ضرورت ہو وہ خود اُٹھالے۔ ہند نے دوبارہ کہا اور اصرار کیا تو لیلی نے چیخ کر کہا: واذُلّاہ یا لتغلب، جب یہ آواز عمرو بن کلثوم کے کانوں میں پہنچی تو اُس کی آنکھوں میں خون اُتر آیا۔ عمرو ابن ہند کی تلوار لٹک رہی تھی اُسی کو ابن ہند کے سر پر کھینچ مارا[1]

---

[1] عمرو بن ہند سنہ ۵۷۰ء میں قتل ہوا۔

اور بنو تغلب کو حکم دیا کہ سب کچھ لُوٹ لو، اُنہوں نے شاہی ساز و سامان سب لُوٹ لیا اور بادشاہ کی اونٹیاں ہانک کر جزیرہ کو لے گئے، اسی بارے میں عمرو بن کلثوم نے یہ قصیدہ کہا :

الا ھبی بصحنک ..... الخ

اوپر کہا جا چکا ہے کہ یہ روایت صاحب کتاب الاغانی نے درج کی ہے۔ علّامہ تبریزی نے اپنی کتاب شرح القصائد العشر میں اس معلقہ کی وجہ تصنیف اَور ہی بیان کی ہے۔ وہ مختصراً یہ ہے کہ بنو تغلب بن وائل اور بنو بکر بن وائل کے درمیان کچھ بغض و فساد تھا، ایک موقع پر چند تغلبیوں نے بنو بکر سے پانی مانگا اُنہوں نے نہ دیا۔ تغلبی مایوس ہو کر واپس آئے اور اُن میں سے ستّر آدمی پیاسے مر گئے۔ اِس پر دونو قبیلے آمادۂ جنگ ہوئے۔ مگر طرفین کے معقول پسند آدمی مانع آئے اور اُنہوں نے کہا کہ ہم اپنا جھگڑا عمرو بن ہند بادشاہ حیرہ کے پاس لے جاتے ہیں اور اُس کے فیصلے پر چھوڑتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا مَیں فیصلہ تو کرتا ہوں مگر اس شرط پر کہ پہلے بنو بکر کے ستّر شرفا میرے پاس پہنچا دئے جائیں اور مَیں اُن کو قید رکھّوں، اگر فیصلہ بنو تغلب کے حق میں ہؤا تو یہ آدمی اُن کے حوالے کر دئے جائینگے۔ اگر فیصلہ اُن کے خلاف ہؤا تو اُن آدمیوں کو چھوڑ دیا جائیگا۔ مختصر یہ کہ بنو تغلب عمرو بن کلثوم کی قیادت میں بادشاہ کے پاس آئے اور بنو بکر الحارث ابن حلزہ کے ساتھ آئے۔ عمرو بن کلثوم نے حارث کے ساتھ بات کرنے میں عذر کیا تو بادشاہ نے اُس کو خاموش کر دیا اس پر حارث نے اپنا قصیدہ سنایا:

آذنتنا ببینها اسماء

جس کوسُن کر عمرو بن ہند نے بنو بکر کے ستّر آدمی چھوڑ دئے اور اُن کو حارث کے حوالے کر دیا، تب عمرو بن کلثوم نے اپنا قصیدہ پڑھا:

الا ھبّی بصحنك فاصبحینا

صاحب اغانی نے لکھا ہے:

وکان قام بها خطیبا بسوق عکاظ وقام بها فی موسم مکة وبنو تغلب یعظّمها جدًّا و یرویها صغارهم وکبارهم حتّی هجوا بذلك قال بعض شعراء بکر بن وائل:

اَلْهَی بنی تغلب عن کلّ مکرمةٍ
قصیدةٌ قالها عمرو بن کلثوم
یروونها ابدًا ما کان اوّلهم
یا للرّجال لشعر غیر مسئوم

وقال الفرزدق یرد علی جریر فی هجائه الاخطل:

ما ضرّ تغلب وائل اهجوتها ... ام بلت حیث تناطح البحران
قوم هم قتلوا ابن هند عنوة ... عمرا وهم قسطوا[1] علی النعمان[2]

---

[1] اَیْ جاروا (قَسَط قِسْطًا عَدَلَ و قَسَط قَسْطًا وقُسُوطًا جار وحاد عن الحق ضدّ)، وکان لعمرو بن کلثوم اخ یقال له مرّة فقتل المنذر بن النعمان و اخاه، [2] ابن المنذر

قال عمرو بن كلثوم

الاهُبّي بِصَحنِكِ فاصبَحِينا ... ولا تُبقِي خُمُورَ الاَندَرِينا

مُشَعشَعَةً كَاَنَّ الحُصَّ فيها ... اِذا ما الماءُ خالَطَها سَخِينا

تَجُورُ بِذِى اللُّبانَةِ عن هَواهُ ... اذا ما ذَاقَها حتّٰى يَلِينا

تَرَى اللَّحِزَ الشَّحِيحَ اذا اُمِرَّت ... عليه لِمالِهٖ فيها مُهِينا

صَدَدتِ الكاسَ عنّا اُمَّ عَمرٍو ... وكانَ الكاسُ مَجراها اليَمِينا

وماشَرُّ الثَّلٰثَةِ اُمَّ عَمرٍو ... بِصاحِبِكِ الَّذِى لا تُصبِحِينا

واِنّا سَوفَ تُدرِكُنا المَنايا ... مُقَدَّرَةً لنا و مُقَدَّرِينا

قِفِى قَبلَ التَّفَرُّقِ يا ظَعِينا ... نُخَبِّرُكِ اليقينَ و تُخبِرِينا

بيَومِ كَرِيهَةٍ ضَربًا و طَعنًا ... اَقَرَّ به مَوالِيكِ العُيُونا

قِفِى نَسأَلكِ هل اَحدَثتِ صَرمًا ... لِوَشكِ البَينِ اَم خُنتِ الاَمِينا

تُرِيكَ اِذا دَخَلتَ على خَلَاءٍ ... وقد اَمِنَت عُيُونَ الكاشِحِينا

ذِراعَى عَيطَلٍ اَدماءَ بِكرٍ ... تَرَبَّعَتِ الاَجارِعَ والمُتُونا....

تَذَكَّرتُ الصِّبا واشتَقتُ لَمّا ... رأيتُ حُمُولَها اُصُلًا حُدِينا

واَعرَضَتِ اليَمامَةُ واشمَخَرَّت ... كَاَسيافٍ بِاَيدِى مُصلِتِينا

فما وَجَدَت كَوَجدِى اُمُّ سَقبٍ ... اَضَلَّتهُ فَرَجَّعَتِ الحَنِينا

ولا شَمطاءُ لم يَترُكْ شَقاها ... لها من تِسعَةٍ اِلّا جَنِينا

وان غَدًا و ان اليومَ رَهنٌ ... وبعد غدٍ بما لا تَعلَمِينا

ابا هند فلا تعجل علينا ... واَنظِرنا نُخَبِّركَ اليَقِينا

بانا نورد الرايات بيضا ... ونصدرهن حمرا قد روينا
وايام لنا غر طوال ... عصينا الملك فيها ان ندينا
وسيد معشر قد توجوه ... بتاج الملك يحمي المحجرينا
تركنا الخيل عاكفة عليه ... مقلدة اعنتها صفونا
وقد هرت كلاب الحي منا ... وشذبنا قتادة من يلينا
متى ننقل الى قوم رحانا ... يكونوا في اللقاء لها طحينا
يكون ثفالها شرقي نجد ... ولهوتها قضاعة اجمعينا
وان الضغن بعد الضغن يفشو ... عليك ويخرج الداء الدفينا
ورثنا المجد قد علمت معد ... نطاعن دونه حتى يبينا
ونحن اذا عماد الحي خرت ... على الاحفاض نمنع من يلينا
ندافع عنهم الاعداء قدما ... ونحمل عنهم ما حملونا
نطاعن ما تراخى الناس عنا ... ونضرب بالسيوف اذا غشينا
بسمر من قنا الخطي لدن ... ذوابل او ببيض يعتلينا
نشق بها رؤس القوم شقا ... ونخليها الرقاب فيختلينا
تخال جماجم الابطال فيها ... وسوقا بالاماعز يرتمينا
نحز رؤسهم في غير بر ... فما يدرون ماذا يتقونا
كان سيوفنا فينا وفيهم ... مخاريق بايدي لاعبينا
كان ثيابنا منا ومنهم ... خضبن بارجوان او طلينا
اذا ما عي بالاسناف حي ... من الهول المشبه ان يكونا

نَصَبْنا مثل رَهْوَةَ ذاتَ حَدٍّ مُحافَظَةً وكُنّا السّابِقِينا

بِفِتْيانٍ يرون القتل مجدًا وشِيبٍ فى الحروب مجرَّبينا

حُدَيّا النّاسِ كلِّهِمِ جميعا مُقارَعَةً بَنِيهِم عن بَنِينا

فأمّا يومَ خَشْيَتِنا عليهم فَتُصْبِحُ غارَةً مُتَلَبِّبِينا

وامّا يومَ لا نَخْشٰى عليهم فَنُصْبِحُ فى مجالسنا ثُبِينا

بِرأْسٍ من بنى جُشَمِ بن بَكْرٍ نَدُقُّ به السُّهُولَةَ والحُزُونا

بأىِّ مَشِيَّةٍ عمرَو بنَ هندٍ تُطِيعُ بنا الوُشاةَ و تزدرِينا

بأىِّ مَشِيَّةٍ عمرَو بنَ هندٍ نكُونُ لِقَيْلِكُمْ فيها قَطِينا

تَهَدَّدْنا وأَوْعِدْنا رُوَيدًا متى كُنّا لِأُمِّكَ مَقْتَوِينا

فان قَنا تَنا يا عمرُو أَعْيَتْ على الاعداء قبلك ان تَلِينا

اذا عضَّ الثِّقافُ بها اشْمَأَزَّتْ وَوَلَّتْهم عَشَوْزَنَةً زَبُونا

عَشَوْزَنَةً اِذا انْقَلَبَتْ ارَنَّتْ تَدُقُّ قَفَا المُثَقِّفِ والجَبِينا

فهل حُدِّثْتَ فى جُشَمِ بن بَكْرٍ بنَقْصٍ فى خُطوبِ الأوَّلِينا

وَرِثنا مجدَ علقمةَ بن سيفٍ اباحَ لنا حُصُونَ المجدِ دِينا

وَرِثْتُ مُهَلْهِلًا والخيرَ منه زُهَيرًا نِعمَ ذُخْرُ الذّاخِرِينا

وعَتّابًا وكُلْثُومًا جميعا بهم نِلنا تُراثَ الاكرمينا

وذا البُرَةِ الذى حُدِّثْتَ عنه به نُحْمٰى ونَحْمِى المُلْجَئِينا

ومنّا قبلَه السّاعى كُلَيْبٌ فأىُّ المجدِ الّا قد وَلِينا

متى نعقد قَرِينَتَنا بِحَبْلٍ نَجُذِّ الوَصْلَ او نَقِصِ القَرِينا

وَنوجَد نحن اَمنَعَهم ذِمَارًا ... واَوفاهم اذا عَقَدُوا يَمِينا

ونحن غداةَ اُوقِدَ فی خَزَازٍ ... رَفَدنا فوقَ رِفدِ الرَّافِدِينا

ونحن الحَابِسُونَ بِذِی اُرَاطَی ... تَسَفُّ الجِلَّةُ الخُورُ الدَّرِينا

ونحن الحاکِمُونَ اذا اُطِعْنا ... ونحن العازِمُونَ اذا عُصِينا

ونحن التارِکُون لِمَا سَخِطنا ... ونحن الآخِذون لِمَا رَضِينا

وکنّا الاَیمَنِینَ اذا التَقَینا ... وکان الایسَرِینَ بنُو اَبِینَا

فصَالُوا صَولَةً فیمن یَلِیهِم ... وصُلْنَا صَولَةً فیمن یَلِینا

فآبُوا بالنِّهَابِ وبِالسَّبَایَا ... واُبنَا بالمُلُوكِ مُصَفَّدِینا

اِلیکم یابَنِی بَکرٍ اِلیکم ... اَلَمَّا تعرِفوا منّا الیَقِینا

اَلَمَّا تعلَموا مِنَّا ومنکم ... کَتائِبَ یَطَّعِنَّ ویَرتَمِینا

علینا البَیضُ والیَلَبُ الیمانی ... واسیافٌ یَقُمْنَ ویَنْحَنِینا

علینا کُلُّ سابِغَةٍ دِلاصٍ ... تری فوقَ النِّجادِ لها غُضُونا

اذا وُضِعَتْ عنِ الاَبطالِ یومًا ... رَأیتَ لها جلودَ القومِ جُونا

کانّ متونَهنّ مُتونُ غُدرٍ ... تُصَفِّقُهَا الریاحُ اذا جَرَینا

وتَحمِلُنا غَداةَ الرَّوعِ جُردٌ ... عُرِفنَ لَنا نَقائِذَ وافتُلِینا

وَرِثناهن عن آباءِ صِدقٍ ... ونُورِثُهَا اذا مُتْنَا بَنِینَا

وقد عَلِمَ القَبائِلُ من مَعَدٍّ ... اذا قُبَبٌ بِاَبطَحِهَا بُنِینا

بِاَنَّا العاصِمُون بکل کَحْلٍ ... واَنّا الباذِلُون لِمُجتَدِینا

واَنّا المانِعونَ لما یَلِینا ... اذا ما البِیضُ زَایَلَتِ الجُفُونا

وَاَنَّا الْمُنْعِمُوْنَ اِذَا قَدَرْنَا ... وَاَنَّا الْمُهْلِكُوْنَ اِذَا اُتِيْنَا

وَاَنَّا الشَّارِبُوْنَ الْمَاءَ صَفْوًا ... وَيَشْرَبُ غَيْرُنَا كَدَرًا وَطِيْنًا

اَلَا اَبْلِغْ بَنِي الطَّمَّاحِ عَنَّا ... وَدُعْمِيًّا فَكَيْفَ وَجَدْتُمُوْنَا

نَزَلْتُمْ مَنْزِلَ الْاَضْيَافِ مِنَّا ... فَعَجَّلْنَا الْقِرٰى اَنْ تَشْتُمُوْنَا

قَرَيْنَاكُمْ فَعَجَّلْنَا قِرَاكُمْ ... قُبَيْلَ الصُّبْحِ مِرْدَاةً طَحُوْنَا

عَلٰى آثَارِنَا بِيْضٌ كِرَامٌ ... نُحَاذِرُ اَنْ تُفَارِقَ اَوْ تَهُوْنَا

ظَعَائِنُ مِنْ بَنِيْ جُشَمِ بْنِ بَكْرٍ ... خَلَطْنَ بِمِيْسَمٍ حَسَبًا وَدِيْنًا

اَخَذْنَ عَلٰى بُعُوْلَتِهِنَّ عَهْدًا ... اِذَا لَاقَوْا فَوَارِسَ مُعْلِمِيْنَا

لَيَسْتَلِبُنَّ اَبْدَانًا وَبِيْضًا ... وَاَسْرٰى فِي الْحَدِيْدِ مُقَرَّنِيْنَا

اِذَا مَا رُحْنَ يَمْشِيْنَ الْهُوَيْنَا ... كَمَا اضْطَرَبَتْ مُتُوْنُ الشَّارِبِيْنَا

يَقُتْنَ جِيَادَنَا وَيَقُلْنَ لَسْتُمْ ... بُعُوْلَتَنَا اِذَا لَمْ تَمْنَعُوْنَا

اِذَا لَمْ نَحْمِهِنَّ فَلَا بَقِيْنَا ... لِشَيْءٍ بَعْدَهُنَّ وَلَا حَيِيْنَا

وَمَا مَنَعَ الظَّعَائِنَ مِثْلُ ضَرْبٍ ... تَرٰى مِنْهُ السَّوَاعِدَ كَالْقُلِيْنَا

لَنَا الدُّنْيَا وَمَنْ اَضْحٰى عَلَيْهَا ... وَنَبْطِشُ حِيْنَ نَبْطِشُ قَادِرِيْنَا

اِذَا مَا الْمَلْكُ سَامَ النَّاسَ خَسْفًا ... اَبَيْنَا اَنْ نُقِرَّ الْخَسْفَ فِيْنَا

نُسَمّٰى ظَالِمِيْنَ وَمَا ظَلَمْنَا ... وَلٰكِنَّا سَنَبْدَاُ ظَالِمِيْنَا

اِذَا بَلَغَ الْفِطَامَ لَنَا صَبِيٌّ ... تَخِرُّ لَهُ الْجَبَابِرُ سَاجِدِيْنَا

مَلَأْنَا الْبَرَّ حَتّٰى ضَاقَ عَنَّا ... وَظَهْرَ الْبَحْرِ نَمْلَؤُهُ سَفِيْنَا

اَلَا لَا يَجْهَلَنْ اَحَدٌ عَلَيْنَا ... فَنَجْهَلَ فَوْقَ جَهْلِ الْجَاهِلِيْنَا

من

كتاب اشعار الحماسة

ترجمہ

ابو تمّام حبیب بن اوس الطائی مؤلّف حماسہ

یہ مشہور شاعر خلیفہ مامون و معتصم کے زمانے میں تھا، کہتے ہیں کہ اس کا باپ عیسائی تھا اور دمشق کے ایک گاؤں میں رہتا تھا، ابو تمّام نے مصر میں نشو و نما پایا، ابن خلّکان (۱: ۱۲۳) نے اس کی ابتدائی زندگی کا حال اور اُس کا حلیہ یوں بیان کیا ہے:

قیل انه کان یسقی الناس ماء بالجرّة فی جامع مصر و قیل کان یخدم حائکا و یعمل عنده بدمشق وکان ابوه خمّارًا بها وکان ابو تمام اسمر طویلًا فصیحًا حلو الکلام فیه تمتمة یسیرة واشتغل وتنقّل الی ان صار منه ما صار،

اِسی مصنّف نے صُولی کی یہ رائے ابو تمام کی نسبت نقل کی ہے:-

وکان واحد عصره فی دیباجة لفظه وبضاعة شعره وحسن اسلوبه وله کتاب الحماسة الّتی دلّت علی غزارة فضله واتقان معرفته بحسن اختیاره ..... وکان له من المحفوظات ما لا یلحقه فیه غیره قیل انه کان یحفظ ۱۴،۰۰۰ ارجوزة للعرب غیر القصائد والمقاطیع ومدح الخلفاء واخذ جوائزهم وجاب البلاد ......

حسن بن وہب نے اُس کو موصل کا صاحب البرید بنایا اور دو سال تک وہ اِس عہدے پر فائز رہ کر ۲۳۱ھ کے قریب وہیں فوت ہوا،

اس شہر کے باہر اُس کی قبر ابنِ خلکان کے زمانے میں موجود تھی۔
ابو تمام کا دیوان پہلے ابو بکر صولی نے بہ ترتیب حروف مرتب کیا، پھر علی بن حمزہ نے باعتبار مضامین، جن حالات میں ابو تمام نے حماسہ تالیف کیا وہ تبریزی شارح حماسہ نے مفصل بیان کئے ہیں، اور لکھا ہے کہ ابو تمام نے عبداللہ بن طاہر والی خراسان کے دربار میں حاضر ہو کر اس کی مدح کہی اور ہزار دینار انعام پا کر وہ عراق کی طرف روانہ ہُوا۔ جب ہمدان پہنچا تو ابُو الوفا بن سلمہ نے اس کے آنے کو غنیمت سمجھ کر بہت خاطر و مدارات کی۔ اس اثنا میں برف باری اتنی ہوئی کہ راستے تمام رُک گئے۔ ابو تمام مغموم ہُوا، تو ابُو الوفا نے اُس کو سمجھایا کہ مجبوراً چندے اور قیام کرنا پڑیگا کیونکہ سڑکوں کے کھُلنے میں ایک مدت لگے گی یہاں رہو اور مطالعہ سے دل بہلاؤ پھر مطالعہ کیلئے ابو الوفا نے ابو تمام کو اپنا کتاب خانہ پیش کیا، غرض ابو تمام مطالعہ میں مشغول ہو گیا۔ اور پانچ کتابیں تصنیف کیں جن میں سے ایک حماسہ ہے، یہ کتاب آلِ سلمہ کے کتاب خانوں میں محفوظ پڑی رہی اور وہ اُس کو کسی کو دکھانے تک کے روادار نہ ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ زمانہ نے پلٹا کھایا۔ اور اُس گھرانے کے لوگوں کی حالت بدل گئی۔ اور دینور کا ایک آدمی جس کا نام ابو العواذل تھا، ہمدان آیا اور یہ کتاب لے کر اصفہان پہنچا، وہاں کے ادباء میں یہ کتاب بہت مقبول ہوئی۔ اور اُنھوں نے اس قسم کی باقی کتابوں کو چھوڑ کر اِسی کو پڑھنا پڑھانا

شروع کر دیا۔ پھر اصفہان سے یہ کتاب آس پاس کے علاقوں میں شائع ہوئی ۔

حماسہ دس باب میں منقسم ہے۔ کوئی باب بڑا ہے۔ کوئی چھوٹا۔ پہلا باب، باب الحماسہ ہے (اور اسی کی وجہ سے کتاب نے یہ نام پایا ہے)، اس کے بعد ابواب ذیل ہیں: —
باب المراثی، باب الادب، باب النسیب، باب الھجا، باب الاضیاف والمدیح، باب الصفات، باب السیر والنعاس، باب الملح، باب مذمّة النساء ۔

تبریزی نے لکھا ہے: ومن اجود ما اختاروا من القصاید المفضّلیات ومن المقطّعات الحماسة وقالوا ان ابا تمام فی اختیاره الحماسة اشعر منه فی شعره،
حماسہ کی ۲۳۴ نظمیں جو آئندہ صفحوں پر درج ہیں ۔ ان کا انتخاب چارلس جیمز لائل نے کیا۔ اور ۱۸۸۵ء میں ان کا انگریزی ترجمہ مع حواشی مفیدہ کے لنڈن سے شائع کیا، اس کتاب کا نام Ancient Arabian Poetry ہے ۔

١ـ نُخبةٌ مِن بابِ الحماسة

(١) قال بعض شُعراءِ بَلْعَنبَر واسمه قُريط بن أُنيف

لو كُنتُ مِن مازِنٍ لم تَستَبِح إبِلي	بنو اللَقيطَةِ مِن ذُهلِ بن شيبانا
إذاً لَقامَ بِنَصري مَعشَرٌ خُشُنٌ	عندَ الحفيظةِ إن ذُو لُوثَةٍ لانا
قومٌ إذا الشَرُّ أبدَى ناجِذَيهِ لهم	طاروا اليه زَرافاتٍ و وُحدانا
لا يسألون اخاهم حين يندُبُهم	فِي النّائِباتِ عَلىٰ ما قال بُرهانا
لكنّ قومي وإن كانوا ذوي عَدَدٍ	ليسوا مِنَ الشَرِّ في شيءٍ وان هانا
يَجزُونَ مِن ظلم اَهلِ الظلم مَغفِرَةً	ومِن إساءَةِ اَهلِ السُوءِ إحسانا
كَاَنّ رَبَّكَ لم يَخلُق لِخَشيته	سِواهُم مِن جميع النّاسِ إنسانا
فليتَ لِي بِهِم قوماً اذا رَكِبُوا	شَدُّوا الاِغا-رَةَ فُرساناً و رُكبانا

٢ ـ وقال مُحرِز بن المُكَعبَر الضَّبّيّ لبني عَدِيّ بن جُندَب بن العَنبَر

اَبلِغ عَدِيّاً حيث صارت بها النَوىٰ	وليس لدهر الطالِبين فَناءُ

كُسالى اذا لاقيتهم غير منطقٍ يُلهّى به المتبولُ وهو عناءُ

أُخبّرُ من لاقيتُ اَن قد وفيتم ولو شئتُ قال المُنبّأون اَساؤا

لهم رَتْيَةٌ تعلو صريمة امرهم وللامر يومٌ مّا راحةٌ فقضاءُ

وانى لراجيكم علىٰ بُطءِ سعيكم كما فى بطون الحاملات رجاءُ

فهلّا سعيتم سعى عُصبة مازنٍ وهل كُفلائى فى الوفاء سواءُ

لهم اَذْرُعٌ بادٍ نواشِرُ لحمها وبعض الرجال فى الحروب غُثاءُ

كَأنّ دنانيرا علىٰ قسماتهم وان كان قد شفّ الوجوهَ لقاءُ

(٣) وقال الفِندُ الزِّمّانى فى حرب البَسُوس

صفحنا عن بنى ذُهلٍ وقلنا القومُ اِخوانُ

عسى الاَيّامُ اَن يرجعـ ـنَ قومًا كالّذى كانوا

فلمّا صرّح الشرُّ وامسىٰ وهو عريانُ

ولم يبق سوى العُدوا ن دِنّاهم كما دانوا

مَشَينا مِشيةَ الليث غدا والليثُ غضبانُ

بضربٍ فيه توهينٌ وتخضيعٌ واِقرانُ

وطعنٍ كفم الزِقِّ غَذا والزِقُّ ملآنُ

وبعض الحلم عند الجهـ ـل لِلذِلّةِ اِذعانُ

وفى الشرّ نجاةٌ حيـ ـن لا ينجيك اِحسانُ

(۴) وقال ابو الغول الطُّهَوِيُّ

فَدَت نفسی وما ملکت یمینی ... فوارسُ صدّقت فیهم ظُنونی

فوارسُ لا یَمَلُّون المنایا ... اذا دارت رَحا الحربِ الزَّبون

ولا یجزون من حَسَنٍ بسیءٍ ... ولا یجزون مِن غِلَظٍ بِلِین

ولا تبلی بسالتهم وان هُمْ ... صَلُوا بالحرب حیناً بعد حین

همُ منعوا حِمَی الوَقبی بِضَربٍ ... یُؤلِّفُ بین اشتاتِ المَنون

فنکّب عنهمُ دَرْءَ الاعادی ... وداووا بالجنون من الجُنون

ولا یرعون اکنافَ الهُوینا ... اذا حلّوا ولا ارضَ الهُدُون

(۵) وقال جعفر بن عُلْبَةَ الحارِثیُّ

اَلَهفَی بِقُرَی سَحْبَلٍ حین اَجلَبَتْ ... علینا الولایا والعدوُّ المُباسِلُ

فقالوا لنا ثِنْتان لا بدّ منهما ... صدورُ رِماحٍ اُشرِعَت اوسلاسلُ

فقلنا لهم تلکم اذاً بعدَ کرّةٍ ... تُغادِرُ صَرعی نوءُها مُتخاذلُ

ولم ندرِ اِن حِضنا من الموت حیضةً ... کم العُمرُ باقٍ والمدی متطاولُ

اذا ما ابتدرنا مأزِقاً فرجت لنا ... بأیماننا بِیضٌ جلتها الصَّیاقلُ

لهم صدرُ سیفی یوم بَطحاءِ سَحْبَلٍ ... ولی منه ما ضُمّت علیه الانامِلُ

(٦) وقال ايضاً محبوساً بمكّة

هواي مع الركب اليمانين مُصعِد ... جنيبٌ وجثماني بمكّة مُوثَق

عجبتُ لمسراها وأنّى تخلّصت ... اليّ وبابُ السجن دوني مُغلَق

ألمّت فحيّت ثمّ قامت فودّعت ... فلمّا تولّت كادت النفس تزهق

فلا تحسبي أنّي تخشّعت بعدكم ... لشيءٍ ولا انّي من الموت أفرق

ولا أنّ نفسي يزدهيها وعيدكم ... ولا انّني بالمشي في القيد أخرق

ولكن عرتني من هواكِ صبابةٌ ... كما كنتُ ألقى منك اذ انا مُطلَق

(٧) وقال ابو عطاء السِّندي

ذكرتكِ والخطّيّ يخطر بيننا ... وقد نهلت منّا المثقّفة السُمرُ

فوالله ما أدري وانّي لصادق ... أداءٌ عراني من حبابكِ ام سِحرُ

فان كان سحراً فاعذريني على الهوى ... وان كان داءً غيرهُ فلكِ العذرُ

(٨) وقال تأبّط شرّاً وهو ثابت بن جابر بن سُفيان

اذا المرءُ لم يحتل وقد جدّ جدّهُ ... أضاع وقاسى أمرهُ وهو مُدبِرُ

ولكن أخو الحزم الّذي ليس نازلاً ... به الخطبُ الّا وهو للقصد مُبصِرُ

فذاك قريعُ الدهرِ ما عاش حُوَّلٌ ... اذا سُدَّ منه مَنْخِرٌ جاش مَنْخِرٌ

اقول لِلحيانِ وَقد صَفِرَت لهم ... وِطابى ويومى ضَيّقُ الجُحْرِ مُعْوِرُ

هما خُطّتا اِمّا اِسارٌ و مِنّةٌ ... وَاِمّا دمٌ والقتلُ بالحُرِّ اَجْدَرُ

واُخرى اُصادِى النفسَ عنها وانّها ... لَمَوْرِدُ حَزْمٍ اِنْ فعلتُ ومَصْدَرُ

فرشتُ لها صدرى فزلَّ عن الصّفا ... به جُؤْجؤٌ عَبْلٌ ومَتْنٌ مُخَصَّرُ

فخالطَ سهلَ الارضِ لم يَكْدَحِ الصّفا ... به كَدْحةً والموتُ خزيانُ ينظرُ

فَابتُ الى فهمٍ ولم اَكُ آئِبًا ... وكم مثلها فارقتُها وهى تَصْفِرُ

(٩) وقال تأبّط شرًّا

اِنّى لمُهْدٍ من ثنائى فقاصدٌ ... به لابنِ عمّ الصدقِ شمسِ بنِ مالكِ

اُهُزُّ به فى ندوةِ الحىّ عِطفَه ... كما هزَّ عِطفى بالهِجانِ الاوارِكِ

قليلُ التشكّى للمُهِمّ يُصيبُه ... كثيرُ الهوى شتّى النوى والمسالِكِ

يَظَلُّ بِمَوْماةٍ ويُمسى بغيرها ... جحيشًا ويَعرَورِى ظهورَ المهالِكِ

ويسبِقُ وَفْدَ الريحِ من حيثُ ينتحى ... بمُنْخَرِقٍ مِن شَدِّهِ المُتدارِكِ

اذا حاص عينيه كرى النومِ لم يزل ... له كالِئٌ من قلبِ شيحانَ فاتكِ

ويجعلُ عينيه رَبيئةَ قلبِه ... اِلى سَلّةٍ من حدِّ اخلقَ صائكِ

اذا هزّه فى عَظْمِ قِرْنٍ تهلّلت ... نواجِذُ افواهِ المَنايا الضّواحِكِ

يرى الوحشةَ الاُنْسَ الانيسَ ويهتدى ... بحيث اهتدت اُمُّ النجومِ الشّوابِكِ

(١٠) وقال قطريّ بن الفجاءة

اقول لها وقد طارت شَعاعًا   من الابطال وَيحكِ لا تُراعي

فانّكِ لو سألتِ بقاءَ يومٍ   على الاجل الذی لكِ لم تطاعی

فصبرًا فی مجال الموتِ صبرًا   فما نيلُ الخلود بمُستطاعِ

ولا ثوبُ البقاء بثوبِ عزٍّ   فيُطوى عن اخی الخَنَع اليَراعِ

سبيلُ الموتِ غايةُ كُلِّ حيٍّ   فداعيه لاهل الارض داعِ

ومن لا يُعتَبَطْ يسأَمْ ويهرَمْ   وتُسلِمُه المَنونُ الى انقطاعِ

وَما للمرءِ خيرٌ فی حياةٍ   اذا ما عُدّ من سَقَط المتاعِ

(١١) وقال بعض بنی قيس بن ثعلبة

انّا مُحَيّوكِ يا سَلمى فحَيّينا   وان سَقَيتِ كِرامَ النّاس فاسقينا

وان دَعَوتِ الى جُلّى ومَكرمةٍ   يَومًا سَراةَ كرامِ النّاسِ فادعينا

اِنّا بنی نهشَلٍ لا ندّعی لِاَبٍ   عنه ولا هو بالابناءِ يَشرينا

ان تُبتَدرْ غايةٌ يومًا لمكرمةٍ   تَلقَ السّوابقَ منّا وَالمُصلّينا

وليس يهلِكُ منّا سيّدٌ ابدًا   الّا افتَلَينا غلامًا سيّدًا فينا

انا لنُرخِصُ يومَ الرّوعِ انفسَنا   ولو نُسامُ بها فی الامن اُغلينا

بيضٌ مَفارِقُنا تَغلی مَراجِلُنا   نأسُو باموالنا آثارَ ايدينا

انّی لَمِن معشرٍ افنى اوائلَهم   قولُ الكُماةِ الا اين المحامونا

لَو كَانَ فِي الالفِ منا واحدٌ فَدَعَوا — مَن فارسٌ خالهم ايّاه يَعنُونا

اذا الكُماة تنحّوا اَن يُصيبهم — حدُّ الظُّباة وصلناها بايدينا

ولا تراهم وان جلّت مصيبتهم — مع البُكاةِ عَلى من ماتَ يبكونا

ونَركَبُ الكُرهَ احياناً فيفرجهُ — عنّا الحِفاظُ واسيافٌ تُواتِينا

(١٢) وقال السَّمَوْأَلُ بن عَادِيَاءَ

اذا المرءُ لم يَدنَسْ مِنَ اللُّومِ عِرضُه — فكلُّ رداءٍ يرتديه جميلُ

وان هولم يَحمِل على النفسِ ضَيمَها — فليسَ الى حُسنِ الثناءِ سبيلُ

تُعيِّرنا اَنّا قليلٌ عديدُنا — فقلتُ لها اِنّ الكِرامَ قليلُ

وما قَلّ مَن كانت بقاياهُ مثلَنا — شبابٌ تَسامى لِلعُلى وكُهولُ

وَما ضرّنا انّا قليلٌ وجارُنا — عزيزٌ وجارُ الاكثرينَ ذليلُ

لنا جبلٌ يحتلّه مَن نُجيرهُ — مُنِيفٌ يَرُدُّ الطرفَ وهو كليلُ

رسا اَصلُهُ تحتَ الثرى وسما به — الى النجم فرعٌ لا يُنال طويلُ

وانّا لَقومٌ ما نرى القتلَ سُبّةً — اذا ما رَاَتهُ عامِرٌ وَسَلُولُ

يُقرِّبُ حُبُّ الموتِ آجالنا لنا — وتكرهُهُ اجالُهم وتَطُولُ

وما ماتَ مِنّا سيّدٌ حتفَ انفه — ولا طُلَّ منّا حيث كان قتيلُ

تَسِيلُ على حدّ الظُباتِ نفوسُنا — وليست على غيرِ الظُباتِ تسيلُ

صفَوْنا فلم نكدَرْ وَاَخلَصَ سِرَّنا — اِناثٌ اَطابَت حملَنا وفُحُولُ

عَلَونا الی خیر الظّهورِ وحطّنا ... لِوقتٍ الی خیر البطون نزولُ

فنحن کماءِ المزنِ ما فی نِصابِنا ... کَهامٌ ولا فینا یُعدّ بخیلُ

ونُنکِر اِن شئنا علی النّاسِ قولهم ... ولا ینکرون القول حین نقولُ

اذا سیّدٌ منّا خلا قام سیّدٌ ... قؤولٌ لما قال الکِرامُ فعولُ

وما اُخمِدت نارٌ لنا دون طارقٍ ... ولا ذمّنا فی النّازلین نزیلُ

واَیّامُنا مشهورةٌ فی عدوِّنا ... لها غُررٌ معلومةٌ وحُجُولُ

واسیافُنا فی کلّ غربٍ ومشرقٍ ... بها من قِراعِ الدّارعین فلولُ

مُعوّدةٌ الّا تُسلّ نِصالُها ... فتُغمدَ حتّی یُستباحَ قبیلُ

سلی اِن جهلتِ النّاس عنّا وعنهم ... ولیس سواءً عالِمٌ وجهولُ

فاِنّ بنی الدّیانِ قُطبٌ لِقومِهم ... تدُورُ رحاهم حولهم وتجولُ

(١٣) وقال الفضل بن العبّاس بن عُتبة بن ابی لهبٍ

مهلاً بنی عمّنا مهلاً موالینا ... لا تَنبُشُوا بیننا ما کان مدفونا

لا تطمعوا اَن تُهینونا ونُکرِمکم ... واَن نکفّ الاذی عنکم وتؤذونا

مهلاً بنی عمّنا عن نحتِ اَثلتِنا ... سِیرُوا رُویداً کما کنتم تسیرونا

اللّٰه یعلم انّا لا نُحِبّکُمُ ... ولا نلومُکم الّا تُحِبّونا

کُلٌّ له نیّةٌ فی بُغض صاحِبِه ... بِنعمةِ اللّٰهِ نَقلیکم وتقلونا

(١٤) وقال ابراهيم بن كنيف النبهانی

تعزّ فانّ الصبر بالحرّ اجمل
وليس على ريب الزمان معوّل

فلو كان يغنی ان يرى المرء جازعاً
لحادثة او كان يغنى التذلل

لكان للتعزّی عند كلّ ملمّة
ونائبة بالحرّ اولیٰ واجمل

فكيف وكلّ ليس يعدو حمامه
وما لامرئ عمّا قضى الله مزحل

فان تكن الايام فينا تبدّلت
بنعمیٰ وبؤسیٰ والحوادث تفعل

فما ليّنت منا قناة صليبة
ولا ذلّلتنا للّتی ليس تجمل

ولكن رحلناها نفوساً كريمة
تحمّل ما لا يستطاع فتحمل

وقينا بحسن الصبر منّا نفوسنا
فصحّت لنا الاعراض والناس هزّل

(١٥) وقال آخر وهو اسحاق بن خلف

لولا اميمة لم اجزع من العدم
ولم اقاس الدجیٰ فی حندس الظلم

وزادنی رغبة فی العيش معرفتی
ذلّ اليتيمة يجفوها ذو و الرحم

احاذر الفقر يوماً ان يلمّ بها
فيهتك الستر عن لحم علیٰ وضم

تهوی حياتی واهوی موتها شفقاً
والموت اكرم نزّال علی الحرم

اخشیٰ فظاظة عمّ او جفاء اخ
وكنت ابقی عليها من اذی الكلم

(١٦) وقال آخر وهو حِطّان بن المُعلّى

انزلني الدهرُ على حكمه — من شامخٍ عالٍ الى خفضِ
وغالني الدهرُ بوفرِ الغنى — فليس لي مالٌ سوى عِرضي
أبكانيَ الدهرُ ويا ربّما — أضحكني الدهرُ بما يُرضي
لولا بُنيّاتٌ كزُغبِ القطا — رُدِدْنَ من بعضٍ الى بعضِ
لكان لي مُضطربٌ واسعٌ — في الارض ذاتِ الطُولِ والعرضِ
وانّما اولادُنا بيننا — اكبادُنا تمشي على الارضِ
لو هبّتِ الريحُ على بعضهم — لامتنعتْ عيني من الغُمضِ

(١٧) وقال عُروة بن الوَرد

لحا اللهُ صُعلوكا اذا جنّ ليلُه — مُصافي المُشاشِ آلِفًا كلّ مجزرِ
يَعُدّ الغنى من نفسه كلّ ليلة — اصابَ قِراها من صديقٍ مُيسّرِ
ينام عِشاءً ثمّ يُصبحُ ناعِسًا — يَحُتّ الحصا عن جَنبِه المتعفّرِ
يُعينُ نساءَ الحيّ ما يستعِنّه — ويُمسي طليحًا كالبعيرِ المُحسّرِ
ولكنّ صُعلوكا صفيحةُ وجهه — كضوءِ شهابِ القابسِ المتنوّرِ
مُطِلًّا على اعدائه يزجُرونه — بساحتهم زجرَ المنيحِ المُشهّرِ
اذا بَعُدوا لا يأمنون اقترابَه — تشوُّفَ اهلِ الغائبِ المتنظّرِ
فذلك إن يلقَ المنيّةَ يلقها

حميدًا وإن يستغنِ يومًا فاجْدِهِ

---

(١٨) وقال سعد بن مالك

يا بُؤسَ للحربِ التي ... وَضَعَتْ أراهِطَ فاستراحوا

والحربُ لا يَبْقى لجاحِمِـ ... ـها التخيُّلُ والمِراحُ

إلّا الفتى الصبّارُ في ... النَجَداتِ والفَرَسُ الوَقاحُ

والنَثْرَةُ الحَصْداءُ والبَـ ... ـيضُ المُكَلَّلُ والرِّماحُ

وتساقطَ الأوشاظُ والـ ... ـذَنَباتُ اذ جَهِدَ الفِضاحُ

والكرُّ بعدَ الفَرِّ اذ ... كُرِهَ التقدُّمُ والنِطاحُ

كَشَفَتْ لهم عن ساقِها ... وبدا من الشَرِّ الصُراحُ

فالهَمُّ بَيْضاتُ الخُدو ... رِ هناكَ لا النَعَمُ المُراحُ +

بِئسَ الخلائفُ بعدَنا ... أولادُ يَشكُرَ واللِقاحُ

مَنْ صَدَّ عن نيرانِها ... فأنا ابنُ قيسٍ لا بَراحُ

صبرًا بني قيسٍ لها ... حتّى تُريحوا وتُراحوا

إنَّ المُوائِلَ خوفَها ... يَعتاقُهُ الأَجَلُ المُتاحُ

هيهاتَ حالَ الموتُ دونَ الفوتِ وانتُضِيَ السِّلاحُ

كيفَ الحيٰوةُ اذا خَلَتْ ... مِنّا الظواهِرُ والبِطاحُ

أينَ الأعِزَّةُ والأسِـ ... ـنَّةُ عندَ ذلكَ والسَّماحُ

٢- نُخْبَةٌ مِن بَابِ المَرَاثي

(١٩) وقال عَبْدَةُ بن الطَّبِيب

عليك سلامُ اللهِ قيسَ بن عاصمٍ ... ورحمتُهُ ما شاءَ أنْ يترحّما

تحيّةَ مَنْ غادرتَه غَرَضَ الرَّدَى ... اذا زار عن شَحْطٍ بلادَكَ سلّما

فما كان قيسٌ هُلْكُهُ هُلْكَ واحدٍ ... ولكنّه بنيانُ قومٍ تهدّما

(٢٠) وقال مُتَمِّم بن نُوَيْرَة

لقد لامني عند القبورِ على البُكا ... رفيقي لِتَذرافِ الدُّموعِ السَّوافِكِ

فقال أتبكي كلَّ قبرٍ رأيتَهُ ... لقبرٍ ثوى بين اللِّوى فالدَّكادِكِ

فقلتُ له إنّ الشَّجا يبعثُ الشَّجا ... فدعني فهذا كُلُّه قبرُ مالِكِ

(٢١) وقال رجل من خَثْعَم

نَهِلَ الزمانُ وَعَلَّ غيرَ مصرَّدِ ... من آلِ عتّابٍ وآلِ الأسودِ

مِن كلّ فيّاضِ اليدين إذا غدت ... نكباءُ تُلوي بالكَنِيفِ المُوصَدِ

فاليومَ أضحوا لِلمنونِ وسِيقةً ... من رائحٍ عَجِلٍ وآخرَ مُغتدِي

خلَتِ الديارُ فسُدتُ غيرَ مُسَوَّدِ ... ومن الشَّقاءِ تفرُّدي بالسُّوددِ

(٢٢) وقال دُريد بن الصِّمَّة

نصحتُ لعارضٍ واصحاب عارضٍ ... ورهطِ بنی السوداء والقومُ شُهّدی

فقلتُ لهم ظُنّوا بالفَی مُدجّجٍ ... سراتُهمُ فی الفارسی المسرّدِ

فلمّا عصونی کنت منهم وقد اریٰ ... غوایتهم وانّنی غیر مهتدِ

امرتُهم امری بمُنعرَج اللِّویٰ ... فلم یستبینوا الرُّشدَ الّا ضُحی الغدِ

وهل انا الّا من غزیّةَ ان غوتْ ... غَویتُ وان ترشُدْ غزیّةُ ارشُدِ

تنادوا فقالوا اردتِ الخیلُ فارسا ... فقلتُ اَعبدُ اللّٰه ذلکمُ الرّدی

فجئتُ الیه والرِّماحُ تنوشُه ... کوقع الصَّیاصِی فی النسیج المُمدّدِ

وکنتُ کذاتِ البَوِّ ریعتْ فاقبلتْ ... الی جلَدٍ من مَسْکِ سَقْبٍ مقدّدِ

فطاعنتُ عنه الخیلَ حتی تنفّست ... وحتّی علانی حالکُ اللّون اسودی

قتالَ امرئٍ اسی اخاه بنفسه ... ویَعلمُ انّ المرءَ غیرُ مخلّدِ

فان یک عبدُ اللّٰه خلّی مکانه ... فما کان وقّافا ولا طائشَ الیدِ

کمیشُ الازارِ خارجٌ نصفُ ساقه ... بعیدٌ من الآفات طلّاعُ انجُدِ

قلیلُ التشکّی للمصیبات حافظٌ ... من الیوم اعقابَ الاحادیثِ فی غدِ

تراه خمیصَ البطنِ والزّادُ حاضرٌ ... عتیدٌ ویغدو فی القمیص المقدّدِ

وان مسّه الاقواءُ والجهدُ زاده ... سَماحًا واتلافا لما کانَ فی الیدِ

صَبا ما صَبا حتّی علا الشیبُ راسَه ... فلمّا علاه قال للباطلِ ابْعَدِ

وطیّبَ نفسیَ انّنی لم اَقُل له ... کذَبتَ ولم ابخَل بما ملکت یدی

(۲۳) وقال ایضاً

نقول اَلَا تبکی اخاك وقد اَرَی | مکان البُکا لکن بُنِیتُ علی الصبرِ
نقلتُ اعبدَ اللہ اَبکِی ام الذی | له الجدثُ الاعلی قتیلَ اِبی بکرِ
وعبدَ یغوثَ تَحجُلُ الطیرُ حولَه | وعَزَّ المصابُ حَثوُ قبرٍ علی قبرِ
اَبَی القتلُ اِلَّا آل صِمَّۃَ اَنَّھُمُ | اَبَوا غیرہ والقدرُ یجری الی القدرِ
فامَّا ترَینا لا تزالُ دماؤُنا | لَدَی واترٍ یُسعٰی بھا آخرَ الدھرِ
فانّا لَلَحمُ السّیف غیرَ نکیرۃٍ | ونُلحِمُه حینا ولیس بذی نکرِ
یُغارُ علینا واترِینَ فیُشتَفَی | بنا اِن اُصِبنا اونُغیرُ علی وِترِ

قسمنا بذاك الدّھرَ شطرین بیننا | فما ینقضِی الّا ونحن علی شَطرِ

(۲۴) وقال تأبَّطَ شرًّا

انّ بالشِّعب الذی دون سَلعٍ | لقتیلا دَمُہُ ما یُطَلُّ
خلَّفَ العِبءَ علیّ وولّی | انا بالعِبءِ لہ مستقِلُّ
و وراءَ الثارِ منّی ابنُ اختٍ | مَصِعٌ عُقدَتُہُ ما تُحَلُّ
مُطرِقٌ یرشَحُ سمًّا کما اَطـ | ـرَقَ افعی ینفُثُ السَّمَّ صِلُّ
خَبَرٌ ما نابنا مُصمَئِلٌّ | جَلَّ حتّی دقّ فیہ الاَجَلُّ
بَزَّنِی الدّھرُ وکان غشومًا | باَبِیٍّ جارُہُ ما یُذَلُّ

شامِسٌ فی القُرّ حتّی اذا ما ... ذَکَتِ الشِّعرٰی فَبَردٌ وظِلّ

یابسُ الجنبَینِ مِن غیر بؤسٍ ... ونَدِی الکَفَّین شَهمٌ مُدِلّ

ظاعِنٌ بالحَزم حتّی اذا ما ... حَلَّ حَلَّ الحزمُ حیثُ یحُلّ

غیثُ مزنٍ غامِرٌ حیثُ یُجدِی ... واذا یسطوا فلَیثٌ اَبَلّ

مُسبِلٌ فی الحیّ احوی رِفَلّ ... واذا یغزو فسِمعٌ اَزَلّ

وله طَعمانِ اَریٌ وشَریٌ ... وکلا الطعمَینِ قد ذاق کُلّ

یَرکَبُ الهولَ وحیدا ولا یَصحَبُهُ الّا الیمانی الاَفَلّ

وفُتُوٍّ هَجَّرُوا ثم اَسرَوا ... لیلَهم حتّٰی اذا انجاب حَلُّوا

کلُّ ماضٍ قد تردّی بماضٍ ... کسَنا البرقِ اذا مایُسَلّ

فادّرَکنا الثارَ منهم ولمّا ... یَنجُ مِل حَیَّینِ الّا الاقلّ

فاحتَسَوا انفاسَ نوم فلمّا ... هَوَّموا رُعتهُم فاشمَعَلُّوا

فلئن فَلّت هذیلٌ شَباهُ ... لَبِما کان هذیلاً یَفُلّ

وبما اَبرَکَها فی مُناخٍ ... جَعجَعٍ ینقَبُ فیه الاَظَلّ

وبما صبّحها فی ذَراها ... منه بعد القتل نَهبٌ وشَلّ

صَلِیَت مِنّی هذیلٌ بِخِرقٍ ... لا یَمَلُّ الشرّ حتّی یَمَلُّوا

یُنهِلُ الصَّعدَةَ حتّی اذا ما ... نَهِلَت کان لها منه عَلّ

حَلَّت الخمرُ وکانت حراما ... وبِلَأیٍ ما اَلَمَّت تَحِلّ

فاسقِنیها یا سَوادَ بن عمرٍو ... اِنّ جسمی بعد خالی لَخَلّ

تَضحَکُ الضَّبعُ لِقَتلٰی هُذَیلٍ ... وتری الذئبَ لها یَستَهِلّ

وعِتاقُ الطیرِ تغدو بِطانا — تتخطاهم فما تستقلُّ

(۲۵) وقال خلف بن خلیفہ

اُعاتِبُ نفسی اَن تبسّمتُ خالیا — وقد یضحک الموتور وهو حزین

وبالدیرِ اَشجانی وکم من شجٍ له — دُوَینَ المُصلّٰی بالبقیع شجُونُ

رُبًی حولها امثالُها ان اَتیتَها — قَرَینَکَ اشجانا وهُنَّ سُکُونُ

کفی الهجرَ انّا لم یَضِح لک اَمرُنا — ولم یاتنا عمّا لدیک یقینُ

(۲۶) وقال عبدُ الله بن ثعلبةَ الحنفی

لکل اناسٍ مَقبَرٌ بِفنائهم — فهم ینقصُون والقبور تزیدُ

وما اِن یزالُ رسمُ دارٍ قد اخلقت — وبیتٌ لمیتٍ بالفِناء جدیدُ

هُم جیرةُ الاحیاء اَمّا جوارُهم — فدانٍ واَمّا الملتقی فبعیدُ

(۲۷) وقال مُوَیلِکُ المزموم یرثی امرءته اُمَّ العلاء

اُمرُر علی الجدثِ الّذی حلّت به — اُمُّ العلاءِ فنادِها لو تَسمَعُ

آنّی حللتِ وکنتِ جِدَّ فَرُوقَةٍ ... بَلَداً یمُرّ به الشُّجاعُ فیفزَعُ
صلّی علیكِ الله من مفقودةٍ ... اذلا یُلائمُكِ المكانُ البَلْقَعُ
فلقد ترکتِ صغیرةً مرحومةً ... لم تَدْرِ ما جَزَعٌ علیكِ فتَجْزَعُ
فقدتْ شمائلَ مِن لِزامِك حُلوةً ... فتَبیتُ تُسهِرُ اهلها و تُفَجِّعُ
واذا سمعتُ أنینها فی لیلها ... طَفِقَتْ علیكِ شُؤُونُ عینی تدمعُ

(۲۸) قال حَفْصُ بن الاحنف الکِنانیّ

لا یَبْعَدَنَّ ربیعةُ ابنُ مُکَدَّمٍ ... وسَقَی الغوادی قبرَہ بذَنُوبِ
نفرتْ قلوصی مِن حجارة حَرَّةٍ ... بُنِیَتْ علی طَلْقِ الیدین وَهُوبِ
لا تَنْفِرِی یا ناقَ منه فانّه ... شِرِّیبُ خمرٍ مِسعَرٌ لِحُرُوبِ
لولا السِّفارُ وبُعدُ خَرْقٍ مَهْمَهٍ ... لتَرَکْتُها تَحْبُو علی العُرْقُوبِ

(۲۹) وقالت امرأةٌ

طال یبغی نَجْوَةً + من هلاكٍ فهلَكْ
لیتَ شِعرِی ضَلَّةً أیُّ شیءٍ قتلَكْ
امریضٌ لم تُعَدْ + ام عدوٌّ خَتَلَكْ
ام تَوَلَّی بك ما + غالَ فی الدهرِ السُّلَكْ

والمنايا رَصَدٌ + للفتى حيث سَلَكْ

اى شيءٍ حسنٍ + لفتى لم يَكُ لكْ

كلُّ شيءٍ قاتِلٌ + حين تلقى اَجَلَكْ

طال ما قد نلتَ فى + غَيرِ كدٍّ اَمَلَكْ

انّ امراً فادِحاً + عن جوابى شَغَلَكْ

سأُعزِّى النفسَ اذ + لَمْ تُجِبْ مَنْ سَأَلَكْ

ليت قلبى ساعةً + صبره عنك مَلَكْ

ليت نفسى قُدِّمت + للمنايا بَدَلَكْ

٣۔ نُخْبَةٌ مِنْ شَرْحِ الحَمَاسَةِ لِلتَّبْرِيزِيِّ

(٣٠) وقال مالك بن الرَّيْب

تذكّرت من يَبكِى علىّ فلم اَجد

سوى السَّيفِ والرُّمح الرُّدَينىِّ باكيا

وَاَشْقَرَ خِنْذِيذ يجرّ عنانَهُ

الى الماءِ لم يَترُكْ له الموتُ ساقيا]

٤- نُخْبَةٌ مِنْ بَابِ الأَدَب

(٣١) وقال عمرو بن قميئة

يا لهفَ نفسي على الشبابِ لم — أفقِدْ به إذ فقدتُهُ أمَمَا

إذ أسحبُ الرَّيْطَ والمُرُوطَ إلى — أدنى تجارِي وأنفضُ اللِّمَمَا

لا تُغبِطِ المرءَ أن يقال له — أمسى فلانٌ لِسِنِّهِ حَكَمَا

إنْ سرَّه طولُ عُمْرِه فلقد — أضحى على الوجه طُولُ ما سَلِمَا

(٣٢) وقال سُلْمِيّ بن ربيعة

إنَّ شِواءً ونَشوةً — وخَبَبَ البازلِ الأَمُونِ

يُجشِمُها المرءُ في الهوى — مسافةَ الغائِطِ البَطِينِ

والبِيضَ يرفُلنَ كالدُّمى في الرَّيطِ والمُذهَبِ المصونِ

والكُثْرَ والخفضَ آمِنًا — وشَرْعَ المِزهَرِ الحَنُونِ

مِن لذةِ العيشِ والفتى — للدهرِ والدهرُ ذو فنونِ

والعُسرُ كاليُسرِ والغِنى — كالعُدْمِ والحيُّ للمَنُونِ

غَذِیَّ بَهمٍ وذا جُدُونِ	اهلكن طَسْما وبَعدَه
وحَیَّ لقمانَ والتُّقُونِ	واهلَ جاشٍ ومارِبٍ

(٣٣) وقال مالك بن حَريم الهمدانیّ

اُنبیتُ والاَیّامُ ذاتُ تجارِب وتُبدی لك الایام مالستَ تعلَمُ

بانّ ثَراءَ المال ینفع رَبَّه
وَیُثنی علیه الحمدَ وهو مذمَّمُ

وانّ قلیلَ المال للمرء مُفسِدٌ
یَحُزُّ کما حزّ القطیعُ المُحَرَّمُ

یَرَی دَرَجاتِ المجد لایستطیعها
ویقعُد وسطَ القوم لا یتکلَّمُ

٥۔ نُخبَةٌ مِن بابِ النَّسِیب

(٣٤) وقال اٰخر

بِلَیلَی اَمُتْ لا قبرَ اَعطشُ مِن قَبری	فیاربِّ اِن اَهلِكْ ولم تُروِها مَتی
تَسَلَّیتُ عن یاسٍ ولم اَسْلُ عن صبرِ	واِن اَكُ عن لیلَی سَلوتُ فانّما
فرُبَّ غِنَی نفسٍ قریبٌ من الفقرِ	وان یكُ عن لیلی غِنیً وتجلُّدٌ

(۳۵) وقال ابو صخر الهذلی

اما والذی ابکی واضحک والذی ... امات واحیا والذی امره الامر
لقد ترکتنی احسد الوحش ان اری ... الیفین منها لا یروعهما الذعر
فیا حبها زدنی جوی کل لیلة ... ویا سلوة الایام موعدک الحشر
عجبت لسعی الدهر بینی وبینها ... فلما انقضی ما بیننا سکن الدهر
وما هو الا ان اراها فجاءة ... فابهت لا عرف لدی ولا نکر

(۳۶) وقال اخر

اقول لصاحبی والعیس تهوی ... بنا بین المنیفة فالضمار
تمتع من شمیم عرار نجد ... فما بعد العشیة من عرار
الا یا حبذا نفحات نجد ... وریا روضه بعد القطار
واهلک اذ یحل الحی نجدا ... وانت علی زمانک غیر زار
شهور ینقضین وما شعرنا ... بانصاف لهن ولا سرار

(۳۷) وقال اخر

قد کنت اعلو الحب حینا فلم یزل ... بی النقض والابرام حتی علانیا
ولم ار مثلینا خلیلی جنابة ... اشد علی رغم العدو تصافیا
خلیلین لا نرجو لقاء ولا تری ... خلیلین الا یرجوان التلاقیا

يقولون من طول اعتدائك باري بعدي / نجدك وما تلقى لعينيك شافيا
بلى إن بالجزع الذي ينبت الغضا / إليّ وإن لم القه لمداويا

(٣٨) وقال إياس بن الأرتّ الطائيّ

هلمّ خليليّ والغواية قد تصبي / هلمّ نحيّي المنتشين من الشرب
نسلّ ملامات الرجال بربّة / ونفرش ور اليوم باللهو واللعب
إذا ما تراخت ساعة فاجعلنّها / لخير فإنّ الدهر أعصل ذو شغب
فإن يك خيراً أو يكن بعض راحة / فإنّك لاقٍ من غموم ومن كرب

(٣٩) وقال بكر بن النطّاح

بيضاء تسحب من قيام فرعها / وتغيب فيه وهو وحف أسحم
فكأنّها فيه نهار ساطع / وكأنّه ليل عليها مظلم

(٤٠) وقال آخر

سلي البانة الغيناء بالأجرع الذي / به البان هل حيّيت أطلال دارك
وهل قمت في أطلالهنّ عشيّة / مقام أخي البأساء واخترت ذلك
وهل هملت عيناي في الدار غدوة / بدمع كنظم اللؤلؤ المتهالك
أرى النّاس يرجون الربيع وإنّما / ربيعي الذي أرجو نوال وصالك
أرى النّاس يخشون السنين وإنّما / سنيّ التي أخشى صروف احتمالك

لئن ساءنى ان نلتنى بمساءة	لقد سرّنى انّى خطرت ببالك
ليهنيك امساكى بكفّى على الحشا	ورقراق عينى رهبة من زيالك

(٤١) وقال آخر

تمتّع بها ما ساعفتك ولا تكن	عليك شجًا فى الحلق حين تبين
وان هى اعطتك اللّيان فانّها	لغيرك من خلّانها ستلين
وان حلفت لا ينقض النأى عهدها	فليس لمخضوب البنان يمين

(٤٢) وقال توبة بن الحميّر

ولو انّ ليلى الأخيليّة سلّمت	علىّ ودونى تربة وصفائح
لسلّمت تسليم البشاشة اوزقا	اليها صدًى من جانب القبر صائح
واُغبط من ليلى بما لا اناله	ألا كلّ ما قرّت به العين صالح

(٤٣) وقال نصيب

كأنّ القلب ليلة قيل يغدى	بليلى العامريّة او يراح
قطاة عزّها شرك فباتت	تجاذبه وقد علق الجناح
لها فرخان قد تركا بوكر	فعشّهما تصفّقه الرّياح
اذا سمعا هبوب الريح نصّا	وقد اودى به القدر المتاح
فلا فى للّيل نالت ما ترجّى	ولا فى الصبح كان لها براح

٦ ـ نُخْبَةٌ مِنْ بَابِ الهِجَاءِ

(۴۴) وقال طَرَفَة بن العَبد

فَرَّقَ عن بَيتَيك سعدَ بن مالك
وعمراً وعوفاً ما تَشِي وتقولُ

وانت على الادنى شَمالٌ عَرِيَّةٌ
شَآمِيَةٌ تَزوِي الوُجوه بَلِيلُ

وانتَ على الاَقصى صِبًا غيرُ قَرّةٍ
تَذاءب منها مُرزغٌ ومُسيلُ

واَعلمُ علماً ليس بالظَّنِّ انَّهُ
اذا ذَلَّ مولى المرء فهو ذليلُ

وانَّ لِسانَ المرءِ مالم تكن له
حَصاةٌ عَلَى عَوراته لدليلُ

(۴۵) وقال عبد الرّحمٰن بن الحَكَم

لحى الله قيسا قيس عيلان انّها
اضاعتْ ثغور المسلمين وولّتِ

فشاولْ بقيس في الطعان ولاتكن
اخاها اذا ما المشرفية سُلّتِ

من
دیوان
علیّ بن العبّاس ابن الرّومی

ترجمۂ

ابن الرومی

۲۲۱ھ - ۲۸۳ھ

ابو الحسن علی بن العباس بن جُریج مولی عبید اللہ بن عیسےٰ بن جعفر ابن منصور تیسری صدی ہجری کے نہائت بلند پایہ شعراء میں سے تھا۔ جسکے شعر کی خصوصیتیں تعجب انگیز طور پر زمانۂ حال کے مذاق کے مطابق ہیں مگر جو سوء اتفاق سے وہ شُہرت نہ پا سکا جس کا وہ حقدار ہے۔ ابن رشیق قیروانی کو جو ابن الرومی کی طرح خود بھی رومی الاصل تھا اس شاعر کے حالات سے بہت دلچسپی[1] تھی وہ لکھتا ہے :-

واما ابن الرومی فاولی الناس باسم شاعر لکثرۃ اختراعه وحسن افتنانه (کتاب العمدہ ۲ : ۱۹۴)

واکثر المولّدین[2] اختراعًا وتولیدًا فیما یقول الحذّاق ابو تمّام وابن الرومی (العمدہ ۱ : ۱۷۷)

ومنهم من یؤثر المعنی علی اللفظ فیطلب صحّته ولا یبالی حیث وقع من هُجنة اللفظ وقبحه وخشونته کابن الرومی وابی الطیب [المتنبی] ومن شاکلهما ...... واکثرُ الناس علی تفضیل اللفظ علی المعنی[3] (العمدہ ۱ : ۸۲)

---

[1] دیکھو العمدہ ۲ : ۱۹ - وانا اقول ان اکثر الشعراء اختراعا ابن الرومی وسیاتی برهان ذلك فی الکتاب الذی شرطت تالیفه ان شاء اللہ سبحانه.
[2] Modern poets ÷ [3] اس صورت میں کیا تعجب ہے کہ معنی پرست ابن الرومی کو لفظ پرست عوام میں کافی ہر دلعزیزی حاصل نہ ہوئی !

سمعانی نے ابن الرومی کی نسبت لکھا ہے : احد الشعراء المکثرین المجوّدین فی الغزل والمدائح والھجاء والاوصاف والتشبیھات وکان محسنا ، روی عنہ جماعۃ کثیرۃ من اھل الادب ۔ (کتاب الانساب بذیل الرومی)

اسی طرح ابن خلکان بھی اس کی تعریف میں تر زبان ہے : صاحب النظم العجیب والتولید الغریب ، یغوص علی المعانی النادرۃ فیستخرجھا من مکامنھا ویبرزھا فی احسن صورۃ ولا یترک المعنی حتی یستوفیہ الی آخرہ ولا یبقی فیہ بقیۃ ، ولہ القصائد المطوّلۃ والمقاطیع البدیعۃ ولہ فی الھجاء کل شئ طریف وکذلک فی المدیح ۔ (وفیات ۱ : ۳۵۱)

لیکن باوجود ان تعریفوں کے شاعر کے بہت ہی کم حالات محفوظ رہے ہیں ، یہانتک کہ کتاب الاغانی ، کتاب الشعر وغیرہما میں بھی اس کا حال نہیں ملتا ، کتاب الفہرست (ص ۱۴۸ ، ۱۶۹) سے یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ اسکے معاصر ابن عماد ثقفی وکیل قاسم بن عبید اللہ و ولدہ (م ۳۱۹) اور الخالدیان نے اسکے حالات لکھے اور اس کے اشعار کا انتخاب اور اشعار کے متعلقہ قصے جمع کئے ، مگر یہ کتابیں ہم تک نہیں پہنچیں اور شاعر کے شخصی حالات کے متعلق ہم قریبًا بے خبر ہیں ۔ استاد عقّاد اس امر سے بحث کرتے ہوئے کہتا ہے کہ : میں سمجھتا تھا کہ اس خمول کی وجہ شاعر کے اخلاق کی غرابت ، یا ضعفِ حیلہ اور براعتِ منافسین ہے ، یا شاید اس کے

طول کلام نے طبائع کو ملول کر دیا. یا شاید ہجو اُمراء
میں اسکی فحش گوئی نے اہل زمانہ کو اس سے روگردان کر دیا - کبھی یہ گمان
کرتا تھا کہ اس کا تطیّر لوگوں سے میل جول رکھنے سے مانع آتا ہوگا، اور اس
کی شاعرانہ خصوصیتیں مثلاً ترجیح معانی بر الفاظ، اظہار مطلب و مقصود، دقت پسندی
وغیرہ اسکی ہر دلعزیزی کے راستے میں رکاوٹ پیش کرتی رہی ہونگی ۔ مگر بالآخر
میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس خمول کا اصلی باعث اس کا رومی الاصل ہونا
ہے ۔ جسکی وجہ سے اُسکے کلام کا روح عربی زبان کے روح سے مغایر اور
اسکے کلام کا منہج عام عرب شعرائے منہج سے علیحدہ ہو گیا، ان رومی خصوصیتوں کے
سمجھنے کے لئے امور ذیل کی طرف توجہ کرنی چاہیئے :-

(۱) ابن رومی کو نیچر (طبیعت) کے ساتھ ایسا شغف ہے جو ایسی زندہ
جمیل ہستی سے ہی ہو سکتا ہے جو عطف و شعور رکھتی ہو + (۲) اسکے کلام میں حواس
کی تیزی بہت نمایاں ہے ۔ مثلاً رنگ و بو، شکل و صورت کے لئے اس کا
احساس نہایت قوی ہے، اسکے کلام میں وُجوہ و اَزہار و کُوُس وحلی و
خمر وغیرہ کے اوصاف دیکھیں تو کہیں کہ شاید ہی کسی شاعر کا حاسّہ لون ایسا
قوی ہو جیسا اس کا، جب وہ ازہار و ریاحین کے فضائل اور اُنکی خوشبو سے لذت گیر
ہونے اور انکے مراتب میں تمیز کرنے کا ذکر کرتا ہے تو یقین ہو جاتا ہے کہ جس
طرح جمال مناظر کے لئے اسکی حس تیز ہے اسی طرح جمال مشمومات کے لئے
بھی ہے ۔ جب ان تصویروں کو دیکھیں جو وہ کبڑوں، گنجوں، ٹھگنوں،
بڑی بڑی ڈاڑھی، بڑی بڑی ناک والوں کی کھینچتا ہے اور اس مدح کو سنیں

جو وہ اچھے گانوں اور گانے والوں کی کرتا ہے تو واضح ہو جاتا ہے کہ شکلوں میں سے کوئی شکل اسکی آنکھ سے نہیں بچتی اور اسکے کانوں کو سماعِ جمیل کے ساتھ خاص انس ہے۔ (۳) وہ تشخیص[1] کا شائق ہے، معانی مجردہ کو اشخاص و ارواح تصور کر لیتا ہے اور ان تصورات کی طرف زندوں کے اعمال و اقوال کو منسوب کر دیتا ہے۔ یہ وہی ملکہ ہے جس کے ذریعہ اہل یونان افسانے گھڑ لیا کرتے تھے اور قوائے طبیعت سے ارباب و ربات اختراع کیا کرتے تھے۔

(۴) اسکی عادت استرسال مع المعنی کی ہے، یعنی اس کے اشعار بلحاظ معنے مسلسل ہیں، اسکے ہاں ایک بیت وحدتِ[2] نظم نہیں بلکہ پورا قصیدہ ایک "کلِ[3]" واحد ہے، جو ایک مکمل خیال کی تکمیل کے بغیر پورا نہیں ہوتا اور جسکے اجزاء قابل تقدیم و تاخیر نہیں۔ اس کے قصائد کامل "موضوعات" ہیں۔ جنکے عنوان بخوبی قائم کئے جا سکتے ہیں۔ وہ ایک مقصد لے کر کسی موضوع پر لکھنا شروع کرتا ہے۔ اس مقصد کے ختم ہوتے ہی اسکی نظم بھی ختم ہو جاتی ہے۔ حاصل یہ کہ خصوصیات بالا ابن الرومی کے خمول کا باعث ہوئیں۔ اسلئے کہ اس کے اور اسکے ابنائے عصر میں کون بعید تھا۔ لوگوں نے ان خصوصیات کو غریب سمجھ کر اسکے کلام کو زاویۂ گمنامی میں ڈال دیا۔ البتہ زمانۂ حال میں شعرائے یورپ کا کلام پڑھنے والوں نے اسکی طرف توجہ کی۔ کیونکہ انکو فحول شعرائے فرنگ اور اسکے طرز کلام میں بہت سی مماثلت نظر آئی۔ اس مماثلت میں وہ فکاہت بھی

---

[1] Personification.

[2] a unit.

[3] one whole, a complete unity.

درست شامل تھی جو لفظی نکتوں سے بری تھی، وہ وصف صحیح تھا جو شبہت محاکات سے بعید تھا، وہ سچا احساس تھا جو الفاظ و اوزان کو ادائے مطلب کا پابند کرتا ہے۔ وہ باصواب رائیں تھیں جنکو جھوٹا لمع فریب نہیں دے سکتا۔ (از مقدمہ عقاد ملخصًا)

اس تمہید کے بعد ابن الرومی کے شخصی حالات کے متعلق وہ چند باتیں درج کی جاتی ہیں جو متفرق کتابوں میں ملتی ہیں۔

ابن الرومی خلیفہ معتصم کے عہد خلافت میں رجب ۲۲۱ھ میں پیدا ہوا۔ اور خلیفہ معتضد کے عہد میں ۲۸۳ھ میں فوت [۱] ہوا، اس کی پیدائش بغداد میں ہوئی اور وفات بھی وہیں ہوئی، اس کی زندگی کا زمانہ کل نو خلفا کے عہد میں گذرا جنکے نام علی الترتیب یہ ہیں:۔ معتصم، واثق، متوکل، منتصر، مستعین، معتز، مہتدی، معتمد، معتضد،

صفدی نے الوافی بالوفیات میں اسکی ذاتی خصوصیات کی بہت بری تصویر کھینچی ہے اور لکھتا [۲] ہے کہ وہ گنجا، میلا کچیلا، سخت وہم پرست، کھانے میں حریص اور درشت خو تھا،

اسکی وہم پرستی اور شگون گیری کیطرف مصنفوں نے بہت توجہ کی ہے۔ ابن القارح (م

۱ے سمعانی نے اس کا سن وفات ۲۸۳ یا ۲۸۴ دیا ہے، ابن خلکان (۱: ۳۵۱) نے ان سنین کے علاوہ ۲۷۶ بھی دیا ہے، صاحب روضات الجنات نے لکھا ہے کہ وہ حدود ۲۹۰ میں فوت ہوا مگر قابل ترجیح قول یہی ہے کہ وہ ۲۸۳ میں فوت ہوا۔ ۲ے یہ عبارت روضات الجنات ۱: ۴۷۳ سے لی گئی ہے جہاں بعض الفاظ مشتبہ ہیں، مثلاً اسنبج لکھا ہے جو بظاہر اسنخ ہے، اور جعلب لکھا ہے جو غالبًا جلعب کی تصحیف ہے۔ والجلعب الرجل الجافی الکثیر الشر۔

بعد ۴۲۱ھ) نے اپنے رسالہ میں ابوعثمان الناجم کا قصہ لکھا ہے جو ابن الرومی کی عیادت کو گیا تھا، ابن الرومی نے اُس سے کہا کہ میں ایک محلہ سے دوسرے میں منتقل ہونا چاہتا تھا۔ اسلئے میں نے اپنے دوست ابوالفضل سے (جس کا نام افضال سے مشتق ہے) مشورہ کیا، دوست نے کہا قنطرہ سے یمین (دائیں ہاتھ) کی طرف مڑ کر سکۂ نعیمہ میں جاکر دار ابن المعافی میں رہو۔ یہ الفاظ یمن، نعیم اور عافیت سے مشتق ہیں،۔ مگر میں نے بدبختی سے اس کا مشورہ نہ مانا اور دوسرے دوست جعفر سے مشورہ کیا (جس کا نام جوع و فرار سے مشتق ہے) اس نے کہا قنطرہ سے شمال (بائیں ہاتھ) کیطرف مڑ کر دار ابن قلابہ میں جا رہو، شمال شؤم سے مشتق ہے اور ابن قلابہ انقلاب سے، یہی وجہ ہے کہ دنیا مجھ سے منقلب ہوگئی ہے اور میں مر رہا ہوں۔ سب سے بڑی مصیبت اس گھر میں یہ ہے کہ چڑیاں سیق سیق پکارتی ہیں: فھا انا فی السیاق، (رسائل البلغاء ص ۲۰۳)

ابن رشیق نے لکھا ہے:- وکان ابن الرومی کثیر الطیرۃ ربما اقام المدۃ الطویلۃ لا یتصرف تطیرا بسوء ما یراہ ویسمعہ حتّی ان بعض اخوانہ من الامراء افتقدہ فاُعلم بما لہ فی الطیرۃ فبعث الیہ خادما اسمہ اقبال لیتفاءل بہ فلما اخذ أھبتہ للرکوب قال للخادم انصرف الی مولاک فانت ناقص ومنکوس اسمک: لا بقا، وابن الرومی القائل: الفأل لسان الزمان والطیرۃ عنوان الحدثان، ولہ فیہ احتجاجات وشعر کثیر۔ (عمدۃ ۱ : ۴۰)

اس واقعہ کو روضات الجنات کے مصنف نے محل مذکور پر زیادہ پھیلا کر بیان کیا ہے۔
نیز دیکھو دیوان مرتبہ کامل گیلانی ص ۴۸۲ جہاں رسالۃ الغفران سے معرّی کی تنقید ابن الرومی کے تطیر پر نقل کیگئی ہے،

سمعانی نے بھی اسکے ترجمہ کے آخر میں لکھا ہے: وکان یتطیّر.

ایک اور خصوصیت اس شاعر کی یہ تھی کہ اسکے تعلقات اپنے معاصروں سے اچھے نہ تھے اور اکثر ہجوگوئی سے وہ اپنی زبان کو آلودہ کرتا رہتا تھا۔ چنانچہ اسکے دیوان میں، ہجویات کا ایک خاصہ مجموعہ موجود ہے۔ ان لوگوں میں جنکی ہجو اس نے کہی علی بن سلیمان معروف بہ اخفش صغیر بھی تھا، وہ لڑکپن میں ابن الرومی کے تطیّر کی ہنسی اڑایا کرتا تھا، وہ علے الصباح اس کا دروازہ جا کھٹکھٹاتا، ابن الرومی پوچھتا کون ہے تو جواب دیتا: حرب بن مقاتل یا ایسے ہی اور نام، جن سے ابن الرومی فال بد لیتا اور اپنا کام کاج بند کر دیتا، آخر ابن الرومی نے اسکی ہجو لکھی:

الا قل للنحویّك الاخفش الخ (دیوان ص۲۶۷)

مگر لوگوں کے بیچ بچاؤ کرنے سے نہ صرف یہ ہجوگوئی بند کی بلکہ تعریف بھی لکھی دیکھو دیوان ص۲۶۵[1]۔ اوپر کی سطروں میں صفدی کے قول کے مطابق ہجو اور مدح کا ذکر ہؤا ہے۔ ابن رشیق نے اس سے مختلف ہجو دی ہے[2]، اس سے اور دیوان کے بعض مواضع سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورین میں مہاجاۃ کا سلسلہ عرصہ تک جاری رہا + ابن الرومی نے بُحتُری کی ہجو بھی لکھی، بحتری نے اسکو خاموش کرنے کیلئے خوب ہی طریقہ اختیار کیا، وہ یہ کہ ایک تھان کپڑے کا اور ایک تھیلی درہموں کی اسکو بھیجی اور ساتھ ہی خط میں لکھا کہ یہ ہدیہ ڈر کی وجہ سے نہیں، بلکہ اسلئے بھیجا گیا کہ بجز فقر اور حسد مفرط کے اور کوئی باعث ہجوگوئی کا

ح۱ یہ قصہ عمدہ ۲: ۱۳۶ پر مجملاً اور روضات الجنات ۱: ۴۷۳ پر (نقلاً از صفدی) مفصلاً درج ہے۔

ح۲ اس نظم کا اقتباس دیوان ص ۲۰۸ پر بھی موجود ہے۔

موجود نہ تھا ــــ شاعرٌ لا أهابُه | نبحتْني كلابُه
إنَّ من لا أعزّه | لعزيزٌ جوابُه[۱]

ابن الرومی کی ہجو گوئی بالآخر اسکی موت کا باعث ہوئی، کتاب العمدہ (۱ : ۴۲) پر واقعہ کی صورت یوں بیان ہوئی ہے کہ ابن الرومی قاسم بن عبید اللہ[۲] کا ملازم اور اسکے مخصوصوں میں سے تھا، جب قاسم کے باپ عبید اللہ کو یہ بات معلوم ہوئی اور اس نے ابن الرومی کی ہجو بھی سنی تو قاسم سے کہا کہ میں ابن الرومی کو دیکھنا چاہتا ہوں،

فرأى رجلا لسانه اطول من عقله، فاشار عليه بإبعاده، فقال: اخافه، قال: لم ارد إقصاءه ولكن بيت ابى حيّة النميريّ:

فقلنا لها فى السرّ نفديك لا يَرُحْ | صحيحًا وإلّا تقتليه فالممى

قاسم نے باپ کا مشورہ ابن فراس کو سنایا جو ابن الرومی کا سخت دشمن تھا، اس نے یہ بات اپنے ذمے لی اور ابن الرومی کو زہر آلود لوزینہ کھلایا جس سے وہ مر گیا[۳]،

---

[۱] عمدہ ۱ : ۷۰ [۲] قاسم سلیمان بن وہب، کا پوتا بیت وزارت سے تھا، بقول ابن خلکان (۱: ۳۵۲) وہ عظیم الہیبہ، شدید الاقدام، سفاک الدماء تھا، اور چھوٹے بڑے سب اس سے ڈرتے تھے، وہ ابن رومی کی موت کے بعد ۲۷۹ میں خلیفہ معتضد کا وزیر بنا، ۲۹۱ھ میں تیس سے کچھ اوپر عمر پا کر فوت ہوا، [۳] ابن خلکان نے لکھا ہے کہ قاسم نے ہجو کے بعد ابن فراس کو آمادہ کیا کہ ابن رومی کو ہلاک کر دے، اس نے وزیر ہی کی مجلس میں ایک زہر آلود بسکٹ اسکو کھلا دیا، زہر کا اثر معلوم ہونے پر ابن الرومی اٹھکر جانے لگا تو وزیر نے کہا "این تذهب؟ فقال: الى الموضع الذى بعثتنى اليه، فقال: سلّم على والدى، فقال له: ما طريقى على النار، گھر پہنچنے کے بعد وہ کچھ دن بیمار رہ کر فوت ہوا، طبیب سے بھی دوائی میں غلطی ہوئی اور جب ابراہیم بن محمد ابن عرفة الازدی (نفطویہ) نے بستر مرگ پر اس سے حال پوچھا تو اس نے جواب دیا:-

غلط الطبيب علىّ غلطة مورد | عجزت موارده عن الاصدار
والناس يلحون الطبيب وانما | غلطُ الطبيب اصابةُ المقدار

اسی طرح یہ قصہ شذرات میں دیا ہے۔ بسکٹ کے لئے جو لفظ اس قصے میں آیا ہے (دیوان ۴۸۱) ـــــ وہ خُشکُنانجہ ہے جو معرب خشکنانہ ہے، بقول دُوزی یہ ایک قسم کی روٹی تھی جو مکھن، کھانڈ، بادام، یا پستہ ڈال کر بشکل ہلال بنائی جاتی تھی۔ غرض اسکو ایک طرح کا بسکٹ ہی سمجھنا چاہئے۔

سطور بالا میں ذکر آچکا ہے کہ ابن الرومی کو مختلف اصناف سخن پر قدرت تامہ حاصل تھی ابن الرومی کے اکثر قصیدے امراء ذیل کی مدح میں ہیں :-

علی بن یحیی بن ابی منصور، الحسن بن عبید اللہ بن سلیمان، ابو القاسم التنوری الشطرنجی، المعتضد، ابو الحسین القاسم بن عبید اللہ بن سلیمان بن وھب، ابن المدبّر۔

کتاب العمدہ میں اسکی شاعری پر مختلف مواضع میں رائے زنی کی گئی ہے وہاں سے لیکر بعض باتیں یہاں درج کی جاتی ہیں :-

مولّدینؓ میں ابو نواس اور اسکے بعد ابو تمام و بحتری کی شہرت کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی، کہتے ہیں کہ ابو تمام و بحتری نے اپنے زمانے کے پانچسو مجید شعراء کو ماند کر دیا، انکے بعد شہرت میں ابن الرومی اور ابن المعتزؒ کا رتبہ ہے، "واما طبقة حبيب والبحترى وابن المعتزّ وابن الرومى فطبقة متداركة قد تلاحقوا وغطّوا على مَن سواهم حتى نسى معهم بقية مَن ادرك ابا نواس، ..... ولم يذكر من اصحاب ابن الرومى و ابن المعتزّ الّا مَن ذُكر بسببهما فى مكاتبة او مناقضة، (عمدہ ۱ : ۶۴)

ابن الرومی کی قادر الکلامی کا یہ عالم ہے کہ وہ اکثر اشعار میں ماقبل روی میں حرکت کو لازم کر لیتا ہے۔ خواہ قافیہ مطلق ہو یا مقید، (عمدہ ۱ : ۱۰۲)۔

وكان ابن الرومى يُقصد فيجيد ويطيل فيأتى بكلّ احسان وربّما تجاوز حتى يسرف وخير الامور اوساطها، وهو القائل

واذا امرءٌ مدح امرأً لنواله	فاطال فيه فقد اراد هجاءه
لولم يقدِّر فيه بُعد المستقى	عند الوُرود لما اطال رِشاءه

(عمدہ ۱ : ۱۲۶)

ومنهم (ای الشعراء) مَن يجيد الاوصاف کلها وان غلبت عليها الاجادة فی بعضها کامرئ القيس قديما وابی نواس فی عصره و البحتری وابن الرومی فی وقتهما وابن المعتز وکشاجم فانّ هؤلاء کانوا متصرفين مُجيدين الاوصاف ، (عمدة ۲ : ۲۲۶)

وقد غلب عليه الهجاء حتی شهر به فصار يقال اهجی من ابن الرومی ومَن اکثر من شئ عرف به وليس هجاء ابن الرومی باجود من مدحه ولا اکثر ولکن قليل الشرّ کثير. (عمدة ۱ : ۱۴۷)

عموماً شعراء ہجو میں اختصار کو ترجیح دیتے ہیں البتہ جریر اس سے مستثنی ہے، وہ اپنی اولاد کو کہا کرتا تھا کہ مدح کو طول نہ دو، ہاں، ہجو کو طول دو، وہ یہ بھی کہا کرتا تھا کہ، ہجو کہو تو سامعین کو ہنساؤ، اس مسلک میں اسکا پورا متبع ابن الرومی ہے، "فانه کان يطيل ويفحش وانا اری ان التعريض اهجی من التصريح لاتّساع الظنّ فی التعريض، وشدّة تعلّق النفس به والبحث عن معرفته، فاذا کان الهجاء تصريحا احاطت به النفس علما وقبله يقينا فی اوّل وهلة"...... (عمدة ۲ : ۱۴۰)

وفی شعره ايضا من مليح التشبيه ما دونه النهايات التی لا تبلغ وان لم يکن التشبيه غالبًا عليه کابن المعتز[۱] (عمدة ۲ : ۱۸۴)

ابن الرومی کا کلام اسکی زندگی میں مرتب نہ ہوا متنبی[۲] اسکے اشعار کا راوی تھا،

[۱] عمدہ ۲ : ۱۸۳ بعد پر ابن الرومی اور ابن المعتز کی بعض عمدہ تشبیہیں دیکھنی چاہئیں۔

[۲] یہ قول ابن خلکان کا ہے جس نے الفہرست ص ۱۶۵ سے یہ مضمون لیا ہے۔ مگر وہاں المسیبی لکھا ہے نہ المتنبی، جس المسیبی کا ذکر الفہرست اور کتاب الانساب میں ہے، وہ ابو عبداللہ محمد بن اسحق قاری ہے، جو بغداد میں ۲۳۶ میں فوت ہوا، اس شخص کا راوی ابن الرومی ہونا (بقیہ بر صفحہ ۵۲)

ابوبکر الصولی[۱] (محمد بن یحییٰ بن العباس) نے اشعار کو بہ ترتیب حروف مرتب کیا، پھر ابو الطیب ورّاق بن عبدوس نے سب نسخوں سے یہ کلام جمع کیا، اسکے مجموعہ میں سب مرتب اور غیر مرتب نسخوں سے ہزار اشعار زاید تھے۔ ہمارے زمانہ میں جو نسخے دیوان ابن الرومی کے موجود ہیں، ان میں سے ایک خدیویہ مصر میں ہے، دو استنبول میں ہیں اور ایک اسکوریال (سپین) میں، خدیویہ کے نسخہ سے شیخ محمد شریف سلیم نے دیوان کی ایک جلد مرتب کرکے مع مفصل حواشی کے مطبع ہلال سے ۱۹۱۷ء میں شائع کی، مگر یہ جلد صرف آخر حرف ب تک ہے۔ اس کے بعد ۱۹۲۴ء میں کامل گیلانی نے استاذ عقّاد کے مقدمے کے ساتھ دیوان کا انتخاب تین جزمیں شائع کیا۔ اس میں جا بجا مناسب عنوانات قائم کئے گئے ہیں

آیندہ صفحوں پر جو قصیدہ ابن الرومی کا درج ہے وہ اس کے انداز کلام کو واضح کرتا ہے، متن اور اکثر حواشی شیخ محمد شریف سلیم کے اڈیشن سے ماخوذ ہیں۔

مصادر

رسائل البلغا ص ۲۰۱، رسالۃ الغفران للمعری (طبع مصر ۱۹۰۷ء) ص ۱۶۱ بعد، کتاب العمدہ صفحات مذکورہ بالا و مواضع دیگر، کتاب الفہرست ص ۱۶۵ و ۱۵۱ و ۱۴۸ و ۱۲۹ و ۱۶۹، کتاب الانساب للسمعانی بذیل الرومی، ابن خلکان ۱: ۲۵۰، شذرات الذہب لابن عماد ۲: ۱۸۹، روضات الجنات ۱: ۴۷۳، تاریخ گزیدہ ۳۳۹، دیباجہ دیوان مرتبہ شیخ محمد شریف سلیم، دیباجہ دیوان مرتبہ کامل گیلانی۔

(بقیہ صفحہ ۵۱) کچھ بعید سا معلوم ہوتا ہے، اور کسی المسیبی کا حال معلوم نہیں، اسلئے ابن خلکان ہی کی روایت اختیار کی گئی ہے۔ [۱] ندیم راضی و مکتفی و مقتدر، وہ ۳۳۰ھ تک زندہ رہا، اس کے بعد بصرہ میں بحالت استتار فوت ہوا۔

استعطاف

القاسم بن عُبَيدِ الله

أيّها القاسِمُ القَسِيمُ[1] رُوَاءً * والّذى ضَمّ وُدُّه الأَهْواءَ

والّذى سادَ غيرَ مُستنكَرِ السُّو * دَدِ فى النّاس واعتَلَى كيف شاءَ

قَمَرٌ نَجتَلِيهِ[2] مِلْءَ عُيُونٍ * وصُدورٍ براعةً وضِياءَ

لم يَزَلْ يَجعلُ المَساءَ صباحًا * كُلّما بُدِّل الصَّباحُ مَساءَ

قَتَلَ اليأسَ[3] وهو مُستحكِمُ الأَمْـ * ـرِ وأحيا المَطامِعَ الأَنْضاءَ

وارتَضاه الأميرُ حين رآه * وارْتَأى[4] فيه رُؤْيةً وارْتِياءَ

قال رأسُ الرُّؤُسِ لمّا رآه: * وَصَفَ البدرُ نفسَه لاخَفاءَ

بَشَّرَ البرقُ بالحَيا وسَنى الصُّبْـ * ـحِ بأنْ يُقلِبَ الدُّجَى أضْواءَ

كلُّ شىءٍ أراهُ منك بَشِيرٌ * صَدَقَ اللهُ هذه البُشَراءَ

وإذا ما مَخايِرُ الناس غابت * عنك فاستشهِدِ الوُجوهَ الوِضاءَ[5]

---

[1] الحسن منظرًا، [2] اجتلاء == to observe

[3] lit. strong despair and lean hope

[4] ارتأى فى الامر = نظر فيه يعنى أعجبه منظره وراقه مَخبَره +

[5] جمع الوَضِئ = الحسن الجميل +

قال بالحقّ فيه ثم اجتباه * واصطفاه وما أساء اصطفاء

فغدا يوسعُ الرعيّة عدلاً * غير أنّى لقيت منه اعتداء

* * *

أجميلٌ بك اطّراحى وقد قدّمت فى رأيك الجميل رجاء؟

ولِىَ الطائرُ السعيدُ الذى كا * ن بريدًا ابدولةٍ زهراء[1]

ما تعرّفت مذ تعيّفت[2] طيرى * غير نعماء ظاهرت[3] نعماء[4]

ثم أدنيتنى فزادك يُمنى * من أمير مؤيّدٍ إدناء

وتناولتنى ببرٍّ فبشّرتك[4] يدُ الله ثروةً بيضاء[4]

وكذا كلّما نويت لمولا * ك مزيدًا أوتيته والهناء[5]

أنا مولاك أنت أعتقت[6] رقّى[7] * بعد ما خفت حالةً[7] نكراء

فعلامَ انصرافُ وجهك عنّى * وتناسيك حاجتى إلغاء؟

* * *

كان يأتينى الرسولُ فيهدى * لى سرورًا ويكبت[8] الأعداء

---

[1] والمعنى انى ميمون النقيبة عليك اذ كانت لك بسببى دولة سنية *

[2] تعيّف = He practised عِيافة i,e, auguration from birds etc

[3] عاونت *

[4] فاحسنت اليك نعمة من الله كثيرة الخير كالعين النزّة الغزيرة الماء،

[5] مع الهناء [6] حرّرتنى * [7] منكرة * [8] يخذل *

فقطعتَ الرسولَ عنّي ضنًّا * باتّخاذيهِ مفخرًا[1] وبهاءَ

إن أكن غيرَ محسنٍ كلَّ ما تطـ * ـلبُ إنّي[2] لمحسنٌ أجزاءَ[3]

فمتى ما أردتَ صاحبَ فحصٍ * كنتُ ممن يشارك الحكماءَ

ومتى ما أردتَ قارضَ شعرٍ * كنتُ ممّن يساجل الشعراءَ

ومتى ما خطبتَ[4] منّي خطيبًا * جلّ[5] خطبي ففاق بي الخطباءَ

ومتى حاولَ الرسائلَ رسلي[6] * بلّغتني بلاغتي البلغاءَ

غيرَ انّي جعلتُ امري الى صفـ * ـحٍ عن كلّ عورةٍ إلجاءَ

* * *

انت ذاك الذي اذا لاح عيبٌ * جعلَ[7] السترَ دونه الإغضاءَ

انا عارٍ من كلّ شيءٍ سوى فضـ * ـلك (لا زلتَ كسوةً وغطاءً!)

ولقائي إيّاك ماءُ الحيا تيـ[8] * ـنِ فلا تقطعنّ عني اللقاءَ

سمني الخسفَ كلّه أقبلِ الخسـ * ـفَ بشكرٍ ولا تسمني الجفاءَ

ليس بالناظرين صبرٌ عن الوجـ * ـه الذي يجمعُ السنى[9] والسناءَ

منظرٌ يملأُ القلوبَ مع الأبـ * ـصار نورًا ويضرحُ[10] الأقذاءَ

* * *

---

١ فخرا وجمالا ۔ ٢ يعني فانّي ۔ ٣ اي بعضه ۔ ٤ طلبتَ ۔

٥ جلّ امري فعلا بي على الخطباء ۔ ٦ ترسّلي في الكتابة ۔

٧ غطّاه بالاغضاء عنه ۔ ٨ دنیا اور آخرت کی زندگی ۔

٩ روشنی اور رفعت ۔ ١٠ يُبعد ويُنحّي ۔

لیت شِعری عن الفارسیّ[1] والزّجّا[2] * ج هل یرعیان منّی الإخاءَ

فیقولان: إنّ[3] موضعَ مولا * ك عَمیرًا أشفّ منه خلاءَ

یا لقومی أأثقلَ الأرضَ شخصی؟ أم تشکّتْ من جفاء خَلقی امتلاءَ

أنا مَن خفّ واستدقّ فما یُثـ * ـقِلُ أرضًا ولا یسُدّ فضاءَ

ان أکُنْ عاطلًا لدیك من الآ * لات (حاشاك أن تجورَ غباءَ[4]!)

فلأکُنْ عُوذةً[5] لمجلسك المو * نقِ أردُد عینَ الرّدی عمیاءَ

أنا مولاك بالمحبّة والمیلِ فحمّل عوا رتقی الأعباءَ

وأنا المرء لا یُحمّل إلا شُکرَ آلائکم أوِ الآلاءَ

* * *

أدنِ شخصی اذا شدَتْ لك بُستا[6] * نُ وغنّت غناءَها غنّاءً[7]

ل وزیر قاسم کا جلیس اور بظاہر ابن الرومی کا دوست تھا مگر اسی نے بالآخر ابن الرومی کو زہر دی +

۲ یعنی ابو اسحاق ابراهیم بن محمّد الزّجاج النحوی، جو عبیداللہ بن سلیمان کا مصاحب اور اس کے بیٹے قاسم کا اُستاد تھا +

۳ معنی العبارة: ان موضعی حین اشغله اکثر اظهارًا لما فیه منه لو کان خالیا منی، عمیرًا = عامرًا +

۴ اصل میں غبا بمعنی غباوة ہے، ضرورت شعری کے لئے ممدود ہوا + ۵ الرُّقیة + ۶ عَلَم مغنیّة +

۷ یعنی بحالیکہ وہ ظبیۂ غنّاء ہے، الغنّاء الّتی تخرج صوتها من خیاشمها،

فاستثارت من اللُّحُودِ المُغَنِّيـ * ـنَ فأضحى أمواتهم أحياءَ

يا لإحضارِها[1] مع ابن سُرَيجٍ[2] | مَعْبَدًا[2] والغَرِيضَ[2] و المَيلاءَ[3]

وتَلَتْهَا عجائِبُ[4] فتغنَّتْ | مُشْبِهَاتٍ[4] اسمها صُيابًا[5] وِلاءَ[6]

فحكت هذه وتلك يمينيـ * ـك اذا ماتبارتا[7] تاك إعطاءَ...

ذا ولا تنسنی اذا نشر البسـ * ـتان أصنافَ وَشْيِهِ وتراءى[8]

وحكتك الرِّياضُ في الحسنِ والطيـ * ـبِ وان كان ذاك منها اعتداءَ[9]

وتغنَّى القُمرىُّ[10] فيها أخاه | وأجابت مُكَاءَةً[11] مُكَّاءَ...

بُقعةٌ لا تَنِي[11] تُفاخِرُ عطا | رًا وتُشجى[12] بوشيها وَشّاءَ...

*　*　*

وَاهَوَ[13] قُربي اذا اشرعت على | دِجْلَةَ في ظِلِّ ليلةٍ قمراءَ

---

[1] احضارها اياهم تمثيلها لاصواتهم +

[2] مشهور مغنّیوں کے نام + [3] ایک مشہور گانے والی عورت کا نام +

[4] اغانی تشبہ اسمها یعنی انت بالعجائب من الاغانی +

[5] الخیار من الشئ + [6] ای متابعةً بدون انقطاع +

[7] تبارى = compete [8] to show one's self +

[9] زیادتی، اسلئے کہ تم سے مشابهت اس کے لئے ناممکن ہے +

[10] ملک مغرب کا ایک سفیدی مائل، بھورے رنگ کا پرندہ، جو جسامت میں بلبل کے برابر ہوتا ہے اور بہت سُریلی آواز سے چہچہاتا ہے (ڈوزی) +

[11] از وَنَى يَنِى to be slow in + [12] تطرب + [13] واَحِبّ +

وحكت دجلة انهلالك بالنا[1]	*	ئل والعلم واكتست لألاء[2]
وأعارت هواء دارك ثوبا		من نداها[3] فكان ماء هواء[4]
فحكى منك نعمة الخلق النا[5]	*	عم في كل حالة إثناء ....
*	*	*
وادكرني اذا استثرت سحابا[6]		ذات ريق عشية او ضحاء
فتعالت فوارة[7] تحسد الخضـ[8]	*	ـراء إغداق مائها الغبراء
كلما أخلفت[9] سماء زمانا		خلفت[10] فيه ديمة هطلاء
سحسحت[11] ماءها على كل أرض		بعد ما صافحت[12] به الجوزاء
فحكت كفك التى تخلف المز	*	ن علينا فتر غم الأنواء

[1] انصبابك + [2] exultation, complete joy +

[3] moisture +

[4] ما احسن قوله ماء هواء فى تمثيل رقة الهواء البليل +

[5] فمثل هذا الهواء البليل ترقه خلقك الناعم فى جميع الاحوال مدحا لك +

[6] یعنی اس فوارے کے ذریعے جس کا ذکر آتا ہے +

[7] فارتفعت بمائها +

[8] تحسد السماء الارض لكثرة مائها + [9] لم تأت بالمطر +

[10] عوضت من المطر الفاقد مطرا متتابعا +

[11] poured forth + [12] مراد فوارے کے بلند اُٹھنے سے ہے +

وتأمّل إذا لحظت بعينيـ * ـك صِحانًا[1] لا تعرفُ الإنتهاءَ

وحكتك الصِّحانُ في سعةِ الصّد * رِ وإن كان صدرُك الدّهناءَ

جعل اللهُ كلّ ذاك فداءً * لك إن كان للفداء كِفاءَ[2]

لو بذَلنا فداءك الشمسَ والبد * رَ لقال الزّمانُ زيدوا فداءَ

* * *

لا تجاهل[3] هناك يا من أبى * اللهُ عليه أن يُشبه الجُهلاءَ

دُشِّنَ[4] عِلمي اذ ذاك بالحسنِ المو * قعِ مما يُروي القلوبَ الظِّماءَ ⊗

وارتفاعي عن الجُفاة المُسوِّ[5] * ين بشدوٍ والمُجيدةِ الضّوضاءَ ⊗

مُوجِبٌ أن أكونَ أدنى جليسٍ * لك أعلو بحقّي الجُلساءَ

* * *

أرَكيكًا رأيت عبدك، صِفرًا، * لا جنًى فيه؟ أم جنًى شنعاءَ

لا تدعْ مَغرِسَ الكريمِ من الغَر * سِ خلاءً، مِن الكريمِ قَواءَ[6]

---

[1] از روئے لغت صحن کی جمع صحون ہے نہ کہ صحان +

[2] = مکافئا (sufficient) +

[3] لا تتجاهل، ای لا تتظاهر بالجهل +

[4] مجالس مذکورہ میں مناسب اور موزوں باتوں کے متعلق میرا علم اہل مجلس کے لئے مفید ہے، لہذا میری حاضری ان میں ضروری ہے +

[5] those who equate sweet music with noise

[6] القَواءُ المُقفِرُ (desert) +

أين مِثْلى مُفانِش لك ؟ أم أيـ * ـن نديمٌ تَعُدُّه نُـدَماءَ[1]
شَهِدَ اللهُ والموازينُ[2] والقِسْـ * ـطُ[3] جميعاً شهادةً[4] إمضاءَ
أنّ رأيي لذو الرّجاجة[5] وزناً * دَعْ يمينى وزِنْهُ والآراءَ
أنتَ شَهْمٌ[6] مُحَصِّلٌ فاتْرُكِ[7] الأسـ * ـماءَ لِلبُلْهِ واكْشِفِ الأنباءَ
ما تقصَّيْتَ[8] ما لدىَّ ولا استقْـ * ـصَيْتَ فاجعَلْ إقصاءَكَ[9] استِقصاءَ
وانتَبِهْ لى من رقدةِ المُلْكِ تعلَمْ * أنّ لِلّهِ مَعشَراً عُلَماءَ
وتَذَكَّرْ معاهِدِى[10] إنَّكَ المر * ءُ الّذى ما عَهِدتُه نَسّاءَ
وارْعَ لى حُرمةَ المودّةِ والخِد * مةِ والمدحُ تُعجِبُ الكُرَماءَ
وجدُّ يرون بالرِّعاية قومٌ * جعلتَهم رُعاةَ مُلْكٍ رُعاءَ[11]
قد تجرَّعتُ من جفائِكَ لمّا * سُمْتَنِى ذاك شَربةً كدراءَ

---

[1] اکیلا کئی ندیموں کے برابر ہے +

[2] symbolical for means of doing justice +

[3] العدل + [4] شهادةً مُنْفَذَةً + [5] learned + [6] sharp-minded +

[7] یعنی لوگوں کے اسماء والقاب احمقوں کے لئے چھوڑ دو اور اُن کی حقیقت کی تحقیق کرو +

[8] ما بلغت الغاية فى اختبار ما عندى (الفعلان بمعنى واحد) +

[9] فاجعل ابعادك لى عنك تطلّباً لمعرفة ما عندى +

[10] جمع معهد وهو المنزل المعهود به الشئ والمقصود موا فقى الحسان

[11] راعیانِ مُلک یعنی ملوک جن کو راعی (حاکم) بناتے ہیں اُن پر رعایت کا حق ادا کرنا واجب ہے +

ولقد يَقلِبُ الكريمُ من المسا * داتِ نَعْماءَ عبدِهِ بأُساءَ

ظالِمًا او مُقوِّمًا[1] ثم يَرعا[2] * ٥ وَيقفى حُرِّيَّةً وحَيـاءَ

فاذا زالتِ المَسَرَّةُ عادتْ * و اذا ما تحَسَّرَ[3] الظِّلُّ فاءَ ⊗

* * *

فَلِماذا رَمَى[4] هناك صَفَاتِى * أَصفِيائى؟ (عَدِمتهم أصفِياءَ!)

انّما كان حقُّ مِثلِى أن يُر * حَمَ (لاقَوا أعداءَهم رُحماءَ!)

بل رَأَوا رحمةَ الأعادِى لاقَوا * هُم مِّلاءً[5] بعَسْفِهِم ⊗ أوفِياءَ

وجَزا[6]هم رَبُّ الجزاء على ذُ * لِك ما يُشبِهُ اللئيمَ جزاءَ

مَعْشَرٌ كنتُ خِلتُهم قبلَ بَلْوا[7] * ىَ أوِدّاءَ صَفْوَةً أَصدِقاءَ

صادَفُوا نَكبَتِى فكانت لديهم * للقلوبِ المِراضِ منهم شِفاءَ

وأظنُّوكَ أنّ ذالِكَ وَفاءٌ * من مَوالٍ يُصَحِّحُون الوِلاءَ

فبَدَا منهم بَلاءٌ[8] ذَميمٌ * أشْبَعُوه خِيانةً ورِياءَ

---

[1] عبد کو سیدھا کرنے کے لئے، اس کی اصلاح کی غرض سے +

[2] بعد ظلم و تقویم رعایت عبد کی طرف عود کرتا ہے جو تقاضا ہے حُرّیت و حیا ہے + [3] اذا تقلّص الظّلّ امتدّ +

[4] طعنی افت + [5] ممتلئین بظلمهم +

[6] لیس یکفی جزاء اعدائهم بل یجزیهم الله تعالی بالجزاء اللائق باللوءماء +

[7] محنتی + [8] تکلیف +

مَا أَتَى منهمُ نَذِيرٌ بغَيبٍ ... فتلقَّى هناك داءٌ دواءَ

لا و لا جاء بعد ذاك بَشيرٌ ... بِرِضًا ثابتٍ بُقيم[۲] الذَّماءَ

لا و لا جاء بين ذاك وهذا ... مُترَبِّثٌ[۳] يُعلِّلُ الحَوباءَ[۴]

لم يُقاسُوا[۵] ولم يُواسُوا خليلاً ... سَوءةً سَوءةً لهم سَوءاءَ!

مَنَعُوا خيرَهم ولا تأمَنِ الضَّـ ... ـرَّ من المانِعين منك الجَداءَ[۶]

فأتَى شرُّهُم على كلِّ بُقيا[۷] ... (لا لَقُوا من مُلِمَّةٍ إبقاءَ!)

خَلَفُوا فى خِلافةِ الذِّئبِ فى الشا[۸] ... ءِ وكانوا فى جهل حقِّى شَاءَ

وإذا ما حَماك عُودٌ جَناهُ[۹] ... فَاخشَ مِن حدِّ شَوكه أنكاءَ[۱۰]

وكأنّى غدا أُراهم وكُلٌّ ... يَنشُرُ العُذرَ طاوِيًا شَحناءَ[۱۱]

سَعَرَ[۱۲] اللهُ فى الجوانح منهم ... سَعرةَ النار تلكمُ البغضاءَ!

[۱] حاصل: اصفیاء نے مخاوفِ مغیّبہ کی اطلاع تک نہ دی کہ داء کے لئے دواء تیار کیجاتی +

[۲] بردّ البنان وحنا بعد إشرافها على الخروج، (الذَّماءُ بقيةُ النفس) +

[۳] من رثى الميت وعدّد محاسنه + [۴] جان + [۵] لم يكابدوا الهموم +

[۶] الجَدَى العطيّة،

[۷] أتى على to ruin ، [۸] كالغنم بلها +

[۹] اگر ٹہنی نے پھل تم سے بچائے رکھا ہے، تو اس کے کانٹوں کے زخموں سے ڈرو +

[۱۰] الأنكاء جمع نكء، از نكأ القُرحةَ = to take off the scab of a wound + [۱۱] عداوت +

[۱۲] يعنى سَعَرَ اللهُ البغضاء فى جوانحهم كما تشعل النار +

لأعدتهم هنالـ هاتيك نارًا	وأصابت من شخصي الإخطاءَ!
حرّقتهم وأرّقتهم ولازا	لت وبالًا عليهم ووباءَ! *
زَتعوافی وخیمةِ الغیبِ[2] منّی	لا تلقّی مَن ارتعاها مَراءَ[3]! ⊗
أظهروا للوزیر جهلًا وغدرا	وعماهم[4] یراهم أدباءَ ⊗
فجلوا عورةً لطرفٍ جلیٍّ	حسبوا شمسه تغشّت عماءَ[5] ⊗
جعلوا العبدَ[6] کفءَ مولاه[7] فانظر	هل تراهم لعاقلٍ أکفاءَ؟
ما تعدّوا بذاك أن وزنونی	بك، ضلّت عقولهم، عقلاءَ[8]
غفلةً فوق غفلةٍ ثم سهوًا	فوق سهوٍ (عدمتهم أذکیاءَ!)
فلهم لاثمون فیما أتوه	ورأوه (لا یعدموا اللّوماءَ[9]!)
خذلونی وطأطئوا[10] البدر جهلًا	وتظنّوه یخبط[11] الظّلماءَ ⊗
لا عفا الله عنهم بل عفاهم[12]	وزوی العفو عنهم لا العفاءَ[13]

[1] یہ آگ (مجھ سے دُور!) اُن کو جلا دے +

[2] (detraction) having an unhealthy unpleasant consequences

[3] بجائے مَراءة (از مرأ الطعام او مرئ او مرُؤ) to be wholesome (food)

[4] هم لعماهم یظنّون انفسهم أدباء +

[5] entered a dark cloud (العَماء السحاب الاسود) + [6] مراد خود شاعر سے +

[7] مراد ممدوح سے + [8] ذهبت عنهم عقولهم هؤلاء الذین یدّعون انهم عقلاء + [9] اللّوّام +

[10] lowered [11] یمشی فی الظّلام، یعنی انه فی عمایة +

[12] erase their traces [13] الدروس و الهلاك +

ما أَلاكَ[1] الإخوانُ. كلّا بل الخُـــوّانُ (قاسَوا[2] أمثالَهم خُلطاءَ!)

* * *

آفتِي فيك أن رأيتَ مُحِبّاً | لا يَرى[3] عنك بالغِنى استِغناءَ
لا تطاوَلْ[4] بحُسْنِ وَجْهِكَ والدو | لةِ واذكُرْ مِن شانِئيكَ[5] الفناءَ
وَاحْتَشِمْ أن يَراكَ مُعْطِيكَ[6] ما أعـ | ـطاكَ تَجْزِي نَعماءَهُ خُيَلاءَ
وارتفِعْ أن يراكَ تكسُو الفتى الحُرَّ | إذا ما مَلَكْتَهُ الإزراءَ[7]
إنّ مِن أضْعَفِ الضِعافِ لَدى اللّـ | ـهِ قوِيّاً يَسْتَضعِفُ الضُّعَفاءَ
ولأهلِ العقولِ فيه رَجاءٌ[8] | وعَزاءٌ يُقاوِمُ[9] العَزّاءَ
وَتَعَلَّمْ متى حَمَيْتَ[10] على عبـ | ـدِكَ تلك المِياهَ والأكْلاءَ[11]
أنّ لِلّهِ غيرَ مَرعاكَ مَرْعًى | يَرتَعِيهِ وغيرَ مائِكَ ماءَ
وتَيقَّنْ متى جَنَيْتَ على عبـ | ـدِكَ ضَيْماً وضَيْعَةً[12] وعَناءَ
أنّ لِلّهِ بالبَرِيَّةِ لُطْفاً | سَبَقَ الأُمَّهاتِ والآباءَ

* * *

[1] ما تركوك ◆ [2] بلاهم الله بخلطاء سوء مثلهم !
[3] لا استغنى عنك مهما كنت غنيّا ◆ [4] لا تطلب قهرى وغلبتى ◆
[5] يقصد بتذكر فناء شانئيه ان حسن الوجه وعزّة السلطان من
الاعراض الزائلة عنه ◆ [6] هو الله تعالى ◆ [7] الاحتقار ◆
[8] حسن الصبر ◆ [9] يحتمل الشدائد (العزّاء السنة الشديدة) ◆
[10] منعت العبد ◆ [11] الاعشاب ◆ [12] الضيعة=التلف ◆

قد أطلتُ العِتابَ جِدًّا وأكثر * تُ فُضولي[1] لكنّ لي شُركاءَ

مَن دعاني إلى الذي كان مِنّي * فهو مثلي جَلِيّةً[2] لا امتِراءَ

أنا ذو القصد[3] غيرَ أنّي متى آ * نَستُ جورًا رأيتَ لي غُلَواءَ[4]

والحليمُ العليمُ مَن يُحسِنُ الإيـ * ـقادَ بدءًا ويُحسِنُ الإطفاءَ

والطبيبُ اللبيبُ مَن يُتبِعُ الدا * ءَ دواءً يشفيه لا الداءَ داءَ

وعسى قائلٌ يقول بجهلٍ * انّما يطلُبُ الغِنَى والغِناءَ[5]

ولِهٰذينِ مَطلَبٌ عند قومٍ * لستُ أُلفَى[6] لِرَحلِهم غَشّاءَ

والغِنى واسعٌ بِكفَّي جوادٍ[7] * يرزُقُ الأغنياءَ والفُقَراءَ

لي خَمسون صاحِبًا لو سألتُ الـ * ـقُوتَ فيهم أَلفيتُهم سُمَحاءَ

أتُرى كلَّ صاحبٍ لي منهم * يَمنَعُ الشهرَ بُلغَتي إجراءَ[8]

لِيَ في دِرهمين في كلّ شهرٍ * من فِئامٍ[9] ما يطرُدُ الحَوجاءَ[10]

والغِناءُ الشديدُ شَدوًا وضربًا * سَخنةٌ[11] قد ملأتُ منها الإناءَ

---

[1] الفضول الزيادات ۔ [2] اى حقيقة واضحة لا كذباء ۔

[3] صاحب الاعتدال فى الامور ۔

[4] غلوًّا ومجاوزة للحدود ۔ [5] سماع الغناء ۔

[6] لا اكثر غشيان مساكنهم ۔ [7] الله تعالى ۔

[8] يمنع اجراء ما أتبلّغ به من العيش فى الشهر ۔

[9] الفئام الجماعة من الناس ۔ [10] الحاجة ۔

[11] نعمة قد شبعت منها ۔

وَيُحْسِبِي عِرْفانُ[1] آلِ بُنـانٍ[2] | وبُنانٌ شِرْبًا[3] مَعِينًا رواءً

ظَلْتُ عشرًا[4] كَوامِلًا فى مَغانِيـه أُغَنِّي وأَسمَعُ الأَنحاءَ

فَلْيَقُمْ كَاشِحِي بنقضِ الذى قلـتُ وإِلَّا فَلْيُطْرِقِ اسْتِحياءَ

او فرغمًا له هناكَ ودَغمًا[5] | أَلحمَ اللّٰهُ انفَه البَوغاءَ[6]

لا[7] تُقدِّر بحسنِ وجهكَ صَيدي | بَعدَ نَفرِي كما تَصيدُ الظِباءَ

صِدْ بذاكَ المَهاتَصِدْها وبيهاتَ | تَصِيدُ المُصَمِّمَ الأَبّاءَ[8]

أنا ليثُ اللُيُوثِ نَفْسًا وإن كنـتُ بجِسمِي ضَئيلَةً[9] رَقْشاءَ

إنّنى إن نَفَرتُ أمعنتُ فى النَفـر ومِثلى عمّن تَناءى[10] تَناءى

لستُ باللُقْطَةِ[11] الخَسيسةِ فاعرِفْ | لِيَ قَدرِي واسأَلْ به الفُهَماءَ

وانتَفِعْ بالعُلا بذِهنكَ واذْمُمْ | كلّ ذِهنٍ لا يَنفعُ الأَذهَناءَ[12]

---

[1] معرفة +

[2] ظاہرا مراد مشہور مغنی سے ہے جس کا ذکر اغانی ج ۸ ص ۱۷۶، ببعد ۱۷۸ و ۱۸۴ و ۱۸۶ پر ہے اور جو خلیفہ منتصر و معتز کے عہد میں تھا +

[3] الشِرب مورد الماء، المَعين الماء الظاهر الجارى، الرَّواء الكثير المروى +

[4] دس راتیں + [5] الدغم كسر الانف الى باطن، یہاں اتباع رغم کے طور پر آیا ہے + [6] التراب، الحمها الله انفه اى امكنها منه حتّى تسدّه +

[7] لا تجعل حسن وجهك شركا لان تصيدنى كما تصيد الغزلان +

[8] كثير الامتناع + [9] کوڑیالا سانپ + [10] تباعد +

[11] ما التقط + [12] جمع ذِهن کی بمعنے الفطناء +

قد بغى قبلك الدّعيّ[1] فلم أحـ * ـفل بأن كان باغياً[2] بغاءَ
بل تصبّرتُ وانتظرتُ من اللّـ * ـه نآداً[3] تصيبه دهياءَ[4]

فاعتبر بابن بلبلٍ إنّ فيه عبرةً لامرئٍ أعدّ وعاءَ[5]
والعلاءُ بن صاعدٍ قبلَ هذا قد حمى[6] دون رائدي الأحماءَ[7]
فارم بالطرف شخصه هل تراه؟ وادعُهُ الدهرَ هل يجيب دعاءَ
ليس[8] إلّا لأنّني كنتُ شمسًا قابلتْ منه مقلةً عشواءَ
فأراني ناصري[9] وأباه[10] (ولله الحمد) مُثلةً[11] شنوهاءَ[12]
أنا عبدُ الإنصاف قِرنُ[13] التعدّي فاسلك القصد بي وعدّ[14] العداءَ
أنا ذو صفحتين ملساءَ حسنا ءَ وأخرى تمسّها خشناءَ
خاشعٌ تارةً وجبّارةٌ أخرى فتراني أرضًا وطورًا سماءَ
لا بحولٍ ولا بقوّةِ ركنٍ غير لُبسي تجلّدًا[15] وحياءَ
أنا جلدٌ على عنادِ الأحاظي[16] وأبيٌّ أن أرأمَ[17] النكراءَ

---

1. المتّهم فی نسبه، مراد اسماعیل بن بلبل سے ہے ۔
2. ظالما شدید مخالفة الحق ۔ 3. الداهیة ۔ 4. الشدیدة ۔
5. vessel, jar, bag for provisions.
6. منع ۔ 7. جمع حمًى ۔ 8. لیس هلاکه الّا لانه جحد فضلی مع ظهوره ۔
9. هو الله تعالی ۔ 10. أرانی اباه ۔ 11. ما یُمثّل به ۔ 12. قبیحة ۔
13. کفؤ ۔ 14. ظلم چھوڑ دے ۔ 15. قوّت وشدّت ۔ 16. الاحاظی جمع احظ (جمع حظو = حظّ) luck، lot ۔ 17. أرأم الشیء احبّه، النکراء الامر المنکر ۔

فمتی شئتَ فامتحِنّی وأوْلَی ۔۔۔ بکَ عفوٌ یُقابِل استِعفاءَ

انا ذاك الذی سقتہ یدُ السُّقْمِ کُؤُوسًا مِن المُرارِ رِواءَ

ورأیتُ الحِمامَ فی الصُّوَرِ الشُّنْعِ وکانت لولا القضاءُ قضاءَ

ورماه الزّمانُ فی شِقّةِ النفسِ فأصمیٰ فؤادَه إصماءَ

وابتلاه بالعُسرِ فی ذاك والوحشةِ حتّی أملَّ منہ البلاءَ

وتَکلّتُ الشّبابَ بعد رَضاعٍ ۔۔۔ کان قبلَ الغِذاءِ قِدمًا غِذاءَ

* * *

کلُّ هذا لقِیتُہ فأبت نفسِی اِلّا تعزُّزًا لا اختِتاءَ

وأرٰی ذِلّتی شریكَ هوانی ۔۔۔ وذُنوبی یزیدُنی إقصاءَ

ومتی ما فزِعتُ منك الی الصبرِ فناديتُہ أجاب النِّداءَ

ومتی مادعوتُ ربّی علی الدهرِ وظُلمِ الخُطوبِ لبّی الدُّعاءَ

وإباءُ الهوانِ عَدوَی أتتنی ۔۔۔ منك والعبدُ یقبلُ الإعداءَ

---

۱ تلخی سے سیر، المُرار ایک تلخ درخت ۔ ۲ ہلاکت ۔

۳ شِقّۃ الشیء، half of a thing، مراد ناحیۂ نفس سے ہے ۔

۴ رماہ فأصماہ قتلہ مکانہ ۔

۵ امَلَّ الزّمانُ البلاءَ منہ ۔ ۶ I lost it

۷ غذا سے پہلے میں اس شباب کا دودھ پیتا تھا یعنی شباب میرا تمام تھا ۔ ۸ الخوف ۔

۹ my self-abasement ۱۰ responded.

أنت علّمتني إباءَ الدّنايا	يا مَلِيكي! فما أسأتُ الأداءَ[1]
وعزيزٌ عليَّ أن قلتُ ما قلـ	ـتُ ولكن حرّفتني إحماءَ[2]
أنت شجّعتني على الصِّدق في القو	ل وأركبتَ جنبيَ العوصاءَ[3]
قد نفثتُ الأدواءَ[4] نفثَ وليٍّ	والعدوُّ المُكمِّنُ الأدواءَ
أنت أعلى من أن تقوّل أعدا	ءَك قولاً يُضرِّبُ الأولياءَ[5] ⊗
إنّ وزني في الرأيِ وزنٌ ثقيلٌ	فاسألِ الرأيَ عنه لا الأهواءَ
يا جوادًا هجا مديحيه[6] بالحر	مان ما اسطاعَ[7] لا تكنْ هجّاءَ
إنّ بخسَ[8] الثوابِ إن دام ظلمًا	قلّبَ المدحَ ذات يومٍ هجاءَ
ليس[9] مِن قائلِ المديحِ ⊗ ولكن	مِن أُناسٍ تدعوهمُ الغوغاءَ
أو مِن السّكرين وعظَ المُحقِّـ	ـقين وإن لم يُلقّبوا شعراءَ
وبرغمي هناك تسمعُ أُذنا	يَ ولكن مَن يَضبطُ الدّهماءَ[10]؟...

[1] یعنی اداء فعل اباء میں [2] to make hot

[3] یرکبُ العوصاء، embarks on a difficult undertaking

[4] جمع داء کی - بیماریاں، میں نے دوست کی طرح دل کی بات کردی ہے - وہ دشمن ہوتا ہے جو دل کا بُغض چھپاتا ہے

[5] you are above imputing to enemies statements injurious to friends.

[6] مدحی ایاہ [7] اسطاع = استطاع

[8] withholding of reward.

[9] لیس الهجاء المذکور منّی [10] العدد الکثیر

*

وَلَحَى اللّٰهُ مُسْمِعًا لِى فيكم ... يَتَوَخَّى[١] بمُسْخِطٍ إرضاءَ

ولَمَا سَرَّ جائعًا رِفدُ كفّى ... أَطْعَمَتْهُ من شِلْوِهِ[٢] أعضاءَ

لو سِوَاىَ استمالَ مالَ إليه ... ولَأَلْقَى لنارِهِ حَلْفَاءَ[٣]

لكنِ اللّٰهُ شاهِدٌ أنَّ نفسى ... تَمنحُ السيفَ عند ذاك انْتِضاءَ

*

لِى عينٌ هواىَ[٤] فيكم يُرِيها ... مَن جَلاها بلومكم إقذاءَ

وجَمِيلُ[٥] المَقال فيكم وحَظّى ... مِن جَداكم ممّا أراه سَواءَ

وأرى[٦] حَرَّ أن تُلاموا حَرِيقًا ... وأرى حَرَّ ظُلمِكم رَمْضاءَ

فاظلِموا جُهدَكم فلن تستطيعوا ... أبدًا أن تُوَغِّروا[٧] الأحشاءَ

رَسَخَ الحُبُّ فى عظامى وجارِى ... فى عُروقِى من قبلِ ذاك الغِذاءَ

ومن الجَوْرِ أن تُجازَى يدٌ[٨] بَيـ ... ـضاءُ من مُخلِصٍ يدًا[٩] سوداءَ

---

١ يقصد بمغضب من الكلام ارضائى ✦

٢ lit. limb of his body, here body ✦ ٣ alfa (plant)

٤ my love for you makes my eye see him who removes the motes from it by dispraising you, as if he were casting motes into it.

٥ praising you is to me identical with receiving gifts from you.

٦ تم کو ملامت کریں تو جلتا ہوں اور تمہارے ظلم سے بھی جلتا ہوں ✦ الرمضاء سخت گرم زمین ✦

٧ تغروها على الحقد عليكم ✦ ٨ نعمت وخير ✦ ٩ كفران وشر ✦

كم أُعَنَّى فلا أُسِئُ عِتابا * كم أُمَنَّى فلا أُسِئُ اقتضاءَ

فاستوائى[1] إذا رأيتُ استواءً * والتوائى[2] إذا رأيتُ التواءَ

أين عنّى[3] سعادةٌ من سعيدٍ * جدِّكم؟ لا برحتمُ سُعداءَ!

أين عنّى سلامةٌ من سُليما * نَ تقينى بدرعها[4] أن أُساءَ

أين عنّى قَسْمُ[5] الوزير أبى القا * سمِ أحرارَ[6] مالِهِ أنصباءَ[7]

أين عنّى إحسانُ صِنْوَينِ[8] قَدّا[9] * الحُسنَ قدًّا تسمّيًا واكتناءَ

ما توهّمتُ أنّ حقّى عليكم * آلَ وهبٍ يُجشِّمُ[10] استبطاءَ

يا ابنَ مَن لم يزل يخوضُ الوزارا[11] * تِ ومِن قبل ذلك الوزراءَ

قد مضى أكثرُ الشتاءِ وجاء الصّيـ * ـفُ يحدو فلا تزدهُ التظاءَ[12]

يا عليمًا بما أُكابدُ فيه * لا تُعاونْه إنّ فيه اكتفاءَ

أنا راجٍ جميلَ ردِّك[13] إيّا * هُ فلا تجعلنّه[14] إغراءَ

---

[1] سیدھا ہونا + [2] ٹیڑھا ہونا + [3] این ذھبت عنّی + [4] بوقایتھا +

[5] distribution + [6] best parts of his wealth +

[7] جمع نصیب کی + [8] two brothers، بظاہر مرلو فراسی اور زجاجی سے دیکھو ص ۵۶

[9] حسن کو اپنے ناموں اور کنیتوں میں تمامتر قطع کر کے بانٹ لیا ہے۔ یعنی اُن کے نام اور کنیتیں غایت درجہ حسین و جمیل ہیں + [10] یُکلّف التأخیر +

[11] ہمیشہ وزارتوں میں مُتقلّب اور وزیروں میں داخل رہا ہے +

[12] تلهُّبًا + [13] driving or turning it away +

[14] do not make its incitement as your driving away of it.

لا تُعِنْ نارَہ علی الشَّيِّ والطَّبْـ * ـخِ كَفَى[1] طابِخًا بها شَوَّاءَ

أَلْأَمانَ أَلْأَمانَ منك ومنه * جَنِّبانِي لَظًا كَما الكَوَّاءَ[2]

بل إذا ما عَدَا فأَعْدِ[3] عليه * لا تكونَنَّ مثلَه عَدَّاءَ

لا تُعاقِبْ بما التَّوَاءُ[4] أخوه * أَعِقابًا تُرِيدُ بِي أَمْ تَوَاءَ؟

إِنْ تَأَدَّى[5] عَلَيَّ عَنْبُكَ والصَّيْـ * ـفُ.(وحاشاىَ!) كان ذاكَ الجَلَاءَ

لا تَدَعْنِي سُدًى فَتَرْقِي مِنِّي * حيَّةً لا تُطاوِعُ الرَّقَّاءَ[6]

لا عَدِمْتُم بحِلمِكُم آلَ وَهْبٍ! * مِن وَلِيٍّ تَسَحُّبًا[7] واجْتِراءَ

---

[1] پکانے اور بھوننے کو موسم کی گرمی ہی کافی ہے، تم اس کی معاونت نہ کرو۔

[2] داغ دینے والی۔

[3] attack it; help me against it.

[4] الهلاك، ایسا عقاب نہ کر جو برادرِ ہلاکت ہے، ہلاک کرنے والا ہے۔

[5] تأدّى بـ = to be supplied with tools, to be ready for a thing.

[6] snake-charmer.

[7] تدلّلا واقداما من غير مبالاة۔

من

دیوان

ابی الطیّب احمد بن الحسین

المُتنبّیٔ

ترجمۂ

ابُوالطّیّب احمد بن الحسین المُتنبّیؔ

یہ شاعر مشہور بقول رواۃ ۳۰۳ھ میں کوفہ کے محلہ کندہ میں پیدا ہُوا۔ اور بچپن ہی میں شام میں آیا۔ اور وہیں اُس نے نشو و نما پایا۔ تعلیم بھی وہیں پائی۔ اور اکابر علمائے ادب مثل الزجاج۔ ابن السراج۔ ابُوالحسن الاخفش۔ ابنِ دُرید اور ابوعلی فارسی وغیرہم سے ملا۔ اور اُن سے استفادہ کیا۔ تا آنکہ شاعری میں بے نظیر ہوگیا۔ اِس کے ہم عصر شعراء میں سے علم و ادب میں کوئی اِس سے لگا نہ کھاتا تھا، متنبّی اس کو اس لئے کہتے ہیں۔ کہ اس نے بادیہ سماوہ میں دعوای نبوّت کیا[1]، اس پر لُولُو امیر حمص نائب اخشیدیہ نے اُس کو قید کر دیا۔ اور ایک عرصہ کے بعد توبہ کرا کر رہا کیا، اس واقعہ کے بعد متنبّی علاقۂ شام میں گھومتا پھرا اور امراء و اشراف شام کی مدح سرائی کرتا رہا۔ ۳۳۷ھ میں وہ امیر سیف الدّولہ علی بن حمدان صاحبِ حلب کے دربار میں پہنچا۔ امیر نے اُس کی خوب قدردانی کی۔ اور تین ہزار دینار سالانہ اُس کو دیتا رہا۔

---

[1] وحکی ابوالفتح عثمان بن جنی قال سمعت ابا الطیّب یقول انّما نُقبت بالمتنبّی بقولی ؎

انا ترب الندی ورب القوافی و سمام العدا و غیظ الحسود
انا فی امۃ تدارکہ اللہ غریب کصالح فی ثمود

جاگیر اَور خلعتیں اور تحائف اس کے علاوہ رہے۔ سنہ ۳۴۶ھ میں متنبّی نے ناراض ہو کر سیف الدّولہ کا دربار چھوڑ دیا اَور مصر میں کافور اخشیدی کے پاس پہنچا۔ اس نے بھی انعام و اکرام سے اُس کی قدردانی کی اور ہر طرح کی امّیدیں دلائیں، متنبّی کی خواہش یہ تھی۔ کہ کافور اُس کو کسی علاقے کا گورنر بنا دے۔ جب یہ خواہش پوری نہ ہوئی۔ تو اس نے کافور کی ہجو کہی اور سنہ ۳۵۰ھ میں عید الاضحیٰ کی رات کو مصر سے بغداد کو روانہ ہوا۔ بغداد سے اُس نے فارس کا رُخ کیا۔ پہلے ارّجان میں ابن العمید کی مدح سرائی کی۔ پھر شیراز میں عضد الدّولہ کی، آخر عضد الدّولہ کی اجازت سے اوائل شعبان سنہ ۳۵۴ھ میں کوفہ جانے کے ارادے سے بغداد کو روانہ ہوا[1] حدُودِ فارس میں عضد الدّولہ نے امن قائم کر رکھا تھا۔ وہاں تو خیریت رہی۔ مگر جب متنبّی اِن حدُود سے باہر نکلا۔ تو بدویوں کی ایک جماعت نے فاتک بن ابی الجہل الاسدی کی سرکردگی میں اس پر حملہ کر کے اُس کو اَور اُس کے بیٹے اَور غلاموں کو قتل کر دیا اَور اُس کا مال لوٹ لیا۔ یہ واقعہ رمضان سنہ ۳۵۴ھ میں دیر العاقول[2] کے قریب الصّافیہ میں ہوا۔

---

[1] متنبّی نے لوگوں کی فہمائش کے باوجود کوئی خفیر و بدرقہ ساتھ نہ لیا۔

[2] دیر عاقول ایک شہر کا نام ہے جو دجلہ کے مشرقی کنارے پر مدائن سے دس فرسخ نیچے واقع ہے، الصافیہ کا محل وقوع اِس سے دو میل اَور نیچے ہے، النعمانیہ جو واسط اور بغداد کے عین درمیان میں واقع ہے الصافیہ سے چند میل نیچے ہے۔ یہ سب مقام دجلہ کے کنارے پر واقع ہیں۔

زیدان نے متنبی کی شاعری کی نسبت لکھا ہے :-

امّا شعرهٗ ففی الدرجة الاولی من المتانة والبلاغة وھو مشھور بضخامة المعانی ومتانة المبانی ولم یدع بابا من ابواب الشعر الا طرقه واجاد فیه وخصوصاً الحِکَم والحماسة والمدیح والفخر والعتاب، وحوی شعره من الفلسفة والحکمة ما جری علی السنة الناس مجری الامثال،

متنبی کا دیوان ہند اور مصر اور شام وغیرہا میں کئی بار چھپ چکا ہے - اور قریباً پچاس فضلا نے اس کی شرحیں لکھی ہیں - جن میں سے چالیس سے زیادہ قاضی ابن خلکان کے ایک اُستاد نے دیکھی تھیں ؞

علمائے ادب کے درمیان متنبی کے متعلق بہت اختلاف ہے - بعض اُس کو ابو تمام اور بحتری پر ترجیح دیتے ہیں - اور بعض اِن کو اُس پر، الثعالبی نے یتیمة الدہر جلد اوّل میں متنبی کا ترجمہ دیا ہے اور ج ا ص ۱۰۵ تا ۱۶۲ پر طویل بحث متنبی کے اشعار کے معایب و محاسن پر لکھی ہے - جو بجائے خود ایک کتاب کا حکم رکھتی ہے - اِس بحث کا خلاصہ اورینٹل کالج میگزین بابت فروری و مئی ۱۹۳۵ء میں دیا ہے - وہاں دیکھنا چاہیئے - یہاں ان معایب و محاسن کے عنوان درج کیئے جاتے ہیں - جن کا ذکر الثعالبی نے کیا ہے :

معایب : منھا قبح المطالع ومنھا ابعاد الاستعارة والخروج لھا عن حدّھا ومنھا تکرر اللفظ فی البیت الواحد ومنھا الایضاح عن ضعف العقیدة ومنھا الغلط بوضع الکلام غیر موضعه ومنھا امتثال الفاظ المتصوفة والخروج

عن طریق الشعر الی طریق الفلسفة، ومنها استکراہ التخلص وقبح المقاطع.
محاسن: منها حسن المطالع ومنها حسن الخروج والتخلص ومنها التشبیب بالاعرابیات ومنها حسن التصرف فی سائر الغزل ومنها حسن التشبیہ بغیر اداته ومنها الابداع ومنها التمثیل بما هو من جنس صنعته ومنها المدح الموجه ومنها حسن التصرف فی مدح سیف الدولة ومنها الابداع فی سائر مدائحه ومنها مخاطبة الممدوح من الملوك بمثل مخاطبة المحبوب والصدیق ومنها حسن التقسیم ومنها حسن سیاقة الاعداد ومنها ارسال المثل فی انصاف البیت ومنها ارسال المثلین فی مصراعی البیت الواحد ومنها ارسال المثل وشکوی الدهر والدنیا والناس ومنها افتضاضة ابکار المعانی فی المراثی والتعازی و منها الایجاع فی الهجاء ومنها ابراز المعانی اللطیفة فی معارض من الالفاظ الرشیقة الشریفة۔

حال ہی میں ایک نفیس نسخہ متنبی کے دیوان کا کتاب خانہ سرکار عالیہ رامپور میں ملا ہے جس میں تمام قصائد کو تاریخی ترتیب سے مرتب کیا گیا ہے۔ اس نسخہ میں دیوان کے تین حصے ہیں۔ حصۂ دوم کے آخر میں ایک طویل نوٹ میں متنبی کا حال دیا ہے۔ دیوان متنبی طبع بیروت بھی تاریخی ترتیب سے مرتب ہے، مگر معلوم نہیں وہ ترتیب محض قیاسی ہے یا کسی ایسے ہی نسخہ پر مبنی ہے۔

حوالے

یتیمة الدهر ۱: ۷۸ بعد، ابن خلکان ۱: ۳۶، کشف الظنون ۱: ۵۲۰، دیباچہ العرف الطیب (بیروت ۱۸۸۳ء)، تاریخ آداب اللغة العربیه ۲: ۲۴۹، لٹریری ہسٹری آف دی عربز ۳۰۴ بعد، مطالعات (العقاد) ۱۱۸ - ۱۷۹۔

وقال يمدح علی بن منصور الحاجب

كيفَ الرَّجاءُ مِن الخُطوبِ تَخَلُّصًا ... مِن بعدِ ما أنشَبنَ فِيَّ مَخالِبا

اَوحَدْنَنِی و وجَدْنَ حُزنا واحدا ... مُتَناهِيًا فجعلنَه لی صاحبا

ونصبْنَنی غَرَضَ الرُّماة تصيبنی ... مِحَنٌ اَحَدُّ من السيوفِ مَضاربا

اَظمتْنِیَ الدنيا فلمّا جئتُها ... مستسقيًا مطَرَتْ عَلَیَّ مصائبا

وحُبِيتُ من خُوصِ الرِّكاب باسودٍ ... مِن دارِشٍ فغدوتُ اَمشِی راكبا

حالٌ متی عَلِمَ ابنُ منصورٍ بها ... جاء الزّمانُ الیَّ منها تائبا

مَلِكٌ سِنانُ قَناتِه وبَنانُه ... يَتَبارَيانِ دَمًا وعُرْفًا ساكبا

يَستَصْغِرُ الخَطَرَ الكبيرَ لوفدِه ... ويظُنُّ دِجلَةَ ليس تكفی شارِبا

كَرَمًا فلو حدّثتَه عن نفسه ... بعظيمِ ما صنعتْ لظَنّكَ كاذبا

سَلْ عن شَجاعتِه وزُرْهُ مُسالِما ... وحِذارِ ثم حِذارِ منه مُحارِبا

فالموتُ تُعرَفُ بالصِّفاتِ طِباعُه ... لم تَلْقَ خَلقًا ذاقَ مَوتًا آيِبا

اِن تلقَه لا تَلقَ الا قَسطَلًا ... او جَحفَلًا او طاعِنًا او ضارِبا

او هاربا او طالبا او راغبا ... او راهبا او هالكا او نادبا

واذا نظرتَ الی الجبال رأيتَها ... فوقَ السُّهولِ عَواسِلًا وقواضِبا

واذا نظرتَ الی السُّهول رأيتَها ... تحتَ الجبالِ فَوارِسًا وجَنائِبا

وعَجاجةٍ تركَ الحديدُ سَوادَها ... زَنجًا تَبَسَّمُ او قَذالًا شائِبا

فكأنّما كُسِيَ النهارُ بها دُجى — ليلٍ وأطلعتِ الرّماحُ كواكبا

قد عسكرتْ معه الرّزايا عسكرًا — وتكتّبتْ فيها الرّجالُ كتائبا

أُسْدٌ فرائسُها الأُسُودُ يقودُها — أسدٌ تصيرُ له الأُسُودُ ثعالبا

في رُتبةٍ حجبَ الورى عن نيلِها — وعلا فسمّوه عليَّ الحاجبا

ودعوه من فرطِ السخاءِ مبذّرا — ودعوه من غصبِ النفوسِ الغاصبا

هذا الذي أفنى النُّضارَ مواهِبا — وعِداه قتلاً والزّمانَ تجارِبا

ومُخَيِّبُ العُذّالِ فيما أمّلوا — منه وليس يَرُدُّ كفًّا خائبا

هذا الذي أبصرتُ منه حاضرًا — مثلُ الذي أبصرتُ منه غائبا

كالبدرِ من حيثُ التفتَّ رأيتَه — يُهْدِي الى عينيكَ نورًا ثاقِبا

كالبحرِ يقذِفُ للقريبِ جواهرًا — جُودًا ويبعثُ للبعيدِ سحائِبا

كالشمسِ في كَبِدِ السماءِ وضوءُها — يَغشى البلادَ مشارِقًا ومغارِبا

أمُهجّنَ الكرماءِ والمُزرِي بهم — وتَرُوكَ كُلِّ كريمِ قومٍ عاتبا

شادُوا مناقِبَهم وشِدْتَ مناقبا — وُجِدتْ مناقِبُهم بهنّ مثالِبا

لَبّيكَ غيظَ الحاسدين الرّاتبا — إنّا لَنَخْبُرُ مِن يديكَ عجائِبا

تدبيرَ ذي حُنَكٍ يُفكِّرُ في غدٍ — وهجومَ غِرٍّ لا يخافُ عواقبا

وعطاءَ مالٍ لو عداه طالبٌ — أنفقتَه في أن تُلاقِيَ طالبا

خُذْ من ثنايَ عليكَ ما أسطيعُه — لا تُلزِمَنّي في الثّناءِ الواجبا

فلقد دَهِشتُ لِما فعلتَ ودونَه — ما يُدهِشُ المَلَكَ الحفيظَ الكاتبا

وقال يمدح كافورا سنة ست و اربعين وثلثمائة وهي من محاسن شعره

مَنِ الجَآذِرُ فی زِیِّ الاعاریبِ — حُمرَ الحُلَی والمَطایا والجلابیبِ

ان کُنتَ تَسئَلُ شکًّا فی مَعارِفِها — فمن بلاكَ بتَسهِیدٍ وتَعذیبِ

لا تَجزِنی بضَنًی بی بعدَها بقرٌ — تَجزِی دُمُوعی مَسکوبًا بِمَسکوبِ

سَوائِرٌ ربّما سارت هَوادِجُها — مَنیعةً بین مَطعُونٍ ومَضروب

ورُبّما وَخَدَت اَیدِی المَطِیِّ بها — علی نَجیعٍ من الفُرسانِ مَصبوب

ما اَوجُهُ الحَضَرِ المستحسناتُ به — کاَوجُهِ البَدَوِیّاتِ الرَّعابِیب

حُسنُ الحضارةِ مَجلوبٌ بتَطرِیَةٍ — وفی البَداوةِ حُسنٌ غیرُ مجلوب

این المَعِیزُ من الآرامِ ناظِرةً — وغیرَ ناظِرةٍ فی الحُسنِ والطِّیبِ

اَفدِی ظِباءَ فَلاةٍ ما عَرَفنَ بها — مَضغَ الکلامِ ولا صَبغَ الحَواجیب

ومن هَوَی کُلِّ من لیست مُمَوَّهةً — ترکتُ لونَ مَشیبی غیرَ مَخضُوب

ومن هَوَی الصِّدقَ فی قولی وعادتِهِ — رغِبتُ عن شَعَرٍ فی الرّأسِ مکذوب

لیتَ الحوادثَ باعتنی الّذی اخذت — منّی بحِلمِی الّذی اَعطَت وتَجرِبی

فما الحَداثةُ مِن حِلمٍ بمانعةٍ — قد یُوجَدُ الحِلمُ فی الشُّبّانِ والشِّیب

ترعرعَ المَلِكُ الاستادُ مُکتَهِلًا — قبلَ اکتِهالٍ اَدِیبًا قبلَ تأدیب

مجرَّبًا فَهِمًا من قبلِ تجربةٍ — مُهذَّبًا کَرَمًا من غیرِ تهذیب

حتى اصاب من الدنيا نهايتها   وهمه فى ابتداءات وتشبيب

يدبر الملك من مصر الى عدن   الى العراق فارض الروم فالنوب

اذا اتتها الرياح النكب من بلد   فما تهب بها الا بترتيب

ولا تجاوزها شمس اذا شرقت   الا ومنه لها اذن بتغريب

يصرف الامر فيها طين خاتمه   ولو تطلس منه كل مكتوب

يحط كل طويل الرمح حامله   من سرج كل طويل الباع يعبوب

كان كل سؤال فى مسامعه   قميص يوسف فى اجفان يعقوب

اذا غزته اعاديه بمسئلة   فقد غزته بجيش غير مغلوب

او حاربته فما تنجو بتقدمة   مما اراد ولا تنجو بتجبيب

اضرت شجاعته اقصى كتائبه   على الحمام فما موت بمرهوب

قالوا هجرت اليه الغيث قلت لهم   الى غيوث يديه والشآبيب

الى الذى تهب الدولات راحته   ولا يمن على آثار موهوب

ولا يروع بمغدور به احدا   ولا يفزع موفورا بمنكوب

بلى يروع بذى جيش يجدله   ذا مثله فى احم النقع غربيب

وجدت انفع مال كنت اذخره   ما فى السوابق من جرى وتقريب

لما راين صروف الدهر تغدر بى   وفين لى ووفت صم الانابيب

فتن المهالك حتى قال قائلها   ماذا لقينا من الجرد السراحيب

تهوى بمنجرد ليست مذاهبه   للبس ثوب وماكول ومشروب

يرى النجوم بعينى من يحاولها   كانها سلب فى عين مسلوب

حتى وصلتُ الى نفسٍ مُحَجَّبَةٍ | تلقى النفوسَ بِفضلٍ غيرِ محجوبِ
في جسمِ اَرْوَعَ صافي العقلِ تُضحِكُه | خلائقُ النّاس اِضحاكَ الاَعاجيبِ
فالحمدُ قبلُ لهُ والحمدُ بعدُ لها | وللقَنا ولِإدلاجي وتأويبي
وكيفَ اَكْفُرُ يا كافورُ نِعمَتَها | وقد بلَغنكَ بي يا كُلَّ مطلوبي
يا ايّها الملِكُ الغاني بِتَسميةٍ | في الشَّرقِ والغربِ عن وَصفٍ وتلقيبِ

انتَ الحَبيبُ ولكنّي اَعُوذُ بهِ | من ان اكونَ مُحِبّاً غيرَ محبوبِ

وقال يمدح مساور بن محمّد الرومي

اَمُساوِرٌ امْ قرنُ شمسٍ هذا | امْ ليثُ غابٍ يَقدُمُ الاُستاذا
شِمْ ما انْتَضَيتَ فقد تركتَ ذُبابَه | قِطَعًا وقد تَرَكَ العِبادَ جُذاذا
هَبْكَ ابنَ يَزْدادٍ حَطَمْتَ وصَحْبَه | اَتَرى الوَرى اَضحَوا بَني يَزداذا
غادَرْتَ اَوجُهَهُمْ بحيثُ لَقيتَهُم | اَقْفاءَهم وكُبُودَهم اَفلاذا
في مَوقِفٍ وَقَفَ الحِمامُ عليهِم | في ضَنْكِهِ واستَحوذَ استِحواذا
جَمَدَتْ نُفُوسُهُم فلمّا جِئتَها | اَجرَيتَها وسَقَيتَها الفُولاذا
لمّا رأوكَ رأوا اَباكَ محمّدا | في جَوشَنٍ واخا اَبيكَ مُعاذا
اَعجلتَ اَلسُنَهم بضربِ رِقابِهم | عن قولِهم لا فارسٌ اِلّا ذا
غِرٌّ طَلَعتَ عليهِ طَلعةَ عارضٍ | مَطَرَ المَنايا وابِلاً ورَذاذا
فغدا اسيرًا قد بَلَلْتَ ثيابَه | بِدَمٍ وبَلَّ بِبَولِهِ الافخاذا

سَدَّتْ عليه المَشْرَفِيَّةُ طُرُقَه ... فانْصَاعَ لا حَلَبًا ولا بَغْداذا

طَلَبَ الإمارةَ في الثُّغُورِ ونَشْؤُه ... ما بين كرْخايا الى كَلْواذا

فكانّه حسِب الاسِنَّةَ حُلْوَةً ... او ظَنَّها البَرْنِيَّ والآزاذا

لم يلق قبلكَ مَن اذا اختلفَ القَنا ... جَعَلَ الطِّعانَ مِنَ الطِّعانِ مَلاذا

مَن لا تُوافِقُه الحيوةُ وطِيبُها ... حتّى يُوافِقَ عزمُه الانْفاذا

مُتعوِّدًا لُبْسَ الدُّروعِ يخالُها ... في البَرد خزًّا والهواجِرِ لاذا

اَعْجِبْ بِاَخْذِكَه واَعْجَبُ مِنكُما ... اَن لا تكونَ لمثلِهِ اَخّاذا

وقال يرثي محمّد بن اسحق التنوخي

انّي لَاَعْلَمُ واللَّبِيبُ خَبيرُ ... اَنَّ الحياةَ وإن حَرَصْتُ غُرورُ

ورأيتُ كلًّا ما يُعَلِّلُ نفسَه ... بِتَعِلَّةٍ وإلى الفَناءِ يَصيرُ

اَمُجاوِرَ الدِّيماسِ رَهْنَ قَرارةٍ ... فِيها الضِّياءُ بِوَجهِه والنورُ

ما كنتُ اَحسَبُ قبلَ دَفْنِك في الثَّرى ... اَنَّ الكواكبَ في التُّرابِ تَغُورُ

ما كنتُ آمُلُ قبلَ نَعْشِك ان اَرى ... رَضْوى على اَيدِي الرِّجالِ تَسِيرُ

خرجوا به ولكلّ باكٍ خَلْفَه ... صَعَقاتُ موسى يوم دُكَّ الطُّورُ

والشَّمسُ في كَبِدِ السَّماءِ مَرِيضةٌ ... والارضُ واجِفةٌ تكادُ تَمُورُ

وحَفِيفُ اَجْنِحَةِ الملائكِ حولَه ... وعُيُونُ اهلِ اللاذِقِيَّةِ صُورُ

حتّى اَتَوْا جَدَثًا كاَنَّ ضَرِيحَه ... في قلبِ كلّ مُوَحِّدٍ مَحْفُورُ

بمُزَوَّدٍ كفنَ البِلَى من مُلكِه ... مُغْفٍ واِثمِدُ عينِه الكافورُ

فيه الفصاحة والسّماحةُ والتُّقَى ... والباسُ اجمعُ والحِجَى والخِيرُ

كفلَ الثّناء له بِرَدِّ حياته ... لمّا انطوَى فكانّه مَنشُورُ

وكانّما عيسى بنُ مريم ذِكرُه ... وكانّ عازرَ شخصُه المقبورُ

واستزاده بنو عمّ الميّت فقال ارتجالا

غاضَت اَنامِلُه وهنّ بُحُورُ ... وخَبَت مكايدُه وهنّ سعِيرُ

يُبكَى عليه واستقَرّ قرارُه ... في اللّحدِ حتّى صافحَتْه الحُورُ

صبرًا بني اِسحٰق عنه تكرُّما ... اِنّ العظيم على العظيم صَبورُ

فلكلِّ مَفجُوعٍ سواكم مُشبِهٌ ... ولكلّ مَفقُودٍ سِواه نظير

ايّامَ قائمُ سيفِه في كفِّهِ الـيُمنَى وباعُ الموتِ عنه قصير

ولطالما انهملَتْ بماءٍ احمرٍ ... في شَفرَتَيه جماجمٌ ونُحورُ

فاُعيذُ اِخوتَه بربِّ محمّدٍ ... اَن يَحزَنوا ومحمّدٌ مسرورُ

او يَرغَبوا بقصورِهم عن حُفرةٍ ... حيّاه فيها مُنكَرٌ ونَكير

نَفَرٌ اذا غابت غُمودُ سيوفِهم ... عنها فآجالُ العِباد حُضورُ

واذا لَقُوا جيشًا تيقّنَ انّه ... من بَطنِ طيرٍ تنوفةٍ محشورُ

لم تُثنَ في طلب اَعِنّةُ خيلِهم ... اِلّا وعُمرُ طريدِها مَنثورُ

يمّمتُ شاسعَ دارِهم عن نيّةٍ ... اِنّ المُحِبَّ على البعاد يزورُ

وقنعتُ باللُّقيا وَاَوّلِ نظرةٍ ... اِنّ القليل مِن الحبيب كثيرُ

وسأله بنو عم الميّت ان ينفي الشماتة عنهم فقال ارتجالا

آلُ آلِ ابراهيمَ بعدَ محمّدٍ ... اِلّا حَنينٌ دائمٌ وزَفيرُ
ما شكّ خابرُ امرِهم مِن بعدِهِ ... اَنّ العزاءَ عليهِم محظورُ
تُدمي خُدودَهمُ الدموعُ وتنقضي ... ساعاتُ ليلِهم وهنّ دُهورُ
ابناءُ عمٍّ كلُّ ذنبٍ لِامرئٍ ... اِلّا السِعايةَ بينهم مغفورُ
طارَ الوُشاةُ على صفاءِ ودادِهم ... وكذا الذُّبابُ على الطّعامِ يطيرُ
ولقد مَنحتُ اباالحُسينِ مَودّةً ... جُودي بها لِعدُوّهِ تبذيرُ
مَلِكٌ تصوّرَ كيفَ شاءَ كانّما ... يَجري بفصلِ قضائهِ المقدورُ

وقال يمدح سيف الدولة وقد امر له بفرس دهماء وجارية

سَلي عن سيرتي فَرَسي وسيفي ... ورُمحي والهَمَلَّعةَ الدِفاقا
تركنا من وراءِ العيسِ نجداً ... ونكّبنا السَّماوةَ والعِراقا
فما زالت ترى والليلُ داجٍ ... لِسيفِ الدّولةِ المَلِكِ ائتلاقا
ادِلّتُها رِياحُ المِسكِ منه ... اذا فتحت مَناخِرَها انتِشاقا
اباحَكِ ايُّها الوحشُ الاعادي ... فلِمْ تتعرّضينَ له الرِّفاقا
ولو تبِعتِ ما طرحتْ قَناهُ ... لِكفّكِ عن رَذايانا وعاقا
ولو سِرنا اليه في طريقٍ ... مِن النيرانِ لم نَخَفِ احتراقا

إمامٌ للأئمّةِ من قريشٍ ... الى من يتّقون له شِقاقا

يكون لهم اذا غضبوا حُساما ... وللهيجاءِ حين تقومُ ساقا

فلا تستنكرنّ له ابتساماً ... اذا فهِقَ المكرُّ دماً وضاقا

فقد ضمنتْ له المُهجَ العوالى ... وحمّلَ همُّه الخيلَ العِتاقا

اذا أُنعِلنَ فى آثارِ قومٍ ... وإن بعُدوا جعلْنهمُ طِراقا

وإن نقعَ الصريخُ الى مكانٍ ... نصبْنَ له مؤلّلةً دِقاقا

فكانَ الطعنُ بينهما جوابا ... وكان اللبثُ بينهما فُواقا

مُلاقيةً نواصيها المنايا ... مُعاوِدةً فوارسُها العِناقا

تبيتُ رماحُه فوقَ الهوادِى ... وقد ضرب العجاجُ لها رِواقا

تميلُ كأنّ فى الأبطالِ خمرا ... عُلِلْنَ بها اصطباحاً واغتباقا

تعجّبتِ المُدامُ وقد حساها ... فلم يسكرْ وجادَ فما أفاقا

أقامَ الشِعرُ ينتظِرُ العطايا ... فلمّا فاقتِ الأمطارُ فاقا

وزنّا قيمةَ الدهماءِ منه ... ووفّينا القِيانَ به الصَداقا

وحاشا لارتياحِكَ أن يُبارى ... وللكرمِ الذى لكَ أن يُباقى

ولكنّا نُداعِبُ منكَ قرماً ... تراجعتِ القرومُ له حِقاقا

فتًى لا تسلُبُ القتلى يداه ... ويسلُبُ عفوُهُ الأسرى الوِثاقا

ولم تأتِ الجميلَ إلىّ سهوًا ... ولم أظفرْ به منك استراقا

فأبلغْ حاسدِىّ عليك أنّى ... كبا برقٌ يُحاوِلُ بى لحاقا

وهل تُغنى الرسائلُ فى عدوٍّ ... اذا ما لم يكنّ ظُبًى رِقاقا

اذا اما النّاس جرّبهم لبيبٌ ... فانّى قد اكلتهمُ و ذاقا

فلم اَرَ وُدَّهم الا خِداعًا ... ولم اَرَ دِينَهُم الّا نِفاقا

يُقصّرُ عن يمينِك كلُّ بَحرٍ ... وعمّا لم تُلِقهُ ما اَلاقا

ولولا قُدرةُ الخلّاقِ قلنا ... أعَمْدًا كان خلقُك امر وِفاقا

فلا حطّتْ لك الهيجاءُ سرجًا ... ولا ذاقت لك الدنيا فِراقا

وقال يرثي والدة سيف الدولة وقد توفيت بميافارقين وجاءه الخبر بموتها الى حلب سنة سبع وثلاثين و ثلثمائه وانشده اياها فى جمادى الآخرة من السنة

نُعِدُّ المَشرَفِيّةَ والعَوالى ... وتقتُلُنا المَنونُ بلا قِتالِ

ونرتَبِطُ السّوابِقَ مُقرَباتٍ ... وما يُنجِينَ من خَبَبِ اللّيالى

ومن لم يَعشَقِ الدنيا قديما ... ولكن لا سبيلَ الى الوِصالِ

نَصيبُكَ فى حياتِكَ من حَبيبٍ ... نصيبُكَ فى مَنامِكَ من خَيالِ

رَمانى الدّهرُ بالأرزاءِ حتى ... فُؤادى فى غِشاءٍ من نِبالِ

فَصِرتُ اذا اَصابَتْنِی سِہامٌ ... تَکَسَّرَتِ النِّصالُ علی النِّصالِ

وھانَ فما اُبالِی بالرَّزایا ... لِاَنّی ما انْتَفَعتُ باَن اُبالِی

وھذا اَوَّلُ النّاعِینَ طُرًّا ... لِاَوَّلِ مَیتَۃٍ فی ذا الجلال

کاَنَّ الموتَ لم یَفْجَع بنفسٍ ... ولم یَخْطُر لمخلوقٍ ببال

صلاۃُ اللہ خالِقِنا حَنُوطٌ ... علی الوجہ المُکَفَّنِ بالجمال

علی المدفونِ قبلَ التُّربِ صَونا ... وقبلَ اللَّحدِ فی کَرَمِ الخِلال

فاِنَّ لہ بِبَطنِ الارضِ شخصًا ... جَدِیدا ذِکرُناہُ وھو بالی

وما اَحَدٌ یُخَلَّدُ فی البَرایا ... بل الدُّنیا تَؤُولُ الی زوال

اطابَ النَّفسَ اَنَّکِ مُتِّ موتًا ... تَمَنَّتْہُ البَواقی والخَوالی

وزُلتِ ولم تَرَیْ یوما کَرِیْہًا ... یُسَرُّ الرُّوحُ فیہ بالزَّوال

رِواقُ العِزِّ حولَکِ مُسبَطِرٌّ ... ومُلکُ عَلِیٍّ ابنِکِ فی کمال

سَقَی مَثْواکِ غادٍ فی الغَوادِی ... نَظِیرُ نَوالِ کَفِّکِ فی النَّوال

لِساحِیہِ علی الاَجداثِ حَفْشٌ ... کاَیدِی الخَیلِ اَبْصَرَتِ المَخالی

اُسائِلُ عنکِ بَعدَکِ کُلَّ مَجْدٍ ... وما عَہدِی بمجدٍ عنکِ خالی

یَمُرُّ بِقَبرِکِ العافِی فَیَبکِی ... ویَشغَلُہُ البُکاءُ عن السُّؤال

وما اَھداکِ للجَدْوَی علیہ ... لَوَانَّکِ تَقْدِرِینَ علی فَعال

بِعَیشِکِ ھل سَلَوتِ فاِنَّ قلبی ... وان جانَبْتُ اَرضَکِ غیرُ سالی

نَزَلتِ علی الکَراھۃِ فی مکانٍ ... بَعُدتِ عن النُّعامَی والشَّمالِ

تُحَجَّبُ عنکِ رائحۃُ الخُزامَی ... وتُمنَعُ مِنکِ اَنداءُ الطِّلال

بِدارٍ كلُّ ساكِنِها غريبٌ   طويلُ الهجرِ مُنبتُّ الحِبالِ

حَصانٌ مثلُ ماءِ المُزنِ فيه   كَتُومُ السِّرِّ صادِقةُ المَقالِ

يُعلِّلُها نِطاسيُّ الشَّكايا   وواحِدُها نِطاسيُّ المَعالي

اذا وَصَفُوا له داءً بثغرٍ   سقاهُ اَسِنَّةَ الاَسَلِ الطِّوالِ

وليست كالإناثِ ولا اللَّواتي   تُعَدُّ لها القبورُ من الحِجالِ

ولا مَن في جنازَتِها تِجارٌ   يكونُ وَداعُها نفضَ النِّعالِ

مَشَى الاُمَراءُ حَولَيها حُفاةً   كأنَّ المَروَ مِن زِفِّ الرِّئالِ

وابرَزَتِ الخُدورُ مُخَبَّآتٍ   يضعنَ النِّقسَ اَمكِنَةَ الغَوالي

اَتَتهُنَّ المُصِيبَةُ غافلاتٍ   فدَمعُ الحُزنِ في دَمعِ الدَّلالِ

ولوكان النِّساءُ كمن فَقَدنا   لَفُضِّلتِ النِّساءُ على الرِّجالِ

وما التَّانيثُ لِاسمِ الشمسِ عيبٌ   ولا التَّذكيرُ فخرٌ للهلالِ

وافجَعُ من فَقَدنا مَن وَجَدنا   قُبَيلَ الفَقدِ مَفقُودَ المِثالِ

يُدَفِّنُ بَعضُنا بعضًا وتَمشي   اواخِرُنا على هامِ الاَوالي

وكم عَينٍ مقبَّلَةِ النَّواحي   كَحِيلٍ بالجَنادِلِ والرِّمالِ

ومُغضٍ كان لا يُغضِي لِخَطبٍ   وَبالٍ كان يُفكِرُ في الهُزالِ

اَسيفَ الدَّولَةِ استَنجِد بِصَبرٍ   وكيفَ بِمِثلِ صبرِكَ للجبالِ

فانتَ تُعَلِّمُ النَّاسَ التَّعَزِّي   وخوضَ الموتِ في الحربِ السِّجالِ

فلا غِيضَت بِحارُكَ يا جَمُومًا   على عَلَلِ الغرائِبِ والدِّخالِ

رأيتُكَ في الذين ارى مُلوكًا   كأنَّكَ مُستَقِيمٌ في مُحالِ

فان تفق الانام وانت منهم ... فان المسك بعض دم الغزال

وقال يمدح بدر بن عمار

بقائی شاء لیس هم ارتحالا ... وحسن الصبر زموا لا الجمالا

فکان مسیر عیسهم ذمیلا ... وسیر الدمع اثرهم انهمالا

کأن العیس کانت فوق جفنی ... مناخات فلما ثرن سالا

وحجبت النوی الظبیات عنی ... فساعدت البراقع والحجالا

لبسن الوشی لا متجملات ... ولکن کی یصن به الجمالا

وضفرن الغدائر لا لحسن ... ولکن خفن فی الشعر الضلالا

بدت قمرا ومالت خوط بان ... وفاحت عنبرا ورنت غزالا

وجارت فی الحکومة ثم ابدت ... لنا من حسن قامتها اعتدالا

کأن الحزن مشغوف بقلبی ... فساعة هجرها یجد الوصالا

کذا الدنیا علی من کان قبلی ... صروف لم یدمن علیه حالا

اشد الغم عندی فی سرور ... تیقن عنه صاحبه انتقالا

الفت ترحلی وجعلت ارضی ... قتودی والغریری الجلالا

فما حاولت فی ارض مقاما ... ولا ازمعت عن ارض زوالا

علی قلق کأن الریح تحتی ... اوجهها جنوبا او شمالا

الی البدر بن عمار الذی لم ... یکن فی غرة الشهر الهلالا

ولو يعظُم لنقصٍ كان فيه ولم يزلِ الامير ولن يزالا
بلا مِثلٍ وإن أبصرتَ فيه لكلّ مُغيَّبٍ حَسَنٍ مثالا
حُسامٌ لابنِ رائقٍ المُرجّى حُسامِ المُتّقِي أيّامَ صالا
سِنانٌ في قناةِ بني مَعَدٍّ بَنِي أسدٍ اذا دعَوا النِّزالا
أعزُّ مُغالِبٍ كفًّا وسيفًا ومَقدِرةً ومَحمِيةً وآلا
وأشرفُ فاخِرٍ نفسًا وقومًا وأكرمُ مُنتمٍ عمًّا وخالا
يكونُ أحقُّ إثناءٍ عليه على الدّنيا وأهلِيها مُحالا
ويبقى ضِعفُ ما قد قيل فيه اذا لم يتّرِكْ أحدٌ مَقالا
فيا ابنَ الطّاعِنِينَ بكُلِّ لَدنٍ مواضِعَ يشتكِي البَطَلُ السُّعالا
ويا ابنَ الضّارِبينَ بكلّ عضبٍ مِن العَرَبِ الأسافِلَ والقِلالا
أرى المُتشاعِرِينَ غَرُوا بذَمّي ومَن ذا يَحمَدُ الدّاءَ العُضالا
ومَن يكُ ذا فمٍ مُرٍّ مريضٍ يَجِدْ مُرًّا به الماءَ الزُّلالا
وقالوا هل يُبلِّغُكَ الثُّريّا فقلتُ نَعَم اذا شئتُ استِفالا
هو المُغنِي المَذاكِي والأعادِي وبِيضَ الهِندِ والسُّمرَ الطِّوالا
وقائدُها مُسوَّمةً خِفافًا على حيٍّ تُصبِّحُهُ ثِقالا
جَوائِلَ بالقُنِيِّ مُثقَّفاتٍ كأنّ على عَوامِلِها الذُّبالا
اذا وَطِئَتْ بأيديها صُخُورًا يَفِئْنَ لِوطْءِ أرجُلِها رِمالا
جوابُ مُسائِلِي أله نظيرٌ ولا لكَ في سُؤالِكَ لا ألا لا
لقد أمِنَتْ بكَ الإعدامَ نفسٌ تعُدُّ رجاءَها إيّاكَ مالا

وقد وَجِلَتْ قلوبٌ منك حتّى ... غَدَتْ أَوْجالُها فيها وِجالا

سُرُورُكَ أنْ تَسُرَّ النّاسَ طُرًّا ... تُعَلِّمُهُمْ عليكَ به الدَّلالا

اذا سَأَلُوا شَكَرْتَهُمْ عليه ... وانْ سَكَتُوا سَأَلْتَهُمُ السُّؤالا

وَأَسْعَدُ مَنْ رَأَيْنا مُسْتَمِيحٌ ... يُنِيلُ المُسْتَماحَ بِأَنْ يَنالا

يُفارِقُ سَهْمُكَ الرَّجُلَ المُلاقِي ... فِراقَ القوسِ ما لاقَى الرِّجالا

فما تَقِفُ النِّصالُ على قَرارٍ ... كأنّ الرِّيشَ يَطَّلِبُ النِّصالا

سَبَقْتَ السّابِقِينَ فما تُجارَى ... وجاوَزْتَ العُلُوَّ فما تُعالَى

وأُقْسِمُ لو صَلَحْتَ يَمِينَ شَيْءٍ ... لما صَلَحَ العِبادُ له شِمالا

أُقَلِّبُ مِنْكَ طَرْفِي في سَماءٍ ... وإنْ طَلَعَتْ كواكِبُها خِصالا

وأَعجبُ منك كيف قَدَرْتَ تَنْشا ... وقد أُعْطِيتَ في المَهْدِ الكَمالا

وقال يمدح ابا شجاع فاتكا وكان قد قدم من الفيوم الى مصر فوصل ابا الطيّب وحمل اليه هدية قيمتها الف دينار

لا خَيلَ عِندكَ تُهْدِيها ولا مالُ ... فَلْيُسْعِدِ النُّطْقُ إنْ لم يُسْعِدِ الحالُ

واجْزِ الأميرَ الّذي نُعماهُ فاجِئَةٌ ... بغيرِ قَولٍ ونُعْمَى النّاسِ أقوالُ

فَرُبَّمَا جَزَى الاِحسانَ مُولِيَهُ ... خَرِيدَةٌ مِن عَذارَى الحَيِّ مِكسالُ

وان تَكُن مُحكَماتُ الشُّكْلِ تَمنَعُنِي ... ظُهورَ جَرْيٍ فَلِي فيهِنَّ تَصهالُ

وما شَكَرتُ لانَّ المالَ فَرَّحَنِي ... سِيّانِ عندي اِكثارٌ واِقلالُ

لكن رأيتُ قبيحا ان يُجادَ لنا ... وانّنا بِقضاءِ الحَقِّ بُخّالُ

فكنتُ مَنبِتَ رَوضِ الحَزنِ باكَرَهُ ... غَيثٌ بغيرِ سِباخِ الارضِ هَطّالُ

غَيثٌ يُبَيِّنُ لِلنُّظّارِ مَوقِعَهُ ... اَنَّ الغُيُوثَ بِما تأْتِيهِ جُهّالُ

لا يُدرِكُ المجدَ الّا سَيِّدٌ فَطِنٌ ... لِمَا يَشُقُّ على السّاداتِ فَعّالُ

لا وارِثٌ جَهِلَت يُمناهُ ما وَهَبَت ... ولا كَسُوبٌ بغيرِ السَّيفِ سَآّلُ

قالَ الزَّمانُ له قولا فافهَمَهُ ... انَّ الزمانَ على الاِمساكِ عَذّالُ

تَدرِي القَناةُ اذا اهتَزَّت بِراحَتِهِ ... اَنَّ الشَّقِيَّ بها خَيلٌ واَبطالُ

كفاتِكٍ ودُخولُ الكافِ مَنقَصَةٌ ... كالشمسِ قُلتُ وما لِلشمسِ اَمثالُ

القائِدِ الاُسْدَ غَذَّتها بَراثِنُهُ ... بِمِثلِها مِن عِداهُ وهي اَشبالُ

القاتِلِ السيفَ في جِسمِ القَتِيلِ به ... ولِلسُّيوفِ كما لِلنّاسِ آجالُ

تُغِيرُ عنه على الغاراتِ هَيبَتُهُ ... ومالُهُ باَقاصِي الارضِ اَهمالُ

له مِن الوَحشِ ما اختارَت اَسِنَّتُهُ ... عَيرٌ وهَيقٌ وخَنساءُ وذَيّالُ

تُمسِي الضُّيُوفُ مُشَهّاةً بِعَقوَتِهِ ... كانّ اوقاتَها في الطِّيبِ آصالُ

لَوِ اشتَهَت لَحمَ قارِيها لَبادَرَها ... خَراذِلٌ منه في الشِّيزَى واَوصالُ

لا يَعرِفُ الرُّزءَ في مالٍ ولا وَلَدٍ ... الّا اذا حَفَزَ الاَضيافَ تَرحالُ

يُروِي صَدَى الارضِ مِن فَضَلاتِ ما شَرِبوا ... مَحضُ اللِّقاحِ وصافِي اللَّونِ سَلسالُ

تَقْرِی صوارِمُه الساعاتِ عَبطَ دمٍ — کانّما السّاعُ نُزّالٌ و قُفّالُ

تجری النّفوسُ حَوالَیهِ مُخَلَّطَةً — منها عُداةٌ واَغْنامٌ وآبالُ

لا یَحْرِمُ البُعدُ اهلَ البُعدِ نائِلَه — وغیرُ عاجزةٍ عنه الاُطَیفالُ

اَمضَی الفریقَین فی اَقرانِه ظُبَةً — والبِیضُ هادِیَةٌ والسُّمرُ ضُلّالُ

یُرِیك مَخبَرُه اَضْعافَ مَنْظَرِهِ — بین الرِّجال وفیها الماءُ والآلُ

وقد یُلَقِّبُهُ المجنونَ حاسِدُه — اِذَا اخْتَلَطْنَ وبعضُ العقلِ عُقّالُ

یَرمِی بها الجیشَ لا بُدٌّ له ولها — مِن شَقِّهِ ولَو انّ الجَیشَ اَجبالُ

اذا العِدَی نَشَبَتْ فیهم مخالبُه — لم یجتمِعْ لهم حِلْمٌ ورِئْبالُ

یَرُوعُهم منه دَهرٌ صَرفُهُ ابدًا — مُجاهرٌ وصُروفُ الدهرِ تَغْتالُ

اَنالَه الشرفَ الاعلَی تقدُّمُه — فما الّذی بتَوَقِّی ما اَتَی نالُوا

اذا الملوکُ تَحَلَّتْ کان حِلیَتَه — مُهَنَّدٌ واَصَمُّ الکَعبِ عَسّالُ

ابوشُجاعٍ ابوالشُّجعانِ قاطِبَةً — هَولٌ نَمَتْهُ مِن الهَیجاءِ اَهوالُ

تَمَلَّكَ الحمدَ حتی ما لِمُفْتَخِرٍ — فی الحمدِ حاءٌ ولا مِیمٌ ولا دالُ

علیه منه سَرابِیلٌ مُضاعَفَةٌ — وقد کفاه من الماذِیِّ سِربالُ

وکیف اَسْتُرُ ما اولیتَ مِن حَسَنٍ — وقد غَمَرتَ نَوالًا ایها النّالُ

لَطَّفتَ رایَكَ فی بِرِّی وتَکرِمَتی — اِنّ الکریمَ علی العَلیاءِ یَحتالُ

حتی غَدَوتَ ولِلاَخبارِ تَجوالُ — وللکواکب فی کَفَّیكَ آمالُ

وقد اَطالَ ثَنائی طُولُ لابِسِه — ان الثّناءَ علی التِّنبالِ تِنبالُ

ان کنتَ تَکبُرُ ان تَختالَ فی بَشَرٍ — فانّ قَدرَكَ فی الاَقدارِ یَختالُ

كانّ نفسَكَ لا ترضاكَ صاحبَها   الّا وانتَ على المِفضالِ مِفضالُ

ولا تَعُدُّكَ صوّاناً بمُهجتِها   اِلّا وانتَ لها في الرَّوعِ بَذّالُ

لولا المَشقّةُ سادَ النّاسُ كُلُّهم   الجُودُ يُفقِرُ والاِقدامُ قتّالُ

وانّما يَبلُغُ الاِنسانُ طاقتَه   ما كُلُّ ماشِيَةٍ بالرَّحلِ شِملالُ

انّا لفي زَمَنٍ تَرْكُ القبيحِ به   مِن اكثرِ الناسِ اِحسانٌ واِجمالُ

ذِكرُ الفتى عُمرُهُ الثاني وحاجتُه   ما فاتَه وفُضولُ العَيشِ اَشغالُ

وقال يمدحه وكان سيف الدولة قد امر غلمانه ان يلبسوا وقصد ميّافارقين في خمسة آلاف من الجند والفين من غلمانه ليزور قبر والدته وذلك سنة ثمان و ثلاثين وثلثمائة

اذا كان مَدحٌ فالنَّسيبُ المُقدَّمُ   أكُلُّ فصيحٍ قال شِعراً مُتيَّمُ

لحبّ ابن عبد الله اولى فانّه
به يبدأ الذكر الجميل ويختم

اطعت الغوانی قبل مطمح ناظری
الى منظر يصغرن عنه ويعظم

تعرّض سيف الدّولة الدهر كلّه
يطبّق فی اوصاله ويصمّم

فجاز له حتّى على الشمس حكمه
وبان له حتّى على البدر ميسم

كانّ العدى فی ارضهم خلفاؤه
فان شاء حازوها وان شاء سلّموا

ولا كتب الّا المشرفيّة عنده
ولا رسل الّا الخميس العرمرم

فلم يخل من نصر له من له يد
ولم يخل من شكر له من له فم

ولم يخل من اسمائه عود منبر
ولم يخل دينار ولم يخل درهم

ضروب وما بين الحسامين ضيّق
بصير وما بين الشجاعين مظلم

تباری نجوم القذف فی كلّ ليلة
نجوم له منهنّ ورد وادهم

يطأن من الابطال من لا حملنه
ومن قصد المرّان ما لا يقوّم

فهنّ مع السّيدان فی البرّ عسّل
وهنّ مع النّينان فی الماء عوّم

وهنّ مع الغزلان فی الواد كمّن
وهنّ مع العقبان فی النّيق حوّم

اذا جلب النّاس الوشيج فانّه
بهنّ وفی لبّاتهنّ يحطّم

بغرّته فی الحرب والسّلم والحجا
وبذل اللّها والحمد والمجد معلم

يقرّ له بالفضل من لا يودّه
ويقضی له بالسّعد من لا ينجّم

اجار على الايّام حتّى ظننته
تطالبه بالرّدّ عاد وجرهم

ضلالا لهذی الرّيح ماذا تريده
وهديا لهذا السّيل ماذا يؤمّم

الم يسأل الوبل الذی رام ثنينا
فيخبره عنك الحديد المثلّم

ولما تلقاكَ السحابُ بصَوبِه ... تَلَقّاه أعلى منه كعبًا واكرم

فباشَرَ وجهًا طالما باشرَ القنا ... وبَلَّ ثيابًا طالما بلَّها الدمُ

تلاكَ وبعضُ الغيث يَتبعُ بعضَه ... من الشام يتلُو الحاذقَ المتعلِّمُ

فزارَ التى زارتْ بكَ الخيلُ قبرَها ... وجَشَّمَه الشوقُ الذى تتجشَّم

ولما عرضتَ الجيشَ كان بهاؤُه ... على الفارسِ المُرخَى الذُؤابةِ منهم

حواليه بحرٌ للتجافيفِ مائجٌ ... يسيرُ به طَودٌ من الخيل ايهَم

تساوتْ به الاقطارُ حتى كانّه ... يُجمِّع اشتاتَ الجبال ويَنظِم

وكلُّ فتىً للحرب فوق جبينِه ... مِن الضرب سطرٌ بالاسنّةِ مُعجَم

يمُدُّ يديه فى المُفاضةِ ضَيغَمٌ ... وعَينَيه من تحت التَريكةِ ارقمُ

كاجناسِها راياتُها وشِعارُها ... وما لَبِستْه والسِّلاحُ المُسمَّم

وادَّبها طولُ القتالِ فطرفُه ... يُشيرُ اليها من بَعيدٍ فتفهَم

تُجاوِبُه فِعلا وما تعرِفُ الوحَى ... ويُسمِعُها لحظًا وما يتكلّم

تجانَفُ عن ذاتِ اليمين كانّها ... ترِقُّ لِمَيّا فارِقِينَ وترحَم

ولو زَحَمَتْها بالمناكِبِ زحمةً ... دَرَتْ اىُّ سُورَيها الضعيفُ المهدَّم

على كل طاوٍ تحت طاوٍ كانّه ... من الدَّمِ يُسقى او من اللحم يُطعَم

لها فى الوغى زِىُّ الفوارسِ فوقها ... فكلُّ حِصانٍ دارعٌ مُتلثِّم

وماذاكَ بُخلا بالنفوسِ على القنا ... ولكن صَدْمَ الشرِّ بالشرِّ احزَم

اتَحسَبُ بيضُ الهند اصلكَ اصلَها ... وانّكَ منها ساءَ ما تتوهَّم

اذا نحن سَمَّيناكَ خِلنا سُيوفَنا ... من التِّيهِ فى اغمادِها تتبسَّم

ولم نر ملكا قط يدعى بدونه / فيرضى ولكن يجهلون وتحلم

اخذت على الاعداء كل ثنية / من العيش تعطى من تشاء وتحرم

فلا موت الا من سنانك يتقى / ولا رزق الا من يمينك يقسم

وقال يمدحه ويذكر بناءه ثغر الحدث سنة ثلث واربعين وثلثمائة

على قدر اهل العزم تاتى العزائم / وتاتى على قدر الكرام المكارم

وتعظم فى عين الصغير صغارها / وتصغر فى عين العظيم العظائم

يكلف سيف الدولة الجيش همه / وقد عجزت عنه الجيوش الخضارم

ويطلب عند الناس ما عند نفسه / وذلك ما لا تدعيه الضراغم

يفدى اتم الطير عمرا سلاحه / نسور الملا احداثها والقشاعم

وما ضرها خلق بغير مخالب / وقد خلقت اسيافه والقوائم

هل الحدث الحمراء تعرف لونها / وتعلم اى الساقيين الغمائم

سقتها الغمام الغر قبل نزوله / فلما دنا منها سقتها الجماجم

بناها فاعلى والقنا تقرع القنا / وموج المنايا حولها متلاطم

وكان بها مثل الجنون فاصبحت / ومن جثث القتلى عليها تمائم

طريدة دهر ساقها فرددتها / على الدين بالخطى والدهر راغم

تُفِيتُ اللّيالي كلَّ شيءٍ اخذتَه ... وهنّ لِما يأخذنَ منك غوارمُ

اذا كان ما تنويه فعلاً مضارعاً ... مضى قبل ان تُلقى عليه الجوازمُ

وكيف ترجّى الرّومُ والرّوسُ هدمَها ... وذا الطّعنُ آساسٌ لها ودعائمُ

وقد حاكموها والمنايا حواكمٌ ... فما مات مظلومٌ ولا عاش ظالم

أتوك يجرّون الحديدَ كانّهم ... سَرَوا بجيادٍ ما لهنّ قوائم

اذا برقوا لم تُعرفِ البيضُ منهمُ ... ثيابهمُ مِن مثلها والعمائم

خميسٌ بشرق الارض والغرب زحفُه ... وفي أُذُن الجوزاءِ منه زمازم

تجمّع فيه كلُّ لِسنٍ وأمّةٍ ... فما تُفهِمُ الحُدّاثَ الّا التّراجم

فلله وقتٌ ذوّب الغِشَّ نارُه ... فلم يبقَ الّا صارمٌ او ضُبارم

تقطّع ما لا يقطعُ الدّرعَ والقنا ... وفرّ من الابطال مَن لا يصادِم

وقفتَ وما في الموت شكٌّ لواقفٍ ... كانّك في جفنِ الرّدى وهو نائم

تمرّ بك الابطالُ كلمى هزيمةً ... ووجهك وضّاحٌ وثغرك باسم

تجاوزتَ مقدارَ الشّجاعة والنُّهى ... الى قول قومٍ انتَ بالغيب عالم

ضممتَ جناحيهم على القلب ضمّةً ... تموتُ الخوافي تحتها والقوادِم

بضربٍ اتى الهاماتِ والنّصرُ غائبٌ ... وصار الى اللّبّاتِ والنّصرُ قادِم

حقرتَ الرّدينيّاتِ حتّى طرحتَها ... وحتّى كأنّ السّيفَ للرّمح شاتِم

ومَن طلبَ الفتحَ الجليلَ فانّما ... مفاتيحُه البيضُ الخِفافُ الصّوارِم

نثرتَهم فوقَ الأُحيدِبِ كلّه ... كما نُثِرَتْ فوقَ العروسِ الدّراهم

تدوس بكَ الخيلُ الوُكورَ على الذُّرى ... وقد كثُرتْ حولَ الوُكورِ المطاعم

تَظُنُّ فِراخُ الفُتْخِ اَنّك زُرْتَها ... باُمّاتِها وهى العِتاقُ الصّلادِمُ

اذا زَلِقَتْ مَشّيْتَها ببُطونِها ... كما تَتَمَشّى فى الصَّعيدِ الاراقِمُ

افى كُلّ يومٍ ذا الدُّمُستُقُ مُقدِمُ ... قفاه على الاِقدام للوجهِ لائمُ

اَيُنكِرُ رِيحَ اللّيْثِ حتّى يَذُوقَه ... وقد عَرَفتْ ريحَ اللُّيوثِ البَهائمُ

وقد فَجَعَتْه بابنه وابن صِهْرِه ... وبالصِّهْرِ حَمْلاتُ الاميرِ الغواشِمُ

مَضى يَشكُرُ الاصحابَ فى فوتِهِ الظُّبىٰ ... بما شَغَلَتْها هامُهُم والمَعاصِمُ

ويَفهَم صوتَ المَشْرَفِيّةِ فيهِمِ ... على اَن اصواتَ السُّيوفِ اَعاجِمُ

يُسَرُّ بما اَعطاكَ لاعن جَهالةٍ ... ولكن مَغنُوما نجا منكَ غانمُ

ولستَ مَليكًا هازِمًا لِنَظِيرِه ... ولكنّكَ التّوحيدُ لِلشِّرْكِ هازِمُ

تشرّفَ عدنانٌ به لا ربيعةٌ ... وتفتخِرُ الدنيا به لا العَواصِمُ

لكَ الحمدُ فى الدُّرِّ الّذى لِىَ لفظُه ... فانكَ مُعطِيهِ وانّى ناظِمُ

وانّى لَتَعدُو بى عطاياكَ فى الوَغىٰ ... فلا انا مذمومٌ ولا انت نادِمُ

على كُلّ طيّارٍ اليها برِجلِه ... اذا وقعتْ فى مَسْمَعَيْهِ الغَماغِمُ

الا ايّها السيفُ الذى ليس مُغْمَدًا ... ولا فيه مُرتابٌ ولا منه عاصِمُ

هَنِيئًا لِضربِ الهامِ المجدِ والعُلىٰ ... وراجِيكَ والاسلامِ اَنّكَ سالمُ

ولِم لا يَقِى الرحمنُ حَدَّيك ما وقىٰ ... وتَفْلِيقُهُ هامَ العِدىٰ بك دائِمُ

وفارق أبو الطيّب سيف الدولة ورحل الى دمشق وكاتبه الاستاذ كافور بالمسير اليه فلمّا ورد مصر أخلى له كافور دارًا وخلع عليه وحمل اليه آلافًا من الدراهم فقال يمدحه وانشده اياها في جمادى الآخرة سنة ست واربعين وثلاثمائة

كَفَى بِكَ داءً أن ترى الموتَ شافيًا ... وحَسْبُ المَنايا أن يكُنَّ أمانيا

تمنَّيْتَها لمّا تمنَّيْتَ أن ترى ... صَدِيقًا فأعْيا أو عَدُوًّا مُداجِيا

اذا كُنتَ ترضَى أن تَعيشَ بِذِلَّةٍ ... فلا تَسْتَعِدَّنَّ الحُسامَ اليمانيا

ولا تَسْتَطِيلَنَّ الرِّماحَ لِغارةٍ ... ولا تَسْتَجيدَنَّ العِتاقَ المَذاكِيا

فما ينفعُ الأُسدَ الحياءُ من الطوى … ولا تُتّقى حتى تكونَ ضواريا

حببتُكَ قلبي قبلَ حبِّكَ مَن نأى … وقد كان غدّاراً فكُن أنتَ وافيا

وأعلمُ أنّ البينَ يُشكيكَ بعدَهُ … فلستَ فؤادي إن رأيتُكَ شاكيا

فإنّ دموعَ العينِ غُدرٌ بربّها … إذا كُنّ إثرَ الغادرينَ جواريا

إذا الجودُ لم يُرزق خلاصاً من الأذى … فلا الحمدُ مكسوباً ولا المالُ باقيا

وللنفسِ أخلاقٌ تدلُّ على الفتى … أكانَ سخاءً ما أتى أم تساخيا

أقِلَّ اشتياقاً أيّها القلبُ ربّما … رأيتُكَ تُصفي الودَّ من ليسَ جازيا

خُلقتُ ألوفاً لو رحلتُ إلى الصبا … لفارقتُ شيبي موجعَ القلبِ باكيا

ولكنّ بالفسطاطِ بحراً أزرتُهُ … حياتي ونُصحي والهوى والقوافيا

وجُرداً مددنا بينَ آذانها القنا … فبِتنَ خفافاً يتّبعنَ العواليا

تماشى بأيدٍ كلّما وافتِ الصفا … نقشنَ بهِ صدرَ البُزاةِ حوافيا

وتنظرُ من سودٍ صوادقَ في الدجى … يرينَ بعيداتِ الشخوصِ كما هيا

وتنصِبُ للجرسِ الخفيّ سوامعاً … يخلنَ مناجاةَ الضميرِ تناديا

تُجاذبُ فرسانَ الصباحِ أعنّةً … كأنّ على الأعناقِ منها أفاعيا

بعزمٍ يسيرُ الجسمُ في السرجِ راكباً … بهِ ويسيرُ القلبُ في الجسمِ ماشيا

قواصدَ كافورٍ توارِكَ غيرِهِ … ومن قصدَ البحرَ استقلَّ السواقيا

فجاءت بنا إنسانَ عينِ زمانِهِ … وخلّت بياضاً خلفَها ومآقيا

نجوزُ عليها المحسنينَ إلى الذي … نرى عندَهم إحسانَهُ والأياديا

فتًى ما سرينا في ظهورِ جدودِنا … إلى عصرِهِ إلّا نُرجّي التلاقيا

تَرَفَّعَ عَن عُونِ المَكارِمِ قَدرُهُ ... فَما يَفعَلُ الفَعَلاتِ إِلَّا عَذارِيا

يُبيدُ عَداواتِ البُغاةِ بِلُطفِهِ ... فَإِن لَم تَبِد مِنهُم أَبادَ الأَعادِيا

أَبا المِسكِ ذا الوَجهُ الَّذي كُنتُ تائِقاً ... إِلَيهِ وَذا الوَقتُ الَّذي كُنتُ راجِيا

لَقيتُ المَرَورى وَالشَّناخيبَ دونَهُ ... وَجُبتُ هَجيراً يَترُكُ الماءَ صادِيا

أَبا كُلِّ طيبٍ لا أَبا المِسكِ وَحدَهُ ... وَكُلَّ سَحابٍ لا أَخُصُّ الغَوادِيا

يُدِلُّ بِمَعنىً واحِدٍ كُلُّ فاخِرٍ ... وَقَد جَمَعَ الرَّحمٰنُ فيكَ المَعانِيا

إِذا كَسَبَ النّاسُ المَعالِيَ بِالنَّدى ... فَإِنَّكَ تُعطي في نَداكَ المَعالِيا

وَغَيرُ كَثيرٍ أَن يَزورَكَ راجِلٌ ... فَيَرجِعَ مَلكاً لِلعِراقَينِ والِيا

فَقَد تَهَبُ الجَيشَ الَّذي جاءَ غازِياً ... لِسائِلِكَ الفَردِ الَّذي جاءَ عافِيا

وَتَحتَقِرُ الدُّنيا احتِقارَ مُجَرِّبٍ ... يَرى كُلَّ ما فيها وَحاشاكَ فانِيا

وَما كُنتَ مِمَّن أَدرَكَ المُلكَ بِالمُنى ... وَلٰكِن بِأَيّامٍ أَشَبنَ النَّواصِيا

عِداكَ تَراها في البِلادِ مَساعِياً ... وَأَنتَ تَراها في السَّماءِ مَراقِيا

لَبِستَ لَها كُدرَ العَجاجِ كَأَنَّما ... تَرى غَيرَ صافٍ أَن تَرى الجَوَّ صافِيا

وَقُدتَ إِلَيها كُلَّ أَجرَدَ سابِحٍ ... يُؤَدّيكَ غَضباناً وَيَثنيكَ راضِيا

وَمُختَرَطٍ ماضٍ يُطيعُكَ آمِراً ... وَيَعصي إِذا استَثنَيتَ أَو كُنتَ ناهِيا

وَأَسمَرَ ذي عِشرينَ تَرضاهُ وارِداً ... وَيَرضاكَ في إيرادِهِ الخَيلَ ساقِيا

كَتائِبَ ما انفَكَّت تَجوسُ عَمائِراً ... مِنَ الأَرضِ قَد جاسَت إِلَيها فَيافِيا

غَزَوتَ بِها دورَ المُلوكِ فَباشَرَت ... سَنابِكُها هاماتِهِم وَالمَغانِيا

وَأَنتَ الَّذي تَغشى الأَسِنَّةَ أَوَّلاً ... وَتَأنَفُ أَن تَغشى الأَسِنَّةَ ثانِيا

إذا الهندُ سوّت بين سيفي كريهةٍ
فسيفُكَ في كفٍّ تُزيلُ التساويا

ومن قولِ سامٍ لو رآكَ لِنسلِهِ
فدى ابنِ أخي نسلي ونفسي وماليا

مدًى بلّغ الأستاذَ أقصاهُ ربُّهُ
ونفسٌ لهُ لم ترضَ إلّا التناهيا

دعتهُ فلبّاها إلى المجدِ والعُلا
وقد خالفَ الناسُ النفوسَ الدّواعيا

فأصبحَ فوقَ العالمينَ يرونهُ
وإنْ كانَ يُدنيهِ التكرُّمُ نائيا

غلطنامه

نثر

صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح
٩	١٢	مجّاعه	مجّاعة	٦٩	٣	كانا	كان
١١	٨	ضنيق	ضيّق	٧٠	١٢	فيها	فيه
١١	٩	ے	لے	٧٠	١٣	الزنكى	زنكى
١١	١٠	ضيّق	ضِيق	٧٦	٨	لا أُمحهٔ	[illegible]
١٣	١٣	البِيرُون	النِيرُون	٧٦	١٠	الاجتهادِ	الاجتهادَ
١٨	١٠	قَرْنٍ	قِرْنٍ	٧٩	٣	المِحال	المَحال
٢٢	٧	ثمانيه	ثمانية	٧٩	آخر	ـهُ	ـهٔ
٣٣	١٠	الفرزدقَ	الفرزدقُ	٨٣	٣	اكرهُ	اكرهَ
٣٧	٥	لحيةٍ	لحيةٌ	٨٥	٧	سابع عشر	سابع شهر
"	١٢	لعَودُ	العَودُ	٨٩	١	غُشِى	غَشِى
"	١٥	صدِيقِ	صَدِيقٍ				
٤١	٧	أشَدُّ	أشُدُّ	٨٩	٨	جبل سير	جبل الشراة
٤٢	٥	مَهامِهُ	مهامِهُ	٩١	٨	بها	لبها
٤٣	١٥	الهاجرَةَ	الهاجرَةُ	٩٣	٢	يُلبسه	يَلبسه
٤٩	١١	نَسَمُهُ	نَسَبُهُ	٩٦	١١	فتُفسِدَ	فتَفسُدُ
٥٢	٦	دَنِيَّةً	دَنيَّةٍ			البلادَ	البلادُ
٥٣	١٤	فأفتتح	فافتتح	١٠٠	٧	شيخما	شيخنا
٥٨	١٣	ملاحتُه	ملاحتَه	١٠٠	١٤	المنتخبه	المنتخبة
٦٣	خريطه	نهر برموک	نهر يرموک	١١٠	١١	ارسل [الى]	راسل
٦٤	خريطه	بركة الجيش	بركة الحَبَش	١٢٢	٢	بطلب	يطلب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۲	۳	السابع و العشرین	السبت الرابع والعشرین
۱۲۲	۶	الصالح	العادل
۱۲۴	۶	.... فی	[وقصد الی بلاد العدو] فی
۱۲۴	حاشیہ س۲	ہوا	ہوئی
۱۲۴	حاشیہ س۲	آئیں	آئی
۱۳۱	حاشیہ س۵	یہ شہر لے لیا جاتا	اُدھر کا رُخ کیا جاتا
۱۳۲	۱۰	امُرہ	امرَہ
۱۳۳	حاشیہ س۱	پڑتی	پڑتی
۱۳۴	۹	اخذ	اخذہ
"	آخر	من	علی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۸	۹	جانب الآخر	الجانب الآخر
۱۴۰	۸	۱۲۔ وقعة	۴۰۔ وقعة
۱۴۹	۱۱	بعجز	لعجز
۱۵۰	۱۲	المقری (الذی کان علی المیرة)	المقری الذی کان علی المیرة
"	حواشی	۲ھ و ۲ھ	۳ھ و ۲ھ
۱۵۲	۳	تاثیرا	تأثرا
۱۵۲	حاشیہ ۲	قاصد	پیام قاصد سے
۱۷۸	۲	یسالی	یبالی
۱۸۱	۸	صورتث	صورتک
۱۸۷	۱۲	نعطیة	تعطیه

نظم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۲	کھانا	پہلے کھانا
۷	۱۱	ما	مذ
۸	قبل آخر	ان ...... ان	انّ ...... انّ
۹	۱	بانا	بانّا
"	۱۵	با الاماعز	بالاماعز
۱۱	۱۱	یَنخَنسینا	یَنخَنِینا
۱۸	۴	وافی	وانّی
۱۹	۱۵	فَرَجَت	فَرَجَتْ
۲۹	۱۳	شَدِّة	شَدَّةِ
۵۷	حاشیہ ۴	انت	انتَ
۶۱	حاشیہ ۶	باللوءماء	باللؤماء
۶۲	۶	کُل	کُلِّ
۷۴	حاشیہ ۳	اھلہ تدارکہ	امة تدارکھا
۷۴	حاشیہ ۵	۱ : ۸	۱ : ۸۰

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۵	حاشیہ ۲	مشرفی	مشرقی
۷۷	۱۰	افتضاضة	افتضاضه
۷۸	۳	اَوْحَدَ تَنِی	اَوْحَدْتَنِی
۸۰	۵	یقرٌ	بقرٌ
۸۴	قبل آخر	خَنبلِهِمْ	خَیلِهِمْ
۸۵	۱۱	الهَمَلّعه	الهَمَلّعَة
۸۶	۱۲	الامطارُ	الامطارَ
۸۷	۹	ثلثمائه	ثُلثمائة
۹۲	۲	تُعلِّمُهُم	تُعَلِّمُهُمْ
۹۹	۷	زَمازِم	زَمازِمُ
۱۰۲	۱۶	کَاَفُورِ	کَاَفُورٍ
۱۰۳	۵	اَبا کُلَّ	اَبا کُلِّ
۱۰۳	۶	کُلَّ	کُلُّ

JAWAHIR UL-BUHUR.

EDITED BY

PRINCIPAL MUHAMMAD SHAFI, M.A.,

for the University of the Panjab.

Prescribed by

THE UNIVERSITY OF THE PANJAB

FOR

The B. A. Examination.

LAHORE.

1936.

1st *Edition.* *Price Rs.* 2-12-0.